مفکرِ اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ
کے فکر انگیز خطبات کا مجموعہ

خطباتِ علی میاںؒ

جلد اوّل

تعلیم و تعلّم

جمع و ترتیب:
مولوی محمد رمضان سیالکوٹی

دار الاشاعت

Copyright Regd. No.

جملہ حقوق بحق ناشر و مصنف محفوظ ہیں

ناشر : فلیس اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی

طباعت : اکتوبر 2004ء علی گرافکس پرنٹنگ پریس کراچی۔

ضخامت : 400 صفحات

ملنے کے پتے .....

[illegible]

عرض ناشر

[illegible] کو اسلامی موضوعات میں مستند ترین حوالہ کی کتب شائع کرنے کا اعزاز حاصل ہے۔ زیر نظر کتاب اپنے مضمون سے شرف قبول سے نوازی گئی ہے۔

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کے بارے میں کچھ لکھنا گویا اپنی کم مائگی کا اعتراف ہے۔ آپ کی علمی، تحقیقی، تصنیفی کارنامے جن سے برصغیر کا ہر دینی حلقہ استفادہ کر رہا ہے۔ ان کی کچھ زیارت کا شرف راقم الحروف کو بھی حاصل ہوا ہے۔ آپ کے خطبات سننے کے بعد ان کی شخصیت کے بارے میں کچھ لکھنا گستاخی ہوگی۔ البتہ ان کے خطبات شائع کرنے کا اعزاز ضرور حاصل ہوا ہے۔

ان خطبات سے مجلہ تحریری طور پر استفادہ حاصل کرنے کے لئے شائع کیا جا رہا ہے۔ امید ہے طلباء اور مدرسین کے لئے یہ خطبات افادیت کا باعث ہوں گے۔

قارئین سے درخواست ہے کہ وہ شائع اہل خانہ اور دیگر اعزا کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

ناشر

نطق کو سو ناز ہے تیرے لب اعجاز پر
محو حیرت ہے ثریا رفعت پرواز پر

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ
انتساب	۱۷
تعلیم و تعلم	۱۸
ابتدائیہ	۱۹
عرض مرتب	۲۱
عناصب خطبات کی مختصر روداد حیات	۲۳
(۱) طالبانِ علوم نبوت کا مقام اور ان کی ذمہ داریاں	۳۳
مدرسہ کیا ہے؟ مدرسہ کی ذمہ داری اور نگراں کا کام	۳۳
طلبہ اور فضلاء مدارس کی ذمہ داریاں	۳۶
طلبہ و فضلاء کا امتیاز	۳۷
تخصیصات کا فتنہ	۳۸
مدارس کا اصلی اثاثہ	۳۹
انقلاب انگیز شخصیتیں	۴۹
مدارس کی ذمہ داریاں	۵۰
دنیا کا کارخانہ صفتِ دوئی کے انتظام پر	۵۱
طبقہ علماء میں احساس کمتری کیوں؟	۵۲
خود شناسی و خود داری	۵۲
زندگی کی تبدیلی اور اس کے تقاضے	۵۳

عنوان	صفحہ
یہ استاد کی مختلف صلاحیتوں کا تعین	۵۳
زندگی سے بیزاری کی وجوہات	۵۴
اصل مرض کی تشخیص	۵۸
۴۔ اساتذہ کا زندگی سے بیزار طلبہ کے ساتھ رویہ	
تدارک کے اصولی طریقے	۵۹
زندگی کی طرف رغبت اور زندگی سے محبت کی مثالیں	۶۰
نصاب تعلیم کے تقاضے	۶۵
دین کی خاطر زندگی سے بیزار طلبہ کی ضرورت	۶۵
نئی تحریکوں سے بچنے اور ان کا اثر زائل کرنے کی ضرورت	۶۷
نئے خیالوں کی مخالفت کے نقصانات	۶۱
ملک کی زبان اور ادب سے بیزار طلبہ	۷۰
عربی زبان کی اہمیت	۷۰
مطالعہ کی عادت	۷۱
نئے دور کے تقاضے	۷۳
۱۔ جدید فکری اصطلاحیں	۷۳
(۲) ایسے طلبہ جن کو علمی ذمہ داری اور	
ان کی مطلوبہ صفات	۷۵
۱۔ اپنا محاسبہ	۷۹
۲۔ اخلاص کی تلاش	۷۹

عنوان	صفحہ
عوام اس کے ساتھ علماء کا رویہ	۸۲
علماء کی زندگی ممتاز ہو	۸۳
ایک واقعہ	۸۳
تعصبات سے گریز کریں	۸۶
(۳) یہ دین زندہ ہے اور زندوں سے قائم ہے	۸۸
دین کو زندہ اشخاص کی ضرورت ہے	۹۸
فیض مردوں سے بھی حاصل ہو سکتا ہے مگر زندہ سے	۸۹
زندوں ہی سے حاصل ہوتی ہے	۸۹
دین زندہ رہنے کا	۹۰
پاکستان کی سب سے بڑی ضرورت	۹۳
ہر شعبہ میں تجربہ کار ہونے چاہئیں	۹۶
خالی کرنے کیلئے جانشینوں کی ضرورت	۹۸
(۴) دین و علم کا دائمی رشتہ	۹۹
اصل مدار علم کا رابطہ	۹۹
پہلی وحی میں علم و قلم کا تذکرہ	۱۰۰
تعلیم و تعلم کی ضرورت اور اس کا مقام	۱۰۱
حفاظت قرآن کا مفہوم	۱۰۲
فضلاء مدارس کا فرض	۱۰۳

عنوان	صفحہ
عوام کی ذمہ داری	۹۴
دینی مدارس میں پڑھنے والے بچوں کے دینی تعلیم کا انتظام	۱۰۵
(۵) حکومت اسلام اور غیر مسلم رعایا	۱۰۸
حکومت کی ذمہ داری	۱۰۸
مذہبی تعلیم کے بارے میں	۱۰۹
دین سے متعلق معاملات میں	۱۱
[illegible]	۱۱۳
[illegible]	۱۱۶
(۶) حکومت کا کام اس امت مسلمہ کی اصل قدر و قیمت ہے	۱۱۸
(۷) مدارس و مکاتب کو کس نظر سے دیکھتے ہیں	۱۲۶
[illegible]	۱۲۶
[illegible]	۱۲۸
[illegible]	۱۳۱
(۸) مدارس دینیہ کی ضرورت اور علوم دینیہ میں	
اخلاص و اختصاص کی اہمیت	۱۳۴
[illegible]	۱۳۶
اخلاص و اختصاص کی ضرورت	۱۳۷
[illegible]	۱۳۸

عنوان	صفحہ
خیر خواہانہ مشورہ کی ضرورت	۱۲۳
دنیا کی قدر نہیں	۱۲۵
مدارس دینیہ کا وجود نعمت ہے	۱۲۵
(۹) علماء ربانی کا منصب اور ان کے کام کی نوعیت	۱۲۷
علماء انبیاء کے جانشین ہیں	۱۲۷
شرف کیا ہے؟	۱۲۸
جاہلیت کی علامت	۱۲۹
بدعت کیا ہے؟	۱۳۱
(۱۰) علماء کا مقام اور اس قوم کی ذمہ داریاں	۱۳۵
علماء کی قوم اور اہل حکم کی ذمہ داریاں	۱۳۶
علم کی حفاظت حکم سے زیادہ ہے	۱۳۷
اللہ کی طرف سے ہر کمال وقتی	۱۳۸
علم کی افادیت کا سبب ہونا چاہئے	۱۳۹
(۱۱) علوم دینیہ کے طلبہ و فضلاء کی کامیابی کی	۱۴۰
تین لازوال شرطیں	۱۴۰
حضرت مولانا شیخ صاحب محدث پاکستان کے ملاقات کی یاد	۱۴۱
انتساب نامہ کا نمونہ	۱۴۳
بعض نصیحت کی قابل تبدیل ہیں	

عنوان	صفحہ
نافعیت کا احترام یا اعتراف	۱۸۳
نافع کی تلاش یا طلب	۱۸۵
نافعیت کی قوت تسخیر	۱۸۶
استغنا، بے غرضی کی طاقت و تاثیر	۱۸۸
کامیاب خیال کون کہ عزیز جہاں بنو	۱۸۹
(۱۲) جو علم خدا کے نام کے بغیر ہو وہ انسانیت	
کی تباہی کا سبب بنے گا	۱۹۱
آپ کے کو چلا جاؤں کدھر	۱۹۱
ہمارا خالق ہم سے کیا چاہتا ہے؟	۱۹۳
ہمارا اور آپ کا بنیادی کام	۱۹۶
(۱۳) انسانیت کے زوال کا سبب علم سے	
اللہ کے نام کا جدا ہونا	۱۹۷
(۱۴) موجودہ دور کے بے چین ذہنوں کو مطمئن کرنا	
علماء کی سب سے بڑی ذمہ داری	۲۰۳
تاریخ کی حیثیت	۲۰۳
(۱۵) دل بدل جائیں گے تعلیم بدل جانے سے	۲۱۳
(۱۶) صنعتی و سائنسی علوم کی تعلیم، افادیت و اہمیت	۲۲۳

عنوان	صفحہ
قرآن مجید میں صفحہ ۴۰	۲۲۴
(۱۷) اکوڑہ خٹک میں حضرت سید احمد شہیدؒ کے جہاد اور شہداء کا خون دار العلوم حقانیہ کی شکل میں رنگ لایا	۲۳۲
عداوت کی مسافت	۲۳۲
اسلام ہند میں	۲۳۳
جہاد کی تین شرطیں	۲۳۵
خون شہیداں ضائع نہیں ہوتا	۲۳۷
دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی ضرورت	۲۳۸
(۱۸) عہد حاضر کا چیلنج اور امت محمدیہ کے فرائض	۲۴۲
عصر حدید کا چیلنج	۲۴۳
مشرقی و مغربی کیمپ کا وحدت فکر	۲۴۴
سب سے بڑا فتنہ الحاد	۲۴۵
وہ حقائق جو مادیت پر ضرب کاری لگاتے ہیں	۲۴۶
یہ سچے واقعات سے نیا سامنے آئے	۲۴۷
جب تقاضا چھ ہیں	۲۴۷
حدوں لگانے والی باتیں ہے	۲۴۸
۱۰ بات کے کرنے کے کام	۲۴۹
دعوت کا حق ہر	۲۵
علت سے مراد خالق	۲۵۳

	صفحہ
	۲۵۰
	۲۵۲
	۲۵۳
(۲۹)	۲۵۹
	۲۶۹
(۳۰)	۲۷۳
	۲۷۴
	۲۷۶
	۲۷۸
	۲۷۹
	۲۸۰
(۳۱)	۲۸۳
	۲۸۸
(۳۲)	۲۸۸
(۳۳)	۲۹۸
	۲۹۹
	۳۰۰
	۳۰۱

عنوان	صفحہ
زمانے کی سے سر تھوڑا ہے	۳۰۱
مذہب ہی خراب ہے اور میرا تعلق نہیں ہے	۳۰۱
[illegible] صاحب کی بات تو قبول نہیں کرتی	۳۰۲
عربی زبان کا اس کا مقام کیا ہے	۳۰۳
تمہیں تو اسلام کا نام لے کر ہمارا کوئی فوائد نہیں ہوا	۳۰۵
خاندانی نظام کا ہے اس کا بیان	۳۰۵
زمانہ جس زبان کو سمجھے وہ فوائد کی ہے تحقیق کی زبان ہے	۳۰۶
آپ ایسا کیا کہتے ہیں	۳۰۸
حضرت والا کی مصروفیتوں کی وجہ سے بصیرت	۳۰۹
ندوۃ العلماء کی تحریک نئی سے نظر آتی ہے	۳۰۹
[illegible]	۳۱۰
جب یہ زبان اس لئے دل بڑا سا سال لوگ ختم ہو گئے	۳۱۱
[illegible]	۳۱۳
اصل [illegible] ہے	۳۱۴
اصل بات	۳۱۵
دینی صلاحیت پیدا کیجئے	۳۱۶
[illegible]	۳۱۷
میری دعوت	۳۱۸
ہم کو پہلے کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی	۳۲۰
(۲۴) زبان سے کی اہمیت اور اس کی ضرورت	۳۲۲
(۲۵) بچے کو نیا اسم کی صدق دل سے پیش کیجئے	۳۳۶
(۲۶) شان عشرت	۳۵۰

		صفحہ
		۳۵۱
		۳۵۹
		۳۶۳
		۳۶۴
		۳۶۷
		۳۶۹
		۳۷۰
		۳۷۲
		۳۷۳
		۳۷۴
		۳۷۵
		۳۷۶
		۳۷۷
(۳۰)		۳۸۰
		۳۸۱
		۳۸۲
		۳۸۳
		۳۸۴
		۳۸۶
۱۲۸		۳۸۷
۱۲۹		۳۹۳

انتساب

یہ چھوٹی سی تحقیقی کوشش اور اس کی محنت کو عالم اسلام کے عظیم داعی
مفکر، مؤرخ، سوانح نگار، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کی والدہ مرحومہ
فخر سلسلہ داؤدی، مربی اسلامی کی عظیم دینی و رفاہی اور علوم نبوی کی خدمات کے پیوند
اور میرے استاذ محترم حضرت مولانا حافظ محمد حسنین خان صاحب مدظلہ کے نام نامی
منسوب کرتے ہوئے اپنے لئے وجہ سعادت و خوش قسمتی سمجھتا ہے جنہوں نے بندہ
کی تعلیم و تربیت میں شب و روز محنت فرمائی ہے

اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے استاذ محترم مؤلفین کی
محنت کو شرف قبولیت سے نوازے اور ہمیں ہمیشہ اللہ کے دین کی ہدایت کی شمع روشن
کرنے کی سعی مشکور کی توفیق عطا فرمائے

آمین

محمد مصطفیٰ میاں

جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ

بنوری ٹاؤن کراچی پاکستان

(۱) حال مقیم مدینہ منورہ (۱۴۲۲ھ)

تعلیم و تعلم

[illegible] ہے کہ ہم یہ نہ کہہ سکے کہ [illegible] نہیں ملتی، بس وقت بھی جدید مشرقی
[illegible] میں تقسیم [illegible] جیسا کہ علامہ اقبال نے کہا ہے

[illegible] نئی تہذیب و تمدن

[illegible] ہے جو کسی ملک، قوم
[illegible] ہے کہ [illegible] میں بھی وحدت طلبی ہے وہ وحدت
[illegible] سے [illegible] کو اپنے کی خوشی ہے [illegible]
[illegible] ہے [illegible] کا قائل نہیں ہوں کہ [illegible]
[illegible] ہے کہ [illegible]
[illegible] ہے [illegible] میں علم کی [illegible] ہے
[illegible] میں [illegible] ہے [illegible] سے [illegible]
[illegible] کی [illegible]

[illegible] مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی

[illegible]

ابتدائیہ

فی ریب انه لایک ... ان کتاب فی یومه الا قال لی عند
... وعیرهند ... لکن احسن، ولو ید کله لکان بمستحسن ولو
قدم هند ... لکان افضل ولو ترک هند لکان احسن" رهند من
اعظم العبرة وهو دلیل علی اسبقیة ... الشعر علی سائر النثر

قال عبدالقاهر الجرجانی فی مقدمة کتابه الاشارة

میں نے یہ سوچا کہ آج جس زبان نے مجھے فن تعلیم میں مقام دیا ہے اور جو اب استعمال سے تقریباً ناپید ہو چکی ہے اور جس کے بعد اسے کوئی فوری خطرہ نہیں ہے بہتر ہے کہ اس کی مقامی تبدیلی کی جائے تو بہت اچھا ہوتا۔ اگر کچھ صفحہ کم کیا جائے اور کچھ آرائشی جملوں یا عبارت کے غیر ضروری حصے کو حذف کر دیا جائے تو اس کتاب کی عبارت تقریباً ایک تہائی کم ہو جائے گی اور کتاب کی ضخامت بھی ایک تہائی کم ہو جائے گی۔

یہ بڑی عجیب سی بات ہے اور اس بات نے مجھے کافی دیر تک الجھن میں مبتلا رکھا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض مرتب

یا اس موضوع پر [illegible] کا تحقیق اور [illegible] ہی ہیں آپ حضرات مولانا تقی عثمانی
[illegible] مطالعہ کریں آپ کو صحیح تاریخ حقیقت یکجا ملے گی۔ آپ نے بہت مختصر میں
دینی دعوت اور اسلامی [illegible] کا جو اصل تقاضا کا نام لیا ہے وہ صرف آپ ہی کا
کام نہیں بلکہ [illegible] ہے جو پروفیسر [illegible] نے عظیم مسلم
حکیم حضرت [illegible] محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں

"حضرت [illegible] نے شرق و غرب عرب و عجم میں مسلسل اسلام
کی دعوت کا جو بیج بویا ہے اور وہ اپنی [illegible] کے اس دور کے درمیان
[illegible] کی دعوت دے رہے ہیں وہ کہیں بھی مرکزیت و
[illegible] کے صاف صاف نشانات نظر آتے
ہیں کبھی کبھی [illegible] "اسعی یا مصر" کی آواز بن جاتے ہیں اور
کبھی [illegible] صریحۃ بالعرب [illegible] کے درمیان
[illegible] کے خلاف کھڑے ہوتے ہیں کبھی [illegible]
[illegible] سے [illegible] کو [illegible] کرتے ہیں کبھی [illegible]
[illegible] کے [illegible] کو [illegible] کرتے ہیں [illegible] کے [illegible]
[illegible] کا [illegible] کرتے ہیں (جس کا ایک [illegible] وجہ تقریر ہے)
[illegible] کی [illegible] کے [illegible] "تاریخ دعوت و عزیمت"
[illegible] میں بھی [illegible] "اسلامیت و مغربیت کی کشمکش" کے
[illegible] پہلوؤں سے [illegible] کرتے ہیں بھی نہیں [illegible] کے [illegible]
[illegible] سے [illegible] کا [illegible] ہی [illegible] کی دعوت
[illegible] ہیں [illegible] کی [illegible] عرب [illegible] اور
[illegible] سے [illegible] چوٹی [illegible] کو [illegible]

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ تحریر فرماتے ہیں کہ

اس کی تحریروں میں علم و فکر کی فراوانی کے ساتھ ملا کا سوز و گداز سے خالی ہونا کیسے بغیر نہیں رہتا، خاص طور پر معاصر افکار کی یورش سے ہمارے دور میں جو فکری گمراہیاں پیدا کی ہیں اور عالم اسلام کے مختلف حصوں میں جو فتنے جگائے ہیں ان پر حضرت مولانا کی بڑی وسیع و عمیق نظر تھی اور انہوں نے اپنی تقریر و تحریر کے ذریعہ ان فتنوں کی تشخیص اور ان کے علاج کی نشاندہی جس سلامت فکر کے ساتھ اور دلنشین انداز میں فرمائی ہے کہ عہد حاضر کے مباحث میں شاید ہی کوئی دوسرا اس کا ہمسر ہو سکے۔

(تعمیر حیات، فکر اسلامی نمبر ۲۰۰۱ء)

زیر نظر کتاب خطبات علی میاں کے مطالعہ سے ان حضرات کے ارشاد کی تصدیق ہوتی نظر آتی ہے کیونکہ مذکورہ خطبات میں حضرت مولانا مدوح قدس سرہ نے علم و فضل دین و تقویٰ، حکمت و حریت، تاریخ و ادب اور دیگر فنون جس سے گوشوں پر روشنی ڈالی ہے وہ بڑی اہمیت کے حامل ہونے کے ساتھ بڑی عبرت کا سامان اپنے اندر رکھتے ہیں، علماء کرام و طلبہ علوم دینیہ کو ان کے مطالعہ سے آگاہی، جدید چیلنجوں کے مقابل ان کی ذمہ داریوں کو واضح کیا ہے، اس سے عوام کو خطابت، ادب، انشا اور حکمت و حریت کو سمجھنے کا ایک بہترین منبع فراہم ہوگا اور یقیناً کسی خطیب کے خطبات کو کتابی شکل میں لانا اس کے تجربات، مشاہدات، حالات و واقعات اور اس کی علمی و فکری صلاحیت کا کتب بین حضرات کے لیے ایک تحفہ کی حیثیت رکھتا ہے پھر جبکہ وہ خطیب مفسر و مفکر، مورخ و محدث، فقیہ و ادیب ہو تو فکر کا حال، افکار امت کی شقاوتوں کا مرثیہ، امت مسلمہ کا رجوع ہو اور اپنے سینے میں سنگی بلقی، مرثیہ خوانی، پرچانیوں اور رمانشوں سے چور چور امت کی

کے لئے گھلنے ملنے والا دل رکھتا ہو، جس کی تقریر میں جوش کے عنصر کے بجائے فکری، بن سازی کا عنصر غالب ہو تو یہ ہونے پر سچا گہ ہے۔ درحقیقت حضرت مولانا ندوی کے یہ خطبات اسی کے عکاس ہیں، قارئین جب ان کا مطالعہ کریں گے تو ان کے سامنے ایک نئی دنیا کے گوشے واضح ہوتے جائیں گے اور ماضی کے بند دریچے کھلتے جائیں گے۔

راقم الحروف کو حضرت مولانا ندوی کی پہلی زیارت نیپال کی عظیم دینی درسگاہ دارالعلوم دارالاسلام جنکپور پوسری میں ۲۳ ذیقعدہ ۱۳۹۲ھ مطابق ۳۰ دسمبر ۱۹۷۲ء کو ہوئی، راقم الحروف ان دنوں ابتدائی درجات میں زیر تعلیم تھا، دارالعلوم کے طلبہ میں حضرت مولانا کے نام کا کافی چرچا تھا، طلبہ حضرت مولانا کا تذکرہ کیا کرتے تھے، اساتذہ بھی ان کے کافی مداح تھے، راقم رشک کرتا تھا کہ یہ شخصیت کیسی ہوگی اور ان کو اللہ تعالیٰ نے کتنا نوازا ہوگا۔ وہاں والد محترم حضرت مولانا راقم پر مسیح الزماں کے صدقہ نظر کرتے تھے۔ ان باتوں نے بچپن نظر جب مذکورہ تاریخ کو حضرت مولانا کی تشریف آوری ہوئی تو آپ سے ملاقات کے لئے حاضر ہوا، میری ان سے پہلی ملاقات تھی، پہلی ملاقات جس شان کی نظر شفقت نے مجھ کو اپنا گرویدہ بنالیا، گویا وہ میری زندگی میں ایک تبدیل اور ایک رہبر و رہنما کی ہستی تھی میں جس کی تلاش میں تھا، اس کو میں نے پالیا تھا، وہاں دارالعلوم میں حضرت مولانا کا جو خطاب ہوا وہ خطبات مذکورہ 'مدارس دینیہ کی ضرورت اور علوم دینیہ میں اخلاص' خصوصاً اس کی اہمیت' کے عنوان سے موجود ہے، پاکستان میں جب جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی میں داخل ہوا تو حضرت مولانا کی کتابیں پڑھنا شروع کیں، خاص طور سے 'ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمین' اور 'تاریخ دعوت وعزیمت' پڑھنے کے بعد آپ سے عقیدت محبت میں بدل گئی، ایک عرصہ سے میری تمنا تھی کہ عالم اسلام کی اس عظیم دینی درسگاہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کو دیکھوں وہاں حضرت مولانا کی زیارت سے اپنی روح کو سرشار کروں، چنانچہ ندوہ سے اپنے وطن جانے کے موقع پر بانئ روداد سفر روانہ ہوا، جہاں دارالعلوم ندوۃ العلماء حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا مذکورہ تاریخ یعنی ۲۲ شعبان ۱۴۰۲ھ میں دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ کے مہمان خانے میں آپ سے زیارت کا شرف حاصل ہوا

مغرب کے بعد حاضری تھی، آپ کی طبیعت ناساز تھی ملاقات بھی کم فرماتے تھے۔ تم الحروف جب پہنچا اور آپ کو بتایا گیا کہ سورتی ناؤں سے طالب علم یا ہے تو شرف ملاقات عشاء بعد حاصل ہوا، جب یہ ناچیز حاضر ہوا تو دارالعلوم کے بانی محدث حضرت العلامہ سید محمد یوسف بنوری اور مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب تشریف فرما تھے حضرت بنوری بہت بڑے عالم اور میرے اچھے دوست تھے، راقم الحروف کا آپ کی وہاں سے ساتھ رہنے کی وجہ سے ان سے قریبی تعلق رہا، وہ آپ کو اکثر باتوں میں فرماتے تھے کہ کتابوں میں پڑھے ہوئے بہت سے اپنے اکابرین سے متعلق جو کچھ تھا اس سے مولانا کی عبادت کے بعد مجھے اپنے تمام اکابرین میں بھلائی میں نظر آئی پھر آپ کے شدید علیل حضرت مولانا سید احمد بنوری بجنوری ۱۳۸۰ھ کو دار الحرمین شمالی مکہ کے پہلے ۱۳۸۰ھ جلاس میں تشریف لائے تو آپ سے ہم عاجز نے فرمایا کہ رمضان میں اور رمضان رائے ونڈ میں تو ہوتا ہے حضرت مولانا مرحوم نے حضرت سے خواہش کی کہ استعفیٰ کر دیا لیکن اپنے ساتھ لے جانے والوں نے نہیں دیا، راقم الحروف نے بھی حضرت سے ملاقات کے لئے ۲۰ رمضان ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۹۶۱ء کو مکہ مکرمہ حاضر ہوئے اللہ تعالیٰ حضرت والد صاحب کی مغفرت فرمائے صدق کے سارے ناولوں، سیرت اور تاریخ، لغت اور ادب کو لے کر وہ حضرت والد صاحب کے پاس ایک دارالعلم تھا، حضرت والد صاحب سے پہلا کام کیا جاتا اور اس کے لئے وقت کی جو بات ان سے طے ہوتی اس کے مطابق ان خطبات کی ترتیب کی گئی ہے، حضرت والد صاحب کے بیانات و خطبات سے استفادہ کیا جائے اس پہلی جلد کا تعلق علم کے دینی ارتباط میں علوم سے ہے اس میں حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے علماء دین کی ذمہ داریوں کی مسئولیات پر بڑے اچھے انداز میں آگاہ فرمایا ہے، علم اسلام کے مختلف شعبوں کا تعارف، علوم قرآن، علوم حدیث، علوم فقہ، علوم تفسیر پر گفتگو اور اس کے ساتھ ساتھ جامع ترمذی کی شرح انعام الباری کے مقدمہ کو بھی اس میں شامل کر دیا گیا ہے، جو اپنا ایک مستقل مقام رکھتا ہے، اپنے بزرگوں کے سامنے کھڑے ہونے میں کس قدر ادب ہوتا ہے اس کا بھی ذکر ہے، اس کے بعد آپ نے اس کالب سامنے اس کے سامنے پیش کرنے کی ضرورت محسوس کی جس سے ان کی قدر دانی کی بھی ملت اسلامیہ نے ان سے

کیا گیا توقعات قائم رکھی ہیں اسے واضح طور پر سمجھایا ہے۔ ساتھ ہی عام مجلسوں سے آگاہ کرتے ہوئے ان کا حل بھی تجویز فرمایا ہے جو اس عہد کی ہر ایک ضرورت ہے۔ اس کتاب کے مطالعے سے ہر طالب علم کو معلوم ہو جائے گا کہ اس کی تعلیم کا مقصد کیا ہے اور اس کی زندگی کیلئے مشعل راہ اور رہنما کن خطوط میں اس خطبات کا مرکزی خیال اور بنیادی موضوع ایک ہی تھا لیکن طالب علم کی نگاہ اس مقدس مقاصد پر ٹکی ہے اور محدود دائرہ میں رہ کر بھی وہ کیا کچھ بن سکتے ہیں اور کیا کچھ کر سکتے ہیں اس کتاب کے مطالعہ سے یہ بات آسانی سے سمجھ میں آ جائے گی کہ اللہ رب العزت نے جو امکانات اس کے اندر ودیعت فرمائی ہے اس کو ترقی دے کر وہ کس علمی و عملی بلندیوں پر پہنچ سکتے ہیں ان کے اس مقررہ وقت سے کام گیر طلبہ میں عزم و ہمت کی طلب کی قدر دانی پہلے سے بہت زیادہ بڑھ جائے گی۔ جو یہ رسالہ تمام ملت اسلامیہ کو اپنے دائرہ میں جوان کی صحیح رہنمائی کر سکیں۔ وہ دینی خلفہ تیار کر سکے ہیں زندہ دل ہیں چونکہ یہ زندہ ہے اور زندوں سے ہی کام ہو سکتا ہے۔ اس لئے ان کو ایمان و یقین سے اخلاق و اوصاف علمی روح اور اعتماد بالنفس کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ خطبات جلیلہ علوم دینیہ کے مدعیہ کی سب سے بڑی ضرورت کو پورا کرتے ہیں۔ ان خطبات جلیلہ کا مطالعہ کرنے والا اپنے اندر پورا یقین پیدا کر لیتا ہے کہ ان عطیات کے ذریعہ سے وہ اپنے مقصد کو کس طریقہ پر حاصل کر سکتا ہے۔ اسلاف کی سب سے بڑی خصوصیت یہی تھی کہ وہ ان صفات کے حامل تھے اس لئے انہوں نے علمی صداقت کو بھی حاصل کر لیا تھا جس کے نتیجہ میں انہوں نے امت اسلامیہ کی صحیح رہنمائی کی اور یہ بات کچھ مشکل میں ہی آج ہم تک پہنچے ہے۔ ضرورت ہے اس کی تفصیل ان موضوعات پر روشنی ڈالنے کے لئے بڑھ علم یقیناً اپنی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اپنے اندر ایک نئی قوت محسوس کرے گا اپنی نئی نئی پیدا ہونے والی ضرورتوں کو پورا کر سکے گا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ خطبات قارئین رسالہ کے حق میں بھی مشعل راہ اور سرچشمہ زندگی ثابت ہوں گے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خطبات میں جس اہم قرآنی صداقت کا اللہ تعالیٰ

سوانح حیات مفکر اسلام حضرت العلامہ مولانا سید ابوالحسن علی میاں حسنی ندوی نور اللہ مرقدہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی اساسی فکر، حضرت سید احمد شہید کی دینی تحریک حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کی خدمت دین، حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندی کی تحریک علمی، حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری کی دعوت علمی، حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی کے تجدید دین، حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی کی عالمی دعوت و تبلیغ، حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی کی حمیت و غیرت دینی، حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری کی بیعت و ارشاد، حضرت مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری کے پیام و دینی عقائد کا مجموعہ جو شخصیت تھی ہے وہ مفکر اسلام، حضرت العلامہ مولانا سید ابوالحسن علی میاں حسنی الندوی کی ذات بابرکت ہے جس کے وجود مسعود سے برصغیر پاک و ہند بلکہ پورے عالم اسلام میں دعوت ان اللہ کی فکر، سوز، رسوخ اور خوابیدہ صلاحیت کے ساتھ دین اسلام کی روشنی پیدا ہوئی، ایسی کی ذات، صفات کے متعلق یہ چند سطور آپ کے حالات و خدمات سے دلچسپی رکھنے والے قارئین کے سامنے پیش کی جاتی ہیں۔

ولادت

● آپ کی ولادت ۶ محرم ۱۳۳۳ھ مطابق ۲۵ نومبر ۱۹۱۳ء بروز جمعہ بمقام تکیہ کلاں، رائے بریلی (یوپی) ہندوستان میں ہوئی۔

والدین

● آپ کے والد کا نام حکیم سید عبدالحی، اور والدہ کا نام خیر النساء تھا اور بہتر تخلص لکھتی

تھیں۔ آپ کے والد سید [illegible] آپ کے بچپن ہی میں [illegible] آپ کی والدہ محترمہ [illegible] آپ نے [illegible] اور [illegible] سب قرآن مجید حفظ کئے ہوئے تھیں۔ اس کی عمر میں آپ نے [illegible] 57 سال کی عمر میں آپ کی والدہ [illegible] ھ میں انتقال کر گئیں۔

ابتدائی تعلیم

● آپ نے ابتدائی تعلیم اپنی والدہ محترمہ سے حاصل کی۔ اس کے بعد مولانا سید عزیز [illegible] سے قرآن مجید مکمل اور [illegible] پڑھی۔

عربی تعلیم

● آپ نے باقاعدہ عربی تعلیم آپ کے [illegible] شیخ خلیل عرب مجدد حنفیہ کی بیٹی سے اور [illegible] نور الدین بلالی مراکشی سے حاصل کی۔ ان ہی کی تربیت میں عربی زبان و ادب کی تکمیل کی۔

علم تفسیر

● آپ نے شیخ فضل عرب انصاری سے منتخب سورتوں کی تفسیر کا درس لیا اور مسند قرآن حضرت مولانا احمد علی لاہوری (وفات ۲۳ فروری ۱۹۶۲ء) سے ان کے ترتیب کے مطابق [illegible] میں لاہور میں قیام کے دوران قرآن کریم کی تفسیر پڑھی۔

علوم شرقیہ

● پ ۔۔۔ ۱۹۵۲ء میں مخصوص ہوئی ۔۔۔ علوم شرقیہ ۔۔۔
۔۔۔ مخصوص ہوئی ۔۔۔ طالب علم ۔۔۔
۔۔۔ حاصل ۔۔۔

علم حدیث

● پ ۔۔۔ ۱۹۲۹ء ۔۔۔ شیخ الحدیث ۔۔۔
۔۔۔

● ۱۹۳۲ء ۔۔۔ شیخ الاسلام ۔۔۔ علم
حدیث ۔۔۔ شروع ۔۔۔

علم فقہ

● پ ۔۔۔ علوم ۔۔۔ علم

علم تجوید

● ۔۔۔

نکاح

● آپ کی شادی ۱۹۳۴ء میں حقیقی ماموں زاد بہن سید الحمید صاحب کی صاحبزادی محترمہ بیگم عبدالرزاق صاحب (سب جج مصنف الاسلام منظومہ) سے ہوئی۔ شادی کے وقت آپ کی عمر ۲۰ سال اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے ایم اے او کالج میں بی اے کے طالب علم تھے۔ آپ کے خسر مولانا حیدر کی خاں سے خطبہ نکاح پڑھا۔ آپ کی اولاد میں سے تین صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں ہیں۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد لاکھوں ہی میں نہیں کروڑوں میں ہے۔

فلسفہ

● آپ نے حضرت مولانا سید سلیمان ندوی سے فلسفہ پڑھا اور سید صاحب کے ارشاد اور ان کے علم و طرز کار سے فیض حاصل کیا اور علامہ شبلی نے سب بڑی بیاں سے علم و قدر داں دیکھ کر خوشہ چینی بھی کی ہے

سلوک و طریقت

● آپ نے ۱۹۲۱ء میں ۲۱ سال کی عمر میں شیخ حسن نظامی محمد بجاد پوری سے بیعت کا شرف حاصل کیا۔ ۱۹۴۲ء میں اپنے شیخ کے ارشاد پر مولانا عبدالرحیم رائے پوری سے خلیفہ مولانا عبدالقادر سے بیعت کی۔

انگریزی تعلیم

● آپ نے ۱۹۲۷ء سے ۱۹۳۰ء تک درجہ انگریزی میں تعلیم پائی اور

[illegible]

حلیہ و لباس

● [illegible]

رنج و خوشی

● [illegible]

● [illegible]

غم کا لمحہ

● [illegible]

ظرافت

● حضرت مولانا کی طبیعت میں خشکی نہیں تھی، بلکہ بڑی بہت ظریف تھے، ایک مرتبہ مجمع علماء صاحب جو مولانا عبدالحی صاحب علوم ہیئت و ہندسہ کی شارح ہیں کی تعریف کرتے ہوئے حضرت کا ہاتھ دبانے لگے حضرت نے فرمایا آپ چھوڑ دیں جہاں آپ کا ہاتھ لگتا ہے وہاں تکلیف محسوس ہوتی ہے، ایک مرتبہ حضرت مولانا فخر حسن صاحب (مظہر مطبع و العلوم مراد آباد) کا دب مطبع مدینہ سے مطبع قدیمی تجارتی ہوا تو انہوں نے حضرت کو اس کی اشاعت کی اطلاع دی آپ نے فرمایا کہ صرف اس کا فرق ہے کہ پہلے مطبع سے صحیح آتے ہیں۔

● حاجی عبدالرزاق صاحب (حضرت کے حمام والے) کے ہاں ایک دفعہ میں نے کہا کہ حضرت سے مدرسہ کے ساتھی اور بچے بھی ملنے آتے ہیں ایک مرتبہ آپ بیٹھے ہوئے تھے کہ ہندو کسی نے آپ کے کندھوں سے پاس سے صاف پڑا اور کہا حضرت کھل جاتا ہے، فرمایا کہ میرا نام بھی دھوبی ہے۔

علمی و عوقی زندگی

● عربی میں سب سے پہلا مقالہ سید رشید رضا مصری کے مجلہ المنار میں ۱۹۳۸ء میں شائع ہوا جو سید رشید رضا کی تحریک سے موضوع پر تھا۔ ۱۹۳۴ء میں دار العلوم دیوبند کا نصاب میں بنائے گئے تفسیر، حدیث اور ادب عربی تاریخ و منطق کا درس دیا۔

● ۱۹۳۹ء میں بنی مراد کے واقعات کے لئے ایک سفر کیا جس میں حضرت شاہ عبدالقادر کے پوتے اور صحیح کیسہ حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی سے تعارف حاصل کیا اور اسی وقت سے ان سے مستقل ربط و تعلق رکھا چنانچہ اول الذکر سے راجحی تعلق تھا اور ثانی الذکر سے اصلاح و تبلیغ میں تبلیغ و دعوت کا فریضہ انجام دیا اور یہ تعلق

تاریخ ساز دور

- ۱۹۳۷ء میں انجمن نصرت الاسلام کے زیر انتظام قائم کی گئی تعلیم سے ہوئی جو بعد میں کالج کا درجہ حاصل کر گیا۔
- ۱۹۴۰ء میں لاہور میں جلسہ عام کی صدارت کی۔
- ۱۹۴۱ء میں علامہ سید سلیمان ندوی کی جگہ پر سے معتمد تعلیم مقرر کیے گئے۔
- ۱۹۴۵ء میں تحریک پاکستان کی بنیاد کی پہلی قرارداد پیش کی جس کے ساتھ پاکستان کی عمارت کھڑی ہے۔ قرارداد کی تائید میں جن لوگوں نے تقریریں کی ان کا نام بڑے احترام سے لیا جاتا ہے۔ ان میں ایک نام آپ کا بھی تھا۔
- ۱۹۴۶ء میں علامہ سید سلیمان ندوی کی وفات کے بعد [illegible] کے لئے [illegible]

- ۱۹۴۷ء میں تحفظات [illegible]
- ۱۹۴۷ء میں [illegible] کی صدارت کی وفات کے بعد [illegible]

- ۱۹۴۷ء میں [illegible] کی بیگم [illegible] سے شادی کی۔

اعزازات، مناصب، تعلیمی اداروں اور تعلیمی مراکز کی رکنیت

- ۱۹۳۵ء میں [illegible]
- ۱۹۴۰ء میں [illegible]

شعبے اس جامعہ میں خدمات سے فریضہ سر انجام دے رہے ہیں۔

● ۱۹۷۲ء میں ہی جامعہ علوم اسلامیہ بہاولپور کا قیام عمل میں آیا۔ وقت کی کمی کی وجہ سے آپ کو اس کی تعمیر و ترقی کے ہر مرحلے میں اور تعلیمی شعبے کے قیام تک اس سے وابستہ رہنے کا موقع ملا۔

● ۱۹۷۳ء میں رابطہ عالم اسلامی (مکہ مکرمہ) کی کانفرنس میں رابطہ عالم اسلامی کے سابق سیکرٹری جنرل کی قیادت میں شریک ہوئے۔ پھر ۱۹۷۴ء سے ۱۹۷۸ء تک مختلف عہدوں پر مشتمل رہے۔

● ۱۹۸۰ء میں اردو کے مجمع اللغۃ العربیہ کے رکن بنائے گئے۔

● ۱۹۸۱ء میں ثمر خود مختاری کی طرف سے اوپن میں پی ایچ ڈی کی ڈگری کی منظوری کی گئی۔

● ۱۹۸۳ء میں آپ کو سعودی عرب کے اسلامی بینک کے قیام کے وقت سے ہی بہت سے عہدے ملے۔

● ۱۹۸۴ء میں رابطہ عالم اسلامی (مکہ مکرمہ) نے دیگر کئی اہم عہدے دیئے۔

● ۱۹۸۷ء میں حکومت پاکستان کی وزارت برائے اسلامی نظریاتی کونسل کی تیاری کے لئے رکن تجویز کیے گئے اور اس موقع پر وہاں جمعہ کا دن کی تعطیل کی تجویز پیش کی۔

● ۱۹۸۷ء میں دارالعلوم سے ریٹائرمنٹ کے بعد بھی مختلف عہدوں پر رہے۔ ۱۹۸۸ء میں اردو کے پی ایچ ڈی کی ڈگری کی اجازت میں شریک رہے۔ ۱۹۸۹ء میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی۔

● ۱۹۹۰ء میں مشکل سے ملنے والے پی ایچ ڈی کے مقالہ جات کی تعداد [illegible]

سنجیدہ کے نام سے شائع ہوا۔ اس کے علاوہ ستارہ محب الدین خطیب کے پرچہ الفتح میں بھی بعض مقالات شائع ہوئے۔

● ۱۹۶۳ء میں لکھنؤ سے ندائے ملت نکلنا شروع ہوا جو اس کی سرپرستی فرماتے رہے۔ ۱۹۵۸ء میں ندوہ سے عربی رسالہ البعث الاسلامی اور ۱۹۵۹ء میں نکلنے والا عربی رسالہ الرائد بیز ۱۹۶۳ء سے نکلنے والا اردو رسالہ پندرہ روزہ "تعمیر حیات" ان تینوں رسالوں کے سرپرست اعلیٰ رہے۔

● ۱۹۸۰ء میں اسلامی دنیا میں سلیمانی علمی و فکری خدمات کے اعتراف میں ۲۰۰۰ روپے کا شاہ فیصل ایوارڈ آپ کو ۲۵ فروری ۱۹۸۰ء کو ریاض میں منعقدہ ایک پروقار تقریب میں دیا گیا۔ حضرت مولانا عربی عرب کا یہ اعزاز ۱۰ لاکھ چالیس ہزار روپے نقد (ہندوستانی رقم چوبیس لاکھ روپے) کا ورلڈ ایک ہزار مشتمل تھا۔ حضرت مولانا مرحوم نے شاہ فیصل ایوارڈ کی نصف رقم افغان باشندگان اور نصف رقم دکن کے دینی اداروں (الجامعۃ حفظ القرآن وغیرہ) میں عطیات کی صورت میں تقسیم کر دیا۔

● علامہ سید سلیمان ندویؒ کی سیرت النبی جلد ۸ پر مقدمہ حضرت مولانا نے لکھا تھا۔ اس کتاب جب پہلی بار شائع ہوئی تو صدر ریاست الحاج مرحوم نے حضرت مولانا مرحوم کو ایک ہوائی جہاز پر بلا کر حضرت مولانا مرحوم نے نصف رقم اور اعظم گڑھ نصف رقم علامہ سید سلیمان ندویؒ کی اہلیہ کو عنایت کر دی۔

● ۱۹۹۹ء میں راقم نے بین الاقوامی سیرت کانفرنس کے عالمی مقابلہ کے موقع پر علامہ ندویؒ کی عظیم اسلامی شخصیت کا ایوارڈ ایک شاندار تقریب میں پیش کیا گیا۔ یہ رقم بھی حضرت مولانا نے ہندوستان کے تمام دینی اداروں میں تقسیم کر دی جو تقریباً ایک روز میں رکھ گئی۔

● ۱۹۹۹ء میں سعودی اسلامی بینک کی طرف سے تاریخ و ثقافت و تعلیمات کے

تعلیمی اداروں اور تعلیمی مراکز کی رکنیت:

- [illegible]
- [illegible]
- [illegible]
- [illegible]
- [illegible]
- [illegible]
- [illegible]
- [illegible]
- [illegible]
- [illegible]
- [illegible]
- [illegible]
- [illegible]
- [illegible]
- [illegible]
- [illegible]
- [illegible]

- [illegible]
- [illegible]
- [illegible]
- [illegible]
- [illegible]

اسفا

- ۱۹۲۵ء [illegible]
- ۱۹۲۶ء [illegible]
- ۱۹۲۷ء [illegible]
- ۱۹۲۷ء [illegible]

شائع ہوئی) اسی سال سلمان کا ہوگئی یا

- ۱۹۶۰ء میں ۔۔۔ کا ۔۔۔

- ۱۹۶۲ء میں کویت کا پہلا خریدا بعد میں یورپ اور خلیجی ممالک کے متعدد دارالعلوم سے وابستہ رہے۔ دریں اثنا خرابی ہوا اور چند دیگر عوارض لاحق ہوئے

- ۱۹۶۳ء میں یورپ کا پہلا سفر کیا اس میں لندن پیرس کیمبرج اور آکسفورڈ وغیرہ جانا ہوا اور تعلیم کے اہم شعبے بھی گئے

- ۱۹۷۰ء میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی

- ۱۹۷۲ء میں امریکہ کا پہلا سفر کیا۔ یہ دورہ ۔۔۔ دن کا تھا اس عرصہ میں امریکہ کے مختلف شہروں میں جانا ہوا اور علمی ادبی محفلوں میں خطاب ہوئے اور لکھنے کا آپریشن بھی کرایا

- ۱۹۷۶ء میں افغانستان، ایران، عراق اور سعودی عرب (مراکش) کے لئے رابطہ عالم اسلامی کے رکن قیادت کی

- ۱۹۸۵ء میں ۔۔۔ کا ہوا

- ۱۹۸۶ء میں تاشقند سمرقند وغیرہ کا ۔۔۔ دن کا ۔۔۔ ۱۹۸۷ء میں ہوا۔

- پیش ۱۹۶۳ء افغانستان ۱۹۷۳ء، تنزانیہ، عرب امارات ۱۹۷۴ء، ۱۹۷۶ء، ۱۹۸۳ء، ۱۹۸۶ء، ۱۹۹۳ء میں فرانس ۱۹۹۵ء، شمالی امریکہ ۱۹۹۵ء، یورپ ۱۹۶۳ء، ۱۹۶۴ء، ۱۹۶۶ء، ۱۹۸۳ء، ۱۹۸۶ء، ۱۹۸۷ء، ۱۹۸۹ء، ۱۹۹۲ء، ۱۹۹۳ء، ایران ۱۹۹۳ء میں ۔۔۔ ہے۔

پاکستان ۱۹۶۹ء، ۱۹۷۳ء، ۱۹۷۸ء، ۱۹۸۳ء، ۱۹۸۱ء میں متعدد

بخارا ۱۹۸۶ء میں تشریف

ترکی ۱۹۷۳ء، ۱۹۸۵ء میں تشریف

۱۹۷۰ء میں حج ۔۔۔

[illegible]

طلبانِ علومِ نبوت کا مقام
اور ان کی ذمہ داریاں

یہ تقریر مارچ ۱۹۵۵ء میں راقم سطور نے مدرسہ امینیہ دہلی کے کل ہند اجتماع میں کی تھی اس تقریر میں بڑی بے تکلفی سے طلبہ کے مقام اور ان کی ذمہ داریوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اور بعد کے حالات نے بتلا دیا کہ ان کی یہ تنبیہ بجا تھی۔ اس کے بعد سے ملک میں دینی تعلیم کی جو حالت ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ ان کو اس تقریر سے یہ فائدہ ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو سمجھ کر اپنی اصلاح کر لیں۔ اور اس کا ثواب ان کو ملے گا۔ اور ان شاء اللہ ان کی اصلاح سے ملک کی اصلاح بھی ہو جائے گی۔ (ناشر)

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ومن تبعھم باحسان وعلی یدعوھم الی یوم الدین امابعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم رب اشرح لی صدری ویسرلی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی

عزیزانِ گرامی

مجھے اس وقت آپ سے اس حیثیت سے گفتگو کرنی ہے کہ آپ دین مدرسے کے طالب علم ہیں اور میں ان کا دیرینہ خادم۔ آپ کا ریکی سعر موضوع کی بحث علم و وقت کی رعایت کا تقاضہ ہے کہ میں آپ کے سامنے اپنی زندگی کے تجربات اور اپنے مطالعہ کے نتائج بے تکلف، خود اور زندگی کے عرفی سب سے قیمتی اور عزیز موضوعات پر

سمجھ سکتے کہ وہ کس باب الابواب کی مدح و عبد کی یاد تازہ کرتے ہیں اس کو دوسرے
لفظوں میں اس طرح تعبیر کر سکتے ہیں کہ ہم اپنے مختصر سے وقت میں مدینہ کو ہر طرح سے بہتر سمجھ
کر اس کی زیارت کی تمنا کرتے ہیں اور اس مدینہ سے ہماری مراد وہ مدینہ ہے جس کا پانی
سوائے محمدی کے اور کوئی نہیں پیتا اور اس مدینہ کے وہ لوگ محمدی کے چشمہ حیات
سے پانی پیتا ہے اور محمدی کے ان شب زندہ داروں میں اٹھنے بیٹھنے کا کام چھوڑ دے تو
زندگی کے لطف سے محروم ہو جائیں گے اور ایسا معلوم ہونے لگے کہ زندگی کا پانی ہی
ہونے والا ہے اور اس بات کی پوری سمجھ ہے کہ ثبوت محمدی کے ساتھ لیکن نے نفی
کا لگا ہے مدینہ کے لگا کر محمدی کی طرف سے مستقل کا اظہار کیا ہے اور اس
قاسم واللہ یعطی کی صدا سے گونجتا ہوا مدینہ ہل من مزید ہل من مزید
صدا مسلسل بلند کرتا رہتا ہے جس کی وجہ سے وہ متحرک اور مصروف نظر آتا ہے
زندگی کے سائل ہے تمام زندگی کے تقاضات جیسا زندگی کی ضرورتیں بیشمار زندگی کی
خواہشیں بیشمار زندگی کی آرزوئیں بیشمار زندگی کے تقاضے بیشمار زندگی کے
زندگی کی تمنائیں بیشمار زندگی کے وسوسے بیشمار زندگی کے
بیشمار کو مدینہ اسے اب وقت یہاں آ کر میں ہر ایک
فرصت کا لمحہ اس لیے اپنے کام سے کبھی نہیں لیتی ہے مدینہ
مسافر کے لیے آرام ہے لیکن یہ آرام کے لئے
ہوں کبھی بھی وقف نہیں ہوتا ہے جس
رہتا ہے اور اس کے قدموں سے کبھی چلتے رہنے کے
رہتا ہے اور اس کے قدموں سے کبھی چلتے رہنے کے
کا ساتھ نہیں چھوڑتا ہے مدینہ کے حالات میں
تمنا کرنے والے مدینہ سے پہنچنے کے بعد کیا
آرام کرنے والے مدینہ سے پہنچنے کے بعد کیا

محمدیؐ سے کوں سناتے ہے۔ سے کا تعطل، قیادت سے کنارہ کشی، کسی منزل پر قیام، خود کشی کا حرف، بوریت کے ساتھ بیوفائی کا ہم معنی ہے، اور کوئی خود شناس اور فرض آشنا مدرسہ اس کا تصور نہیں کرسکتا

طلبہ وفضلائے مدارس کی ذمہ داریاں

(دستور مدرسہ کے طالب علم کی حیثیت سے آپ کا کام سب سے زیادہ نازک اور سب سے زیادہ عظیم ہے میں نہیں جانتا کہ اس وقت دنیا کی کسی جماعت یا کسی گروہ کا کام اتنا نازک، وسیع اور اہم ہو، ان الفاظ پر دوبارہ غور کیجئے کہ آپ ایک سرا نبوت محمدی سے ملا ہوا ہے، دوسرا سرا زندگی سے، بیچ آپ کے کام کی نزاکت کی وجہ سے آپ کی عظمت کی دلیل ہے۔ نبوت محمدیؐ سے وابستگی اور اتصال جہاں ایک بہت بڑی خوش نصیبی اور سرفرازی ہے وہاں ایک عظیم ذمہ داری بھی ہے، آپ کے پاس حقائق اور حقائق کی سب سے بڑی دولت اور سب سے عظیم سرمایہ ہے اس وابستگی سے آپ پر چند ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، آپ میں غیر معمولی یقین اور رسوخ ایمان ہونا چاہئے، آپ میں یہ وصف اور ہمت ہونی چاہئے کہ ساری دنیا ملتی ہو تو اس کے ایک نقطہ سے بھی دستبردار ہونے کے سوال پر غور نہ کرسکیں آپ کے دل میں اس کی حمایت، نصرت کا جذبہ موجزن ہونا چاہئے، آپ کا دل اس کے بدل دوست پتھر اور شعر سے بہرہ ہو، آپ کو اس کی صداقت، اس کی معقولیت، اس کی ابدیت، اس کی ہر زمانہ میں صلاحیت اس کی بلندی، برتری اور اس کی معصومیت پر غیر متزلزل یقین ہو، آپ اس کے مقابل ہر چیز کو پورے اطمینان کے ساتھ جاہلیت کی میراث سمجھتے ہوں آپ جہاں احکام خداوندی اور تعلیمات اسلامی کو سن کر سمعنا واطعنا کہیں وہاں جاہلیت کے نظام اور جاہلیت کے سفیروں کو مخاطب کرکے کہیں، کہ لکم دینکم ولی دین، وینکم فعدوۃ والبغضاء ابدا حتی تؤمنوا باللہ وحدہ آپ اسلام ہی کی پرستش اور اسوۂ محمدیؐ کی

کی روشنی میں دنیا کی سعادت کا یقین رکھتے ہوں، اور آپ کا اس پر عقیدہ ہو کہ اس جہان نوح میں سفینہ نوح ہے صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور امامت ہے، آپ یقین کرتے ہوں کہ اخلاق اور قوم کی سرفرازی اور سربلندی کی شرط ہے صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع ہے، اور یہ بالکل حقیقت ہے کہ

محمد عربیؐ کہ آبروئے ہر دو سراست کسیکہ خاک درش نیست خاک بر سر او

آپ قیامت نبوت کے کام کا لب لباب اور حقیقۃ الحقائق سمجھتے ہوں، آپ اس کے مقابلے میں تمام یونانی الہیات اور فلسفہ، جدید الطبیعیات اور قیاسات و روایات کو اضافہ خرافات سے زیادہ وقعت دینے کے لئے تیار نہ ہوں، آپ کو حیوۃ حقیقت سے واقف اور اس پر مصر ہوں، اور شرک اور تمام دنیا کے علم اور حکام کو خلاف کیسے ہی پر جلال ہی صطلاحات اور فلسفہ کی زبان میں بیان کیا گیا ہو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہوں، ۱۔ زخرف القول غرورا ۲۔ سے زیادہ مرتبہ دینے کے لئے آمادہ ہوں آپ سنت کے اتباع کے حریص اور خیر الہدی ہدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر یقین رکھتے ہوں، اور بدعات کے مضر اور ناقص ہونے پر آپ کو شرح صدر ہو، غرض آپ عقائد، دینی، فکری، قلبی، روحی اور عملی حیثیت سے سنت نبوی کی جامعیت اور عملیت کے ذلل اساس کی عملی تصویر ہوں۔

طلب و فضلاء کا امتیاز

دوستو! دنیا کے دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں آپ کا امتیاز یہ ہے کہ ان حقائق پر دوسروں کا اجمالی ایمان کافی ہے مگر آپ کو اس پر چوپا دی اطمینان اور شرح صدر ہونا چاہئے، آپ کا صرف قائل ہونا کافی نہیں اس کا داعی ہونا ضروری ہے، دوسروں کا یقین زبانی ہو تو کافی ہے، آپ کا یقین متعدی ہونا چاہئے، جو سینکڑوں ہزاروں انسانوں کو یقین سے بھر کر دے، اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ آپ کا سینہ سرور و شوق و

کیفیاتِ باطن

دعوت اور اسلامی انقلاب صرف پہلے حصہ سے برپا نہیں کیا جا سکتا، آپ کو جس اسلاف کی طرف نسبت کا شرف حاصل ہے، وہ بھی ان دونوں خصوصیتوں کے جامع تھے۔ آپ اگر حقیقی نیابت کے منصب بلند پر سرفراز ہونا چاہتے ہیں، تو آپ کو اس جامعیت کی کوشش کرنی پڑے گی اس کے بغیر علم و دین کی متاع کاغذی پھول ہیں، جن میں نہ خوشبو ہے نہ تازگی۔ آج دنیا کے بازار میں کاغذی اور پلاسٹک کے پھولوں کی کمی نہیں، ہم اور آپ اس میں کوئی قابل ذکر اضافہ نہیں کر سکتے، ہمیں تو نبوت کے باغ کے شاداب پھول چاہئیں، جو مشام جاں کو معطر کر دیں، اور جن کے سامنے دنیا کے پھول ہیچ نظر آنے لگیں۔ فوقع الحق و بطل ما کانو یعملون۔

مدرس کا باطنی انحطاط

آپ برا نہ مانیں، کہنے والا بھی آپ ہی میں سے ہے۔ عرصہ سے ہمارے مدارس ان شاداب پھولوں سے خالی ہوتے جا رہے ہیں، ان اوصاف میں روز افزوں انحطاط ہے، ہم کو دل پر پتھر رکھ کر سننا چاہئے اور دیکھنا چاہئے کہ کہنے والے نے کہاں تک صحیح کہا ہے کہ

اٹھا میں مدرسہ و خانقاہ سے نمناک
نہ زندگی نہ محبت نہ معرفت نہ نگاہ

اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمارے مدارس سے جس تعداد میں لوگ فارغ ہو کر نکلتے ہیں، کبھی اس تعداد میں نہیں نکلتے تھے، لیکن زندگی پر کوئی اثر نہیں ڈال رہے ہیں۔

انقلاب انگیز شخصیتیں

پہلے اسی ملک میں خواجہ معین الدین چشتیؒ یا سید علی ہجویریؒ جیسا ایک مفکر آتا اور پورے ملک کو اپنے قلب کی حرارت اور اپنے ایمان کی روشنی

[illegible] حضرت مجدد الف ثانی نے حکومت مغلیہ میں انقلاب برپا کر دیا، کیمیں کی خاموش مساعی کا نتیجہ تھا کہ عالمگیر کے تخت پر اورنگ زیب جیسے فقیر منش بادشاہ کو دیکھتے ہیں، شاہ ولی اللہ صاحب نے اس طوائف الملوکی کے دور میں ملک بھر میں جان ڈالی، یا اور پورے نظام فکر کو ایک صحیح پٹڑی پر گامزن کر دیا، محمد قاسم صاحب نے ایک عام دینی ادارہ کی بنیاد ڈالی، جس کا اسلامی نظام تعلیم کو دیا، اور ملت اسلامیہ کو ایک نئی زندگی بخشی، ابھی پچھلے عرصہ میں مولانا محمد الیاس نے یہاں سے ایک نئی جدوجہد کی ایک نئی روح پھونک دی، غرض

ع حسن سے راز عشق میں دو یک مرد خود آگاہ ہے

آج ہندوستان میں جو حالات ہیں ان سے حالات ہیں کیفیات سے دنیا، اور اس وقت سے جو مسلمان ہیں جو مسلمانوں کے سامنے ہے ہٹنے کا نام نہیں لیتا ہے، ہر طرف بلندی کے سامنے بلندی کے سامنے بلند ہوتا ہے، ہر طرف سے مسائل ہیں، ہر طرف سے مصائب اور مشکلات کا طوفان امڈا چلا آتا ہے، ہمارے مدارس میں بھی انحطاط کی [illegible] میں بھی افسردگی بھی ہے، تدریسی مقررین اور وعظین کی بھی کمی ہے، [illegible] حضرت تھانوی

نہ سلیمانی ہے نہ ساماں ہے نہ چیونٹی کا نور ہے

مدارس کی فسردہ فضا

مدارس جو کبھی طالبات اور زندگی کا سرچشمہ تھے اور جہاں انقلاب آفریں شخصیتیں پیدا ہوتی تھیں، وہ بھی افسردگی اور احساس کمتری کا شکار ہیں، آج مدارس کی تعداد میں، ان کے طلبہ کی تعداد میں، مدرسین کی تعداد میں، کتب کے سرمایہ کی تعداد میں، اور مالیت کی تعداد میں بہت بڑا اضافہ ہے، مگر زندگی کی جس سبت اور قلب کی جو گرمی کو ہم نے اوائل سے دیکھا ہے وہ کمی کی طرف نکل جاتا ہے، اس کا نام کچھ بھی ہے اور دماغ کی [illegible] ہے

خدا تجھے کسی طوفاں سے آشنا کر دے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں
تجھے کتاب سے ممکن نہیں فراغ، کہ تو
کتاب خواں ہے مگر صاحب کتاب نہیں

لیکن اب تو مدارس کے جن میں کسی طوفان سے آشنا ہونے کی دعا کرتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہے، آج مدارس میں طوفان کے آثار نظر آ رہے ہیں، لیکن یہ باہر کے طوفان کے پیش خیمہ اور مومنین کی بعض رگوں کے دردو جوار سے ٹکرا رہی ہیں، یہ باہر کے ہنگاموں اور علمی اور فکری تحریکات کی صدائے بازگشت ہے، جس میں ہمارے مدارس کے خطہ کا مقام محض نقار خانہ یا کہ صوت کا ہے۔

دنیا کا امام تقلید و پیروی کے مقام پر

یہ بڑا افسوس ناک منظر اور بڑی ہراس حقیقت ہے کہ جو تحریکیں اور دعوتیں، جو نظام اور نور، جو استکبار و اضطراب، جو تنظیمیں اور طریقہ اقتدار آج عصری درسگاہوں اور جدید تعلیمی گاہوں میں نامقبول ہو رہے ہیں، اور جن پر تنقید یا تردد کیا فرمودہ سمجھے جانے لگے ہیں، وہی ہمارے مدارس میں اب بار یاب ہو رہے ہیں اور جس کو زمانہ کا مخلص، اپنے عصر کا امام اور رخ، صاحب دعوت اور صاحب مقام و دانش سمجھے تھا، وہ اپنی درسگاہوں کے تبع اور مقلد ہونے پر فخر کر رہے ہیں۔

کر سکتے تھے جو اپنے زمانے کی امامت
وہ کہنہ دماغ اپنے زمانے سے ہیں پیچھے

آج مدارس کا سب سے بڑا فتنہ اور سب سے بڑا ذہنی طلاطم یہ ہوا ہے کہ اس کی کتری ہے، جو گھن کی طرح اس درخت کو کھا رہا ہے، کہ اس کو کر لیں تک بنانے تو پھر اس زندگی کا کیا ہے

احسان کرتی کیوں؟

[illegible] آپ احسان کرتی کا کیوں شکار ہوں؟ دوسروں کا احسان کرتی ہے کہ [illegible] وصف عقیدہ [illegible] وصف یہاں کی کمی ہے جس کے ساتھ بہت پیچیدہ اردو [illegible] ایسا ہے [illegible] اور علامت کے حالیں کو پی لیتی اور جو رہے کا احساس ہوتا [illegible] ہیں [illegible] سے [illegible] شاعر یقین سے حال ہیں آپ ان شعروں سے جو نیچے ہیں جن کے خلق عارف روی نے بڑے طور پر لیا ہے

نوائے [illegible] و نوے چوپان
چاکری خواہند از اہل جہان

مولوی نے خلق سعدی کے الفاظ میں یہ کہنا بالکل صحیح ہوگا کہ ع

شہان سنگدل خسروان بے مراد

خود شناسی و خود داری

[illegible] خط آپ کے پاس [illegible] سے [illegible] ان جاں سے آپ [illegible] میں [illegible] اور [illegible] یا [illegible] ہیں [illegible] سے آپ کی [illegible] اضطراب [illegible] شروع ہے آپ [illegible] ہیں [illegible] آپ [illegible] آپ کا [illegible] [illegible] آپ کے [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible]
[illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [

نتیجہ ہے اسباب کے شک و شبہ، ضعف و تذبذب، اور خود شناسی کے فقدان کا انسان خود اپنے کو حقیر و بے مایہ سمجھتا ہے، اور اس کو دھوکہ ہوتا ہے کہ لوگ اس کو حقیر سمجھتے ہیں اور دنیا میں وہ بے قیمت اور ذلیل ہے، حالانکہ یہ جذبہ خود اپنے اوپر کرتا ہے، اور دیکھئے جو خود اپنی نگاہ میں ذلیل ہو جائے اس کو کوئی باعزت نہیں بنا سکتا، اور جو خود اپنے کو اپنی نظر سے گرا دے، کسی کو اس کی بالکل ضرورت نہیں کہ اس کو اپنے دل یا آنکھوں میں جگہ دے، جس کی گنجائش خود اپنے یہاں نہیں ہے، اس کی گنجائش کون و مکان میں نہیں ہے، یہ من بقدر ہمتی اور پھیلنے سے اور اس کی وسعت گھٹتی اور بڑھتی ہے، آدمی کو یہ دیکھنا چاہئے کہ اس نے اپنے کو اپنے دل میں کیا مقام دیا ہے اور اس کا معاملہ خود اپنی ذات کے ساتھ کیا ہے اگر کسی نے اپنے کو ذلیل و حقیر، مجبور بے بس، تہی دست و بے ضاعت اور دنیا کے بازار میں بے قیمت و بے ضرورت سمجھ لیا ہے تو اس کو دنیا سے کبھی انصاف، اور کسی اعزاز کی توقع نہیں کرنی چاہئے، حاتم طائی نے اسی حقیقت کو اپنے اس شعر میں بیان کیا ہے ۔

وانک اکرم یا فتاک ان تھن

علیک فلن تلقی من الناس مکرما

اپنی ذات کی خود عزت کرو، اس لئے کہ اگر تم اپنی نگاہ میں ذلیل اور بے وزن ہو جاؤ گے تو پھر دنیا میں تمہیں کوئی بھی عزت کرنے والا نہیں ملے گا۔

دوستو! مجھے یقین ہے کہ ہم حقیر نہیں، صرف احساس حقارت کے مریض ہیں اور یہ احساس حقارت ہماری خود ناشناسی اور خود فراموشی پر مبنی ہے اس کا علاج صرف یہ ہے کہ ہم اپنے مقام سے باخبر ہو جائیں اور اپنی دولت اور سرمایہ کا صحیح جائزہ لیں، دنیا کی تبدیلی، نگاہوں کی تبدیلی سے ہماری نگاہ کی تبدیلی کے نتائج ہے، جس دن ہماری یہ نگاہ بدل جائے گی، اور حقارت کا یہ حبیب سایہ جو ہمارے دل و دماغ پر مسلط ہے اور ہم کو احساس کمتری میں مبتلا کئے ہوئے ہے ہٹ جائے گا، کہنے والے نے کچھ غلط نہیں کہا ۔

ہمارا [illegible] اپنا شرافت سے ہو
تیری پیری میں [illegible] امیر ہو

تاریخ قدیم اور معاصر تاریخ میں کسی شخص نے اپنے مقام کو پہچان لیا اور اس کو اس کا احساس ہو گیا تو اللہ نے ان لوگوں کی عزت دی ہے اور کسی منصب پر سرفراز کیا ہے اور جو یہ سارا عنایت نظر آ رہے گا اس کو سلفنتیں بھی خرید نہیں سکیں، اسی لئے غالب نے کہا ہے کہ

[illegible] [illegible] [illegible]
کہ عنقا بلند است آشیانہ

انسان کا تاج کی آرزو جو دنیا کی طرفداریوں اور خواہشوں کی ہوسوں سے انکار ہے کیونکہ وہ شاہد ہے انسانوں کے دم سے ہے، انسانیت کا سرا کسی کی مدد سے اونچا ہے جنہوں نے اپنا سر ہمیشہ اونچا رکھا

زندگی کی آبرو خودداروں کے دم سے قائم ہے

عزت اور انسانی زندگی کے تحفظ و تسلسل کے لئے جس طرح مادی اشیاء کی ضرورت ہے اور مادی سامان کی ضرورت ہے اور لوگوں سے اس کا فاصلہ ہے اسی طرح اس کے فروغ اور وقار اور انسانیت سے شرف و اعتماد کے لئے بھی ضروری ہے اس لئے وہ پست کتابوں میں ہیں اقوام عالم میں جو اخلاق اور دنیا کے انکار اور حقارت کا بھی سبق ہے اور ان کی نوشتے سے صدا آ رہی ہے کہ [illegible] [illegible] [illegible]

آپ دنیا کھو دے گی، اب اس کی ذمہ داری کہ انسانیت کی خودداری اور غیرتوں کی سرداری کی شان قائم رہے، تب آپ کے سر ہے، اس کی توقع ان در بدر گداؤں سے نہیں کی جاسکتی، جنہوں نے معدہ اور پیٹ کے نصب العین سے بلند ہونے کا دعویٰ خود بھی نہیں کیا، اس کی توقع تو آپ ہی سے ہوسکتی ہے، جن کے اسلاف میں امام ابوحنیفہؒ اور امام احمدؒ جیسے فقیہ اور خود شناس امام گزرے ہیں جن کو حکومت عباسیہ کسی قیمت پر خرید نہ سکی، امام فرغانی جیسے عالی ہمت جنہوں نے حریم خلافت کے اشارہ کے باوجود خلیفہ بغداد کی صدر مدرسی کو خلافت کے بعد سب سے بڑا دینی اعزاز تھا قبول نہیں کی، حضرت مجدد الف ثانیؒ جیسے صاحب عزیمت جنہوں نے جہانگیر کے سامنے جھکنے پر گوالیار کی اسیری کو ترجیح دی، آپ کے اسلاف میں حضرت مرزا مظہر جان جاناں بھی ہیں، جن کو بادشاہ دہلی نے پیغام بھیجا کہ اللہ نے اتنی بڑی سلطنت مجھے عطا کی ہے، آپ اس میں سے کچھ قبول فرمالیں، فرمایا اللہ تعالیٰ تو بعثت اعظم کو مفاتیح الدنیا تکیل فرماتا ہے پھر ایک دانگ میں سے ایک دلایت آپ کے حصے میں آئی ہے، وہ کتنی ہے کہ فقیر اس کی طرف طمع کا ہاتھ بڑھائے، نواب آصف جاہ نے ایک بار تین ہزار روپیہ نذر کیا، آپ نے قبول نہیں فرمایا، نواب نے کہا لے کر محتاجوں کو بانٹ دیجئے، فرمایا کہ مجھ کو اس کا سلیقہ نہیں، یہاں سے نکل کر بانٹتے چلے جایئے، مگر تک پہنچتے پہنچتے تقسیم ہوجائیگا، تو وہاں ہوجائے گا، آپ کے اسلاف میں سے حضرت شاہ علام علی صاحب دہلوی بھی تھے، نواب میر خاں والی ریاست ٹونک نے ان کی خانقاہ کے سالانہ مصارف کے لئے کچھ مقرر کرنا چاہا تو ان کو لکھ دیا گیا کہ

ما آبروئے فقر و قناعت نمی بریم
با میر خاں بگوئے کہ روزی مقدر است

آپ کے اسلاف میں مولانا عبدالرحیم رائپوری جیسے مدرس گذرے ہیں، جنہوں

نے ریاست کے کل روپیہ ماہوار کو بریلی کالج کے لئے اضافی سو روپیہ کی اسامی پر اور لوہارو کے ایک پڑھانے کو ایک معمر زمیندار کی یہ کہہ کر برخاست کر دی کہ کیا تمہارے قیامت کے دن پوچھا تو میں یہ جواب دوں گا کہ آپ نے اسلاف کے مدرسے دارالعلوم دیوبند کے بانی مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی کی مدد کی تھی، جنہوں نے علی گڑھ کے ایک ہندو رئیس کی تنخواہ میں جو ڈھائی سو روپیہ ماہوار سے زیادہ نہ تھی، دو سو روپیہ ماہوار پر ملازمت کرلی کہ میں دو سو روپیہ اپنی والدہ صاحبہ کو دیا کرتا تھا۔ اس کے انتقال کے بعد یہ روپیہ فاضل ہے اور میں قیامت کے دن اپنے رب سے بچا چاہتا ہوں۔ آپ کے اسلاف قریب میں دو بیشہ مدرسے میں جنہوں نے اپنے مدارس کی چھوٹی چھوٹی تنخواہوں اور اپنے شاگرد اور شیوخ کے قریب بڑی بڑی اور علماء کی بڑی بڑی تنخواہوں کو قربان کر دیا اور عسرت اور تنگی میں اپنی عمر گزار دی، آپ کو یہ شعر پڑھنے کا حق ہے کہ

اولئک ابائی فجئنی بمثلهم
اذا جمعتنا یا جریر المجامع

بیدار مغز معاشی حوصلہ مندیوں کا نہیں

دوستو! آپ اس سے یہ خیال نہ فرمائیں کہ مجھے رات کی تہہ بلی، ضروریات کی بہتات اور قوی کی کمزوری، حالات کے اختلاف کا کوئی احساس نہیں، اور میں آپ سے جس وقت یہی مولانا عبدالرحیم اور مولانا محمد قاسم صاحب کے ایثار و زہد کا پورا مطالبہ کروں گا تو میں یہ نہ کہوں گا کہ آپ کا راستہ غلط ایثار و قناعت، اور مرضی الٰہی نے آپ کے لئے پسند کیا ہے، وہ معاشی حوصلہ مندیوں اور دنیوی بلندیوں کا راستہ ہے، اس راستے پر تو قد کنت فیما ھو اقبل منہ کا طعنہ سننا پڑے گا، اس راستے پر تو لا خوف علیک انی ما متعنا بہ ازواجا منہم وھرة الحیاة الدنیا لنفتنہم فیہ و

رزق دہک حبر وانفی کا سبق پڑھنا ہی پڑے گا لیکن اس کا نام کیا ہے وہ کی من بجے وجعلنا هم ائمة يهدون بامرنا لما صبروا وكانوا بايانا يوقنون مولانا روم نے اسی مقام کی ترجمانی کی ہے کہ

معدہ را تنگ سوئے دل خرام
تا کہ بے پردہ رحق آید سلام

زمانہ کی بے بضاعتی و تشنہ لبی

آپ کو جو حس کتری تکلیف دے رہا ہے اس کی کچھ توجیہ یہ ہے کہ آپ اپنے مقام سے واقف نہیں۔ میں نے اس کو تفصیل سے عرض کر دیا ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ اس دنیا سے واقف نہیں، آپ کو معلوم نہیں کہ زمانہ کس قدر بے بضاعت و تہی دامن اور کس قدر تشنہ لب ہے۔ آپ اس زمانہ کو سرسری اور اوپری نظر سے دیکھتے ہیں، اس لئے کہ آپ اس سے نا آشنا ہیں، آپ اس کو قریب سے دیکھیں گے تو معلوم ہوگا کہ کس درجہ بے دلیل ہے اور اس کو اپنے دیوالیہ پن کا شدت سے احساس ہو رہا ہے۔ اس کے سب سکے کھوٹے نکلے، اس کے سب نیرنگ ناکام ہوئے، اس کے سب جشمے سراب ثابت ہوئے، اس کے سب غلغلے اور نقارے سب کے سب ازم ناکام ہے، اس کے سب خواب بے تعبیر رہے، آپ کے پاس بہت محدود کے علاج ہوئے جو حقائق ہیں، ان کو اپنی نظری سے پیش کرتے ہوئے آپ شرماتے ہیں کہ زمانہ سائنس اور سیاسیات اور اقتصادیات کی ترقی کا ہے لیکن دنیا کا حال یہ ہے کہ آج وہ انبیاء کے لئے بیتاب اور چشم براہ ہے، آج تو میں اس لوگوں کے انتظار میں ہیں جو ان کو زندگی کا پیام دیتے ہیں، اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیام حیات سنائیں۔

ہر کہ او ان صحرا سر خود نہاد دہ بر کف
با میدآں کہ روزے بشکار خواہی آمد

اصل متاع علم ہے یا

[illegible]

کب کیا گرمہ ہ پروین مرے تخیر ہو جائیں
کہ بوفر آپ صاحب دولتے بستم سرخوارا
وہ والائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس ے
غبار رہ کو بخشی فروغ وادی سینا

علوم اسلامیہ کا زندگی سے ربط و تعلق اور اس کے لئے ہمارے اسلاف کی کوششیں

عزیزان گرامی! میں نے عرض کیا تھا کہ آپ کے تعلق کا ایک سرا نبوت محمدیؐ سے ملتا ہے، اس سے آپ پر کیا ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، میں نے ابھی تک اسی کی تفصیل بیان کی ہے، اسی کے ساتھ یہ عرض کیا گیا تھا کہ آپ کا دوسرا سرا زندگی سے ملتا ہے، اب میں عرض کروں گا کہ اس کی کیا ذمہ داریاں اور تیاریاں ہیں، اور آپ اس کے حقوق و فرائض سے کس طرح عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔

عزیزو! وہ دستور نبوت ہے جو علوم و حقائق اور جو اصول و ضوابط عطا کئے ہیں، ان میں ایک شوشہ اور ایک نقطہ کی ترمیم ممکن نہیں، آپ کے اسلاف کا یہ تجدیدی کارنامہ ہے کہ انہوں نے اس میں کوئی تحریف اور کوئی تبدیلی نہیں ہونے دی اور اس ذخیرے کو ہمارے ہاتھوں تک بے کم و کاست پہنچا دیا، لیکن اسی کے ساتھ اس حقیقت کو بھی دیکھئے کہ ہمارے اگلے اسلاف نے ہر دور اور ہر عصر میں اس ذخیرے کو زندگی میں منتقل کرنے کی کوشش بھی جاری رکھی انہوں نے اپنی ذہانت اور محنت سے اس ذخیرے کو ایک زندہ قابل عمل اور نمو پذیر ذخیرہ ثابت کیا انہوں نے اس کی ایسی ترجمانی اور تشریح کی کہ ان کی معاصر نسلوں کے دماغوں نے اس کو بآسانی قبول اور ہضم کر لیا، اور ان کو اپنے زمانہ کی عقلی سطح اور اس ذخیرے کے درمیان کوئی تفاوت اور فاصلہ محسوس نہیں ہوا، اس میں اصل

شریعت، مقاصد دین اور منصوصات کے بارے میں پہاڑوں کی سی استقامت اور ثبات کی صلاحیت تھی لیکن اس کی تعبیر، تشریح میں، اس کی توضیح و تفہیم میں شاخ گل کی سی لچک اور رحیم کی سی نرمی تھی، اس کا سبب دراصل سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی اس حکیمانہ ہدایت پر تھا، کہ کلموا الناس علی قدر عقولھم اتریدون ان یکذب اللہ ورسولہ۔ اس لئے انہوں نے ہر زمانہ کی عقلی سطح کے مطابق دین کی تشریح و ترجمانی کا فرض انجام دیا، اور اس زمانہ کی نفسیات و ضروریات کا لحاظ کیا، تیسری صدی میں مامون و معتصم کی سرپرستی اور یونانی علوم کے اثرات سے معتزلہ دماغوں پر چھا گئے تھے، اور عقلیت کے واحد نمائندہ تصور کئے جانے لگے تھے، اعتزال زمانہ کا فیشن اور روشن خیالی کی علامت بنتا جارہا تھا، اس وقت امام ابوالحسن اشعری نے معتزلہ کی اس عقلی اجارہ داری کے خلاف علم جہاد بلند کیا، اور شریعت و سنت کی حمایت و نصرت اور عقائد اہل سنت کا اثبات اسی میدان، انھیں اصطلاحات اور اسی اسلوب میں کرنا شروع کیا، جس کے سہارے معتزلہ نے اپنا علمی تفوق اور ذہنی سیادت قائم کی تھی، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑی مدت میں معتزلہ کا یہ عقلی طلسم ٹوٹ گیا، اور سنت و شریعت کے حلقوں میں جو احساس کمتری تیزی سے پھیلتا جارہا تھا وہ یکسر رک گیا، ابوبکر بن العربی کا مقولہ ہے کہ معتزلہ نے بہت سر اٹھایا تھا، اللہ تعالیٰ نے اس کے مقابلہ کے لئے شیخ ابوالحسن اشعری کو پیدا کیا انہوں نے اپنی دیانت و استدلال سے ان کو بند کر دیا، اس کارنامہ کی بناء پر ابوبکر اسمٰعیلی جیسے مبصرین نے ان کو مجدد دین امت میں شمار کیا ہے۔

امام ابوالحسن اشعری کے بعد ان کے مکتب خیال کے علماء نے ان کے کام کو جاری رکھا، اور قاضی ابوبکر باقلانی، شیخ ابواسحٰق اسفرائنی جیسے متکلم، اور عباد ابواسحٰق شیرازی اور ماسبق میں جیسے مدرس و مناظر پیدا ہوئے جنہوں نے اہل سنت کا علمی تفوق قائم رکھا لیکن اس عرصہ میں یونان فلسفہ وغیرہ عربی میں منتقل ہو چکا تھا اور باطنیوں اور فلاسفہ نے مل کر

فلسفہ کو تقدیس و عصمت کا جامہ پہنا دیا تھا اور وہ عقلیت اعتزال کا معبود بن گیا تھا اور ہر علم کلام کے حق میں اس کا سب سے زیادہ ذمہ شناس اور بیدار مغز ہونا چاہئے تھا جو وہ تقلید سے روایت کرتی تھی، علماء کلام کو یہ صرف اس پر اصرار تھا کہ اشعری و ماتریدی عقائد کو تسلیم کیا جائے بلکہ اس پر بھی اصرار تھا کہ عقائد کو ثابت کرنے کے لئے بھی وہی مقدمات، دلائل اور وہی الفاظ و اصطلاحات استعمال کئے جائیں جو اشاعرہ و ماتریدیہ نے استعمال کئے ہیں حالانکہ زمانہ نے دلائل اور نئے طرز استدلال اور نئے مجتہد کا طالب علماء امام ابو الحسن اشعری کا دور فلسفہ کا دور فلسفہ یونانیت تھا اور عالم اسلام میں اس کا پیام اقصر ہوا تھا، پانچویں صدی میں وہ اپنے شباب کو پہنچ چکا تھا اور زندگی میں اپنے پنجے گڑا چکا تھا، اس وقت ایک فنی خصیت، نئے اجتہاد، نئے دماغ، نئے علم کلام کی ضرورت تھی، اس کے لئے انتظام غداوندی سے امام غزالی کو تیار کیا، امام غزالی نے اپنی تصنیفات میں اصول و عقائد اسلامیہ پر نئے انداز سے گفتگو کی اور ان کے ثبوت کے لئے ایسے مقدمات و دلائل قائم کئے جو اس زمانہ کے لحاظ سے زیادہ موثر اور پر اثر کرنے کی نظر سے زیادہ وزنی ہوں پذیر تھے، ان کا استدلال کا طریق بحث نے دین کا پایا وقار اور اس منصب کا یہ اعلیٰ مقام قائم کر دیا، اور ہزاروں سے متحیر اور مضطرب دماغوں نے لئے سکون اور یقین کا باعث ہوئے اگرچہ علم کلام سے حلقہ سے اس وقت اس کی اس اہم دینی خدمت کی قدر نہیں کی بلکہ علم کلام کو سکی پرانی لکیر سے ہٹنے کی بنا پر ان پر اعتراضات کئے جن کا جواب امام صاحب نے فیصل التفرقہ بین الاسلام والزندقہ میں دیا ہے لیکن بالآخر علماء اسلام نے ان کے اس مجددانہ کارنامہ کا اعتراف کیا، امام صاحب نے فلسفہ کا جواب دینے کے لئے اس کی ضرورت تھی کہ وہ فلسفہ کے اصل ماخذوں کا براہ راست مطالعہ کریں اس پر بھی تعجب کرنے کا اتفاق پیدا کر لیں، چنانچہ انہوں نے دو سال لگ کر (جیسا کہ المنقذ من الضلال میں وہ کہتے ہیں) فلسفہ کے علوم کا گہرا مطالعہ کیا، وہ بعض کے عقائد

خیالات سے واقفیت پیدا کی، پھر انہوں نے اور مقاصد الفلاسفہ پھر تہافۃ الفلاسفہ لکھی، تہافۃ الفلاسفہ میں انہوں نے نیا کام یہ کیا کہ ابھی تک متکلمین اسلام کی طرف سے مدافعت، جو جدلی کیا کرتے تھے جو بیشتر سے ایک کمزور طریقے سے۔ امام غزالی نے پہلی بار فلسفہ کے شیش محل پر سنگ باری کی، ان کے اس حملہ کا اثر یہ تھا کہ بقول مغربی مؤرخین فلسفہ سو برس تک فلسفہ کی شہادت اس کے حملہ سے متزلزل رہی اور تقریباً دو سال کے بعد فلسفہ کے جواب میں ان رشدؒ نے کتاب تہافۃ التہافت کی صورت میں امام غزالی کی کتاب کا جواب پیش کیا۔

امام غزالی کے حملہ کی ضرورت تھی کہ فلسفہ کی بنیادوں پر مستقل حملہ ہو اور نفس فلسفہ کو اعتراضات کے تیروں سے چھلنی کر دیا جائے اور ثابت کیا جائے کہ فلسفہ کا سارا نظام قیاس آرائی اور بے یقینی سے زیادہ کچھ نہیں۔ اس کے لئے فلسفہ سے بڑی گہری اور وسیع واقفیت، ایک بڑے دماغ اور ایک بڑے جری اور طاقتور قلم کی ضرورت تھی، اس کام کے لئے شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ بڑھے، جو ہر طرح اس کے لئے موزوں تھے، انہوں نے اپنے مختلف رسائل بالخصوص اپنی تصنیف الرد علی المنطقیین میں فلسفہ اور اس کے پورے نظام فکر کو بے اعتبار ثابت کر دیا، ان کی ضربت کتابیں اب بھی ذہن کو نئی جلاء قلوب کو نیا اعتماد اور فکر کو تازگی اور نشاط بخشتی ہیں۔

اوپر فلسفہ اور علم کلام دونوں نے مل کر جو ایک عقلی مظاہریت اور علمی تکلف پیدا کر دیا تھا اور عالم اسلام میں اس کے اثر سے یہ غلط خیال پیدا ہو گیا تھا کہ صداقت و یقین حاصل کرنے کا راستہ صرف استدلال و فکر ہے، اس کے خلاف مولانا جلال الدین رومیؒ نے قلمی جہاد کیا، ان کی مرد جاوید مثنوی درحقیقت ساتویں صدی کے عقلی رجحان کے خلاف قلب و روح کی ایک دلکش صدائے احتجاج ہے، اور نہ صرف علم کلام کی ایک مجتہدانہ تصنیف ہے بلکہ نئے علم کلام اور نئے استدلال کی بنیاد ہے۔ انہوں نے عقائد و حقائق اسلامیہ کے

ثروت کے لئے سب سے زیادہ موثر اور کارگر مثالیں دی ہیں۔ جو بیک وقت قلب و دماغ دونوں کو متاثر کرتی ہیں اور دونوں کی سلوٹوں کو دور کرتی ہوئی گہرائیں، جاگزیں ہوتی چلی جاتی ہیں، اس کتاب کی تاثیر آج بھی تک باقی ہے اور فلسفہ زدہ حلقوں میں اب بھی اس کے تیر بے خطا ہیں۔

مولانا روم اور حافظ شیراز کے بعد فلسفہ نے نئی روشنی، اب وہ تصوف و اخلاق کے سرحدوں میں بھی محصور آیا اور سیاست اور نظام میں بھی دخل دینے لگا، اب اس کی تربیت کے لئے تنہا الہیات کے مباحث اور علم کلام کی کاوش کافی نہیں تھی، اب فلسفہ کے ہمہ گیر اثرات کا مقابلہ کرنا تھا جو یونانی الہیات کے ساتھ یونانیوں کے علم اخلاق، حکمت کی انگلوطویت جدیدہ اور شرق، ہندوستان کے جوگ اور قرون وسطیٰ سے یہ کی تخیلات پر بھی، قدم نظر کئے ہوئے تھا فلسفہ و تصوف علم الاخلاق اور علم السیاست اور اسلام کے معاشی اصول اور نظام الہیات پر بھی اس کا مطالعہ وسیع اور نظر عمیق ہو، اس موقع پر شاہ ولی اللہ کی شخصیت نمودار ہوئی ہے جنہوں نے حجۃ اللہ البالغہ اور تفہیمات الٰہیہ لکھ کر اسلام کی عظمت اور صداقت کا نقش قائم کر دیا، دو علمی حلقوں میں اسلام کی علمی ساکھ، علوم اسلامیہ کی زندگی کا ثبوت اور تجدید علم کا کام قائم کر دیا۔

۱۸۵۷ء میں انگریزی حکومت کے خلاف جو تحریک اٹھی اس نے مسلمانوں کے سیاسی، تمدنی اور مذہبی حلقوں میں ایک زبردست انقلاب پیدا کر دیا، انگریز مورخین نے اس کو غدر کا نام دیا، اس کے بعد عیسائی مبلغین نے اسلام پر جارحانہ حملے شروع کر دیئے اور علماء اسلام کو دعوت مقابلہ دی، پادریوں کا خواب دینے کے لئے انا جیل اور ان کی تفاسیر اور ان کی تاریخ تدوین، مسیحیت، اسلام کے مابہ النزاع مسائل و مباحث کی براہ راست مطالعہ کی ضرورت تھی، اس موقع پر طبقہ علماء ہی کے نیک فرد مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی میدان میں آئے اور انہوں نے اظہار الحق اور میزان جیسی کتابیں لکھ کر مسیحیت کی اشاعت میں ایک روک کھڑی کر دی، یہ کتابیں ہندوستان سے لے کر مصر و ترکی تک اپنے موضوع پر بے نظیر سمجھی جاتی

ہیں اور آگے تک جاتے ہیں۔

دوسری طرف آزادیوں نے جن کو خلوص وقت کی شہہ مل گئی تھی اسلامی عقائد و الہیات پر [illegible] ۔ موصوف علامہ وحید الدولت اصفات نظام کی حیثیت بعد الموت سزا و جزا اور حیات بعد الممات پر علمی اعتراضات کرنے شروع کئے ان کے جواب میں قدیم کلام دوں پر بے شعور پر کاربند تھے، نہ قدیم مقدمات اور قدیم اسلوب مناظرہ سے واقف تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب کے لئے ایک عالم کلام تیار کر دیا۔ انہوں نے روایتی علمی پھلکی زبان میں چھوٹی چھوٹی مثالوں اور عام فہم دلیلوں میں بڑے بڑے علمی مسائل سمجھائے اور بڑے بڑے مباحث کا فیصلہ کیا۔ تقریر دلپذیر یہ جیتے جاگتے اسلام، آب حیات اور قبلہ سائل کی دیانت و سلامت فہم اور دقیقہ شناسی کا بہترین نمونہ ہیں۔ دوسری طرف اسی بیسویں صدی کے آخر اور چودھویں صدی کے شروع میں پنجاب میں ایک فتنہ کھڑا ہوا۔ یہ نبوت محمدی کے خلاف ایک سوچی سمجھی سازش تھی اور اسلام کے پورے اعتقادی اور علمی ڈھانچے کو منہدم کرنے اور حدانحطاط اس کے ملبہ پر ایک نئی نبوت اور امامت کے قصر کی تعمیر کی کوشش تھی۔ اس کے مقابلہ میں چند مخلص اور بالغ النظر علماء میدان میں آئے جن میں مولانا سید محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ اول الذکر اور شیخ الاسلام ثانی الذکر سب سے نمایاں ہیں۔

زندگی کی رفاقت اور زمانہ کے تقاضوں کی تکمیل

یہ ساری تفصیل اس لئے سنائی گئی کہ آپ اندازہ کر سکیں کہ علماء اسلام کی وہ اور جدید خدمت نے کس مراحل پر پیام اور سیر کا تقیہ بنا گا رہا ہیں کہ انہوں نے علم کے چلتے پھرتے قافلہ سالار کو اس کا مقصد زندگی بتانے سے کبھی جدا نہیں ہونے دیا ان کی نگاہ زندگی سے بدلتے ہوئے تیوروں سے کبھی بیخبر نہیں ہوئی علماء نے اسلام کی خدمت کے لئے جس زمانہ میں جس چیز، جس طرز اور جس اسلوب کی ضرورت تھی بے تکلف اختیار کیا۔

[illegible] نے اسلام سے وفاداری اور دین کی خدمت گزاری کا عہد کر لیا ہو۔ کسی مدرسہ فکر کسی مکتب خیال اور کسی اندھ دھند سے وابستگی کی قسم نہیں کھائی تھی۔ بیسویں صدی میں جب علوم پر تحقیق و تہذیب اور تاریخ و ادب کے نئے نئے گوشے شروع ہوئے اور مغربی مصنفین اور مستشرقین نے اسلام کی مستند شخصیتوں اور اس کے بنیادی عقائد پر اعتراضات کئے، تو اسلام کے حمایتوں کو بھی مدافعانہ شکل میں پیش کیا۔ بعض علماء ہی میں سے ایسے اہل قلم اور دیدہ ور مصنف آگے بڑھے جنہوں نے ان مقامات پر اپنی کتابیں تصنیف کیں جو صرف اسلامیات ہی نہیں بلکہ ادب میں بھی یادگار ہیں اور جنہوں نے جدید تعلیم یافتہ طبقہ میں سے ہزاروں کو پراگندہ خیالیوں اور ذہنی بھٹکاؤ سے بچایا اور صرف ان کا تدین ہی نہیں بلکہ اسلام سے شیفتگی پیدا ہوئی۔ مولانا شبلی کی الفاروق، الجزء فی الاسلام کتب خانہ سکندریہ اس سلسلہ کی کامیاب تصنیفات ہیں۔

نصاب تعلیم کے تغیرات

خود آپ کا نصاب تعلیم اس حقیقت کا گواہ ہے کہ علماء اسلام نے کسی ضرورت کے تسلیم کرنے اور کسی مفید و نافع چیز کو قبول کرنے میں کبھی پس و پیش نہیں کیا یہ نصاب عہد بعہد تبدیلیوں اور مختلف علمی و عقلی رجحانات کا نمائندہ ہے اس میں ہر دور میں اضافہ و ترمیم ہوتی رہی ہے صرف ۱۰۰ سو برس کا زمانہ ایسا ہے جس میں اس نصاب میں کم سے کم تبدیلی ہوئی ہے حالانکہ یہی زمانہ اپنی سیاسی و ذہنی تبدیلیوں کی بناء پر جدید اور ضروری تبدیلیوں کا سب سے زیادہ مستحق و متقاضی تھا۔

دین کی نمائندگی کے لئے متنوع صلاحیتوں کی ضرورت

غرض اس عہد انقلاب میں دین کی نمائندگی، خصوصیت اسلام کی ترجمانی اور صرف اس کی تشریح و تفہیم بلکہ ان کی ہندی و برتر کا نفس قائم کرنے کے لئے بڑی وسیع

[illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے [

پی تو ہم کو خطاب کرنے اور ان کے دل و دماغ میں نفوذ کرنے کے لئے بہترین زبان وہی گئی قرآن مجید میں کہا گیا انا انزلناہ قرانا عربیاً لعلکم تعقلون کہیں فرمایا گیا بلسان عربی مبین کہیں ارشاد ہوا، وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ اہل فکر سمجھتے ہیں کہ لسان القوم سے مراد صرف اتنا ہی نہیں کہ وہ ان کو سمجھ سکتا اور ان کو سمجھ سکتا ہو بلکہ اپنے زمانہ کے اعلیٰ سے اعلیٰ لسانی اور ادبی معیار پر پورا اترتا بلکہ سب سے فائق ہو اس کی تصدیق اس سے ہوتی ہے کہ اس کے بعد بھی فرمایا لیبین لہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انا افصح العرب۔

آپ جانتے ہیں کہ جن لوگوں نے اسلام کی تاریخ اصلاح و تجدید میں کوئی بڑا کارنامہ انجام دیا اور مسلمانوں کے خیالات و رجحانات پر گہرا اثر ڈالا، وہ عموماً زبان و قلم کی طاقت رکھتے تھے اور ان کی تصنیفات یا تقریروں میں صحیح ادبیت اور بلاغت ہے، حضرت شیخ جیلانی کے مواعظ آج بھی زور بیان اور خطابت کا نمونہ ہیں، امام ربانی کے مکتوبات اپنی ادبیت، زور اور طاقت، سلاست اور بے تکلفی میں ابوالفضل اور فیضی کے انشاء پردازی سے کہیں بڑھے ہوئے ہیں، شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی حجۃ اللہ البالغہ عربی انشاء اور علمی رہاں کا ایسا نمونہ ہے کہ مقدمہ ابن خلدون کے بعد سے ان صدیوں میں اس سے بہتر نمونہ نظر نہیں آتا شاہ صاحب کی فارسی میں بھی خاص حلاوت اور سلاست ہے، ازالۃ الخفاء کے بعض ٹکڑے ادبی شہ پارے ہیں، یہ اس وقت کی بات تھی جب عربی اور فارسی اس ملک میں مسلمانوں کی تصنیفی اور علمی زبان تھی اردو کے رواج کے بعد خود شاہ صاحب کے فرزندان نے اردو میں تصنیف و تالیف کا کام شروع کیا، شاہ عبدالقادر صاحبؒ کا ترجمہ دہلی کی ٹکسالی زبان کا بہترین نمونہ ہے اور اپنی ادبی خوبیوں اور استناد کی بناء پر اردو کے کلاسیکل ادب میں خاص درجہ رکھتا ہے، مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحبؒ کی اردو تصنیفات میں بھی سلاست، سادگی اور برجستگی پائی جاتی ہے کہ دقیق سے دقیق مضامین اردو

وقت پر کچھ نہ کچھ لکھتے رہے ہیں۔ اس صدی میں علامہ اقبال، مولانا ابوالکلام آزاد کی قیادت علمیہ سے تحریکی، ادبی اور دینی اس ملک کی راہنمائی کرتے رہے ہیں۔ جو اصناف تحقیق بالا مولوی عبدالحق، ڈاکٹر سید عبداللہ اور ڈاکٹر تنویر احمد علوی کے مضامین میں ملتی ہیں ان سے چالیس سال پہلے ان کی جامعیت، وسعت، بصیرت، تنقید اور تحقیق کے نمونے ہمیں ان کے چھوڑے ہوئے بیش بہا علمی سرمایہ میں ملتے ہیں۔ مولانا حبیب الرحمان خان شروانی رحمۃ اللہ علیہ سے مضامین اور مولانا سید سلیمان ندوی: علمی و ادبی مقالات، تاریخ یا سیرت کا کوئی گوشہ ہے جس میں ان کی نظر نہ گئی ہو۔ ان کے مضامین کی پہلی پہلی جلد میں، کاظم علی خان مرحوم، سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ سے قریب رہ کر اپنی علمی تحقیقات اور ادبی مضامین سے ہمیں فیض یاب کرتے رہے۔ ان کی آنکھیں اب بھی اس ملک کے مؤرخ، سیرت نگار اور ادیب کی راہ دیکھ رہی ہیں۔ ان کی مرحوم ۔۔۔ الانظام آزاد نے اپنے دور کی ایک نئی طرز تحقیق کا آغاز کیا۔ اسلوب نگارش، استدلال، تحریر، طرز ادا، غرض ہر ایک چیز میں ہمارے بزرگوں کو مات کر دیا تھا۔ اب بھی ان کا انداز تحریر ادبی متانت سے جو ہمیں کے ساتھ مخصوص ہے، علماء میں بہت کم پیدا ہوا۔ ان کی تحریر اور زبان کی شوخی کا تیسرا پہلو آج کل کے علماء میں بالکل مفقود ہے۔ ان کی تحریروں میں جدید ۔۔۔ فنی کا جو رنگ نظر آتا ہے اس کی بھی اس ملک میں بھی جو بہت کم کوشش ہوئی ہے۔ مولانا سید سلیمان ندوی کی جس ۔۔۔ سے کاموں نے پھیلے ہیں، ہوں نے اپنی محنت اور بے مقصد نے وقت زمان استقبال کی جو اس ملک میں ان کی علمی اور ادبی متوقع میں ان رکھی تھی۔ بعض ۔۔۔ روایت و قائم ہونا چاہئے اور اس متقدمہ تحقیق کی عالمیت کی چاہیے۔ ہمارے اب بھی ان کی مؤلفہ خدمت کا ۔۔۔ پاتے ہیں۔ اپنے موضوع، مواد، روایت اور اسلوب اس تک پہنچا چکے ہیں تو ہمیں اپنی تصنیف و تالیف کے لئے شاید وسیع پیمانہ پر ۔۔۔ اختصار کرنا پڑے۔ وہ اپنی تصنیفات و مضامین اور

[illegible]

عربی زبان پر قدرت

[illegible]

عقائد صحیحہ کی حفاظت

آپ چنانچہ کی طرف پہنچ گئے۔ آپ کے ساتھ ترجمہ کرنے والے اشخاص
اس راستے میں ادائیں نہیں تھے کہ ان سے آخر وقت تک بات
کر سکیں۔ آپ کی جو معلومات ان کی رہنمائی کا ذریعہ بنی تھیں، ان کے مطابق
آپ نے یہ فیصلہ کیا کہ اس راستے کو اختیار کریں۔ اس کے بعد آپ کو
کوئی ایسا شخص نہیں ملا جو آپ کی زبان سمجھ سکتا ہو۔ آپ کا خیال تھا کہ
آپ کے ساتھ جو ترجمان ہیں وہ ان کو ہر جگہ پر ساتھ لے جائیں گے۔
لیکن ان کے ساتھ ایسا نہیں ہوا۔ وہ ان کو ایک جگہ پر چھوڑ کر چلے گئے۔
اس کے بعد آپ کو کوئی ایسا شخص نہیں ملا جو آپ کی زبان سمجھ سکتا ہو۔
اس کے بعد آپ نے اپنے ساتھ کچھ ایسے لوگوں کو لے لیا جو آپ کی
زبان سمجھ سکتے تھے۔ لیکن ان کے ساتھ بھی آپ کو بہت دقت پیش آئی۔
اس کے بعد آپ نے اپنے ساتھ کچھ ایسے لوگوں کو لے لیا جو آپ کی
زبان سمجھ سکتے تھے۔ لیکن ان کے ساتھ بھی آپ کو بہت دقت پیش آئی۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کہ آپ سے [illegible] کی حکایت ہے، مسز [illegible] نے [illegible] کہ [illegible] کے [illegible] میں [illegible] سے [illegible] کی [illegible] میں [illegible] کی [illegible] سے [illegible] کی [illegible] سے [illegible] کی [illegible] سے

ایک آزاد ملک میں علماء کی ذمہ داری اور ان کی مطلوبہ صفات

[illegible]

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید
الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ وصحبہ جمعین اما
بعد فہذا جواب ما سئلت عنہ وفقک اللہ الی ما یحب ویرضی

[illegible]

کتب خانہ میں ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

میں اسلام پھیلا تھا اور جن کو یک مت مبعوثی عرب اسلام کی دعوت دی تھی، وہ خود
رہنما کے حضرے سے دوچار ہوئے ہیں۔ اب ہم کس وقت پوری تاریخ اسلام میں
(وہ وقت نبوی کے بعد سے اس وقت تک) نہیں آیا۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق کے
زمانہ سے لے کر فقرہ بالا جس نے تاریخ کا رخ اور وقعات کا دھارا بدل دیا اور خطرہ کا کلمہ
اس طرح نہیں گیا جس طرح آفتاب کے نکلنے سے چھپ جاتا ہے۔ آپ نے دیکھا
اور تاریخ نے بھی اس لفظ کو بہت کم اور اہمیت سمجھ کر محفوظ کیا ہے۔ "بغض
اللہ من وقع" کیا اس میں کوئی قطع و برید ہو سکتی ہے اور میں، مدعوں ہو کر نہ جاؤں
اور پھر اللہ اور رسول اللہ سے بدین میں کوئی قطع و برید ہو سکتی کہ بہت ہو، کوئی خطاب کا
مسئلہ ہو کہ اس کو کہیں گے اور اس رکن کو چھوڑیں گے۔ آپ کو معلوم ہے کہ اسی وقت سے
زکوٰۃ کا فریضہ موقوف رہا۔ حضرت کتب نے نبوت کا جھوٹا بھی کیا کہ اس کا بھی
پھیلنا شروع ہو گیا تھا۔ چند مقامات کا نام آتا ہے مثلاً مدینہ طیبہ، حوالی اور بعض مقامات کا
کہ وہاں مرتدا کے اثرات نہیں پھیلے تھے، سوائے کہ اپنا جزیرۃ العرب مرتدین کی پیٹ میں
آ رہا تھا۔ اس وقت اللہ نے ایک بندے نے اپنی زبان سے یہ کہہ دیا تو الفاظ ہیں لیکن
الفاظ کے ساتھ جو اس اور جوش خدا اس کو تحریر میں نہیں لایا جو سکتا یہ ان کے دل
کی آواز تھی اور ان کے جذبات کا غلط عروج تھا۔ جس طرح سے کوئی جام لبریز ہو جاتا
ہے تو چھلک جاتا ہے ہر مین پر نظر ڈالتے ہیں وہ ان الفاظ کی شکل میں ہیں

عزیز طلبہ یہ حقیقت ہے جو حکومت کی طرف عموماً سے اور نا بین رہنما اور سیاسی
حلقوں کی طرف خصوصیت سے منتقل ہوئی۔ یہی وہ کچھ ہے کہ ہمارے ہوتے
ہوئے کسی ملک میں اسلام کا زوال کسی طرح سے قابل برداشت یا قابل تصور بھی نہیں۔
ہم کسی ملک میں ہوں دنیا میں اور وہاں اسلام کا زوال ہو جائے یہ بات ممکن نہیں یہ
حساس پیمانہ ہے ہمارے افکار و عمل کی جدوجہد کی تاریخ کی۔ آپ دعوت اور تربیت

تاریخ پڑھے ہیں، امام احمد بن حنبلؒ کے خلق قرآن کے عقیدہ کے خلاف سر بکف ہو جانے میں امام ابوالحسن اشعریؒ کے معتزلہ کے مقابلہ میں صف آراء ہو جانے میں امام غزالیؒ کے باطنیت کے مقابلہ میں اور اسلامی معاشرہ کے مختلف طبقات و عناصر کے دینی احتساب کے کارنامے میں، شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے رد و نقض میں، بعض کلامی مسائل کی تنقیح کی شکل میں، ہندوستان کے اس ایک تجدیدی کارنامہ میں جو تقریباً چار سو سال کی مدت پر پھیلا ہوا ہے اور جس کے اثرات ابھی تک زندہ ہیں شاہ ولی اللہؒ کی مساعی جمیلہ، ان کی جماعت میں حضرت سید احمد شہیدؒ اور اکابر دیوبند کے اپنے اپنے وقت میں اور اپنے رنگ میں اصلاحی و تجدیدی جدوجہد اور اشاعت کتاب و سنت اور عقائد صحیحہ کی سرگرمی میں بھی احساس کام کر رہا تھا، جس کی ترجمانی صدیق رضی اللہ عنہ نے کی تھی اور مرتدوں کے کانوں میں سوں کو یہ شعر سنایا تھا "وجعلها كلمة باقية في عقبه لعلهم يرجعون"۔

علماء اپنا احتساب کریں

اس روشنی میں علماء کو احتساب کریں، کہ انہوں نے اس سمت کو کہاں تک اپنے اصول اور دستور العمل بنایا؟ وہ یہ دیکھیں کہ ان کے ہوتے ہوئے ان کے ملک میں اسلام اور اسلامی معاشرہ کے زوال کا کوئی جواز ہے؟ مسلمانوں کی پچھلی تاریخ میں ہمارے سامنے بڑی عبرتناک مثالیں ہیں، جن ملکوں میں اسلام نازوال ہوا یا ہاں دشمن اسلام طاقتیں غالب آئیں آپ تحقیق کریں گے تو ان میں کچھ ایسی چیزیں پائیں گے جن سے اس دور میں سبق لیا جا سکتا ہے۔ ان میں ایک چیز تھی علماء کا شدید اختلاف اور دوسری چیز تھی علماء کا عوام سے رابطہ نہیں تھا، ان کی شخصیتیں اتنی موثر نہیں رہی تھیں کہ عوام کے قلب میں دین کا احترام اور علماء کا وقار قائم رکھتیں۔ وہ ملک جس نے خواجہ بہاء الدین نقشبندی کو پیدا کیا، جس نے خواجہ معین الدینؒ کو پیدا کیا وہ ملک طاقتور اصلاحی شخصیتوں

چند خطروں کی شاندہی

طاقت ہی ایسی کمزور تھی کہ تلوار سے بھی پورے طور پر سر نہیں اٹھا سکی۔ سارے اسلام دشمن ہی تھے اور ان کا وقتاً فوقتاً ان پر حملہ ہوتا رہتا تھا جس نے ہندوستان کا نقشہ بدل دیا۔ آپ انہیں کی طرف اپنی نسبت کرتے ہیں۔ اس نسبت کا تقاضا ہے کہ ملت اور دین کے لیے جس ایثار و قربانی کی ضرورت ہے، دریغ نہ کیجئے گا۔ اور صاف کہئے کہ اچھا جان تم ہی صحیح تمہارے کارنامہ سب سے بڑے ہیں۔ مگر سب مل کر اس ملک کو بچا لیں۔ جو وہ خطروں اور اندیشوں میں گھرا ہوا ہے۔ گفتگو کے سلسلہ میں اس طرح دست و گریباں ہوں کہ ایک دوسرے کے اپنے عقائد کے چیتھڑے تحفظ کے ساتھ لہراتا ہوا محمد ایک شیشہ سے دست بردار ہونے کے لیے تیار نہیں۔ عبادت کے سلسلہ میں اپنے عقائد کے حصول میں، کسی چیز میں کسی مداہنت کے لیے میں تیار نہیں۔ ایک قوم بن کر، ایک پلیٹ فارم پر کھڑا ہونا چاہیے جو ہم کو آلۂ کار بنانا چاہے اور سارے ملک کو میدان جنگ میں بدل دیا جائے۔ ایک کا فرض ہو رہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ ایک فاتح جرنیل کے محدود رسول اللہ کہلانے کی باتیں نہیں۔ اس موقع پر اقبال کا شعر مجھے یاد آرہا ہے۔

کے جرم کہ سینے ذوق چکی تھے
لیے، صوفی شاعر کی ناخوش اندیشی

عوام الناس کے ساتھ علماء کا رابطہ

دوسری بات یہ ہے کہ عوام کے ساتھ آپ کا رابطہ ہونا چاہئے۔ میں نے محسوس کیا کہ علماء کا عوام سے جو رابطہ ہونا چاہیے اس میں کمی ہے بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ ہندوستان میں علماء کا عوام سے رابطہ پاکستان سے زیادہ ہے۔ وہاں سیاسی میدان میں بھی، تبلیغی اور تحقیقی میدان میں بھی علماء پیش پیش ہیں اور ان کا مقام تسلیم کیا جاتا ہے۔ وہاں کا اہل تعلم علماء سے توحش نہیں ہے۔ کہ وہ علمی و دینی مجلسوں میں جاتے ہیں اور اللہ اللہ دس دس گھنٹے کے بعد اٹھتا ہے۔ عوام سے آپ کا رابطہ بڑھنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ عوام آپ

کے ہاتھ سے نکل جائیں۔

علماء کی زندگی ممتاز ہو

تیسری بات جو عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ ہماری زندگی عوام کی زندگی سے ممتاز ہو۔ دیکھنے والا کھلی آنکھوں دیکھے کہ یہ دنیا کے طالب نہیں ہیں، ان نے یہاں مال و دولت معیار نہیں ہے۔ ہمارے کام ہوں، وہ مرجعیۃ نہ ہوں، جیسے کہ ہمارے اسلاف کا طریقہ رہا ہے جب تک ہمارے طبقہ علماء میں یہ اخلاقی امتیاز نہ ہوگا، اپنا رکاوٹ نہ ہوگا، اس کی شخصیت مؤثر اور قابل احترام نہیں ہوگی، وہ دماغ میں دین کا گہرا اثر و وقار نہیں ہوگا، علماء کا وقار اس سے نہیں بڑھے گا کہ یہ مدرسہ اتنا بڑا ہے، وہ مدرسہ اتنا بڑا ہے، وہاں اتنے طالبعلم پڑھتے ہیں اور وہاں کے جلسے اتنے کامیاب ہوتے ہیں۔ اس سے علماء کا وقار نہیں قائم ہوگا، علماء کا وقار قائم ہوتا ہے دل تمونے سے، عوام جب دیکھتے ہیں کہ یہ چیز ایسی ہے کہ اس پر جان دے دی جائے لیکن ہاتھ اس کو ہاتھ لگانا بھی گناہ سمجھتے ہیں، وہ اس کو حاصل نہیں کرتے۔ ہم نے سمجھا ہے کہ دولت سب سے بڑی چیز ہے، ان کے یہاں دولت کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ جیسا کہ حکیم الامت حضرت تھانوی نے نواب صاحب ڈھاکہ کو جواب دیا تھا۔ نواب صاحب نے کہلوایا کہ آپ مجھ سے مل لیں حضرت نے کہلوایا کہ نواب صاحب سے کہنا کہ آپ کے پاس جو چیز "دولت" ہے وہ میرے پاس بقدر ضرورت موجود ہے لیکن میرے پاس جو چیز ہے وہ آپ کے پاس بقدر ضرورت بھی نہیں ہے اس لئے آپ کو آنا چاہئے مجھے آنے کی ضرورت نہیں۔

ایک واقعہ

ایک واقعہ آپ کو اور سنا دوں، بڑا مؤثر ہے۔ شیخ سعید حلبی ایک بزرگ عالم تھے، ایک دن دمشق کی ایک مسجد میں سبق پڑھا رہے تھے، اس دن ان کے پاؤں میں کچھ تکلیف

پچاس برس دیوبند میں کسی نہ کسی حیثیت سے رہا ہوں صاف کہتا ہوں کہ آپ کی ساری علمی قابلیت اور آپ کی ساری خطابت جس میں آپ مختار ہیں (میری حماقتوں میں بھی اپنے مخاطب ہوں گے) سب بے اثر ہے۔ جب تک کہ آپ کا کوئی عمل دلائل اقناعیہ سے نہیں کرتے، بڑے سے بڑے جلسے میں ملاء پیچے کے علم اور دولت کے بدلے میں ملت حنفیہ کے خلاف کوئی کام نہیں کر سکتے۔ ملا کی روٹی ہم سے زیادہ سرووے ملاء ہم سے تم لوگ ہمارے مقابلوں میں روپے کم اور سکا کھاتے ہیں، اس کا اظہار ہوتا رہتا ہے۔ اور ہمارے اسلاف نے اس کا اظہار دیا ہے۔ میں اپنے اساتذہ کی نسبت کہتا ہوں کہ میں مدرسہ قاسم العلوم دیوبند میں پڑھتا تھا اور وہاں کم لوگوں کے لئے کبھی کبھی پر تکلف کھانے پکتے تھے اور چونکہ میر قریبی تعلق حضرت مولانا حبیب الدین صاحب مرحوم سے تھا اور مولانا حبیب الدین کے ساتھ ہمارے مولانا حبیب الدین صاحب مرحوم سے بہت قریبی تعلق تھا، اور وہ ہمارے رشتہ دار تھے مجھے معلوم ہوتا رہتا تھا کہ آج وہاں کیا پکا ہے یہاں پکا دیا ہے کہ کہاں کے چاول کی ایک قسم ہوتی ہے۔

اس وقت مولانا نے دو ساعت سے زیادہ اس کی خدمت کا جو کہ سلسلہ بیان میں حضرت کا تھا ہے اور مولانا کی کابیہ تواضع اور اپنے خلاف بات کو برداشت کرنے دوسرے کو اپنے سے بہتر اور افضل سمجھنا اس جماعت کا یہ شعار بھی میں دیکھ رہا ہے کہ ہم پر احسان نہیں بلکہ ہم نے بڑے سے بڑوں کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے آپ کو ہیچ سمجھتے تھے مولانا عبدالحی سے بڑے کوئی بیعت کے لئے آتا تو میں نے حضرت کو اکثر یہ شعر پڑھتے سنا ہے

نہ قلم نہ پرسش سرمہ نہ دعوت سایہ دارم
درے ہم کہ دیوانگاں بچہ کار کشت مارا

یعنی میں وہ شخص ہوں جس نے ہوں، مجھے حیرت ہے کہ دیوانگی نے مجھے کس کام

پیدا کیا، جس [illegible] کے حضرت آپ سے شروع ہوئی ہے [illegible] یا لفظ استعمال کیا ہے

تعصبات سے گریز کریں

تیسری بات لسانی تعصب، صوبائی تعصب بھی اس ملک کے لئے بہت خطرناک ہے۔ اسی تعصب نے مشرقی پاکستان سے علیحدگی کا راستہ دکھایا۔ اس لسانی تعصب، صوبائی تعصب سے خدارا آپ بچیں، اپنے آپ کو بچائیں اور اس کے خلاف اسلام کے احکام پر عمل کریں۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے

من تعصی علیکم وانتم تحلقلیۃ فاضربوہ بھا ولا یکنوا

یہ وہ موقع ہے جس پر یہ حدیث بیان کی گئی تھی جس سے قرآن مجید کا یہ لفظ متعلق کیا ہے آپ نے دیکھا ہوگا کہ اس لفظ کو بول کر مناسب لفظ نہیں لکھا جاتا ہے پہلی مرتبہ آخری مرتبہ کے درمیان جتنی جگہ ہے وہاں تک جتنے بھی نقطے ہیں وہ ہیں بلکہ کوئی شخص تمہارے لئے جاہلیت کا نعرہ لگائے اور تمہارے برادری قسم کی وہاں دے اور اس کو ہوا دے اس کے اس کے باپ کی گالی دے حالانکہ اسلام نے بھی کافر کو [illegible] اللہ کے رسول جن کی زبان سے پھول جھڑتے تھے، جنہوں نے قرآن مجید ان کی زبان سے جاری ہوتا تھا ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی [illegible] ان کے لئے لفظ بولتے ہوئے کچھ نہیں آپ نے کسی مسئلہ میں کسی سے مناظرہ کیا ہوگا تو آپ کا فرض ہے کہ آپ پاکستان کے صوبوں میں جائیں اور خاص طور پر تمام صوبوں کے بچوں کو یہاں لائیں، یہاں کے رہنے والوں کو یہاں بلائیں، خود بخود ان کو اس تعصب والے سے نفرت پیدا ہو جائے گی، پھر ان کو اس تعصب میں کبھی بھی لسانی، جغرافیائی تعصب پیدا نہیں ہوگا۔

کی جیسے جالیے سے ملک کو کچھ کے حوالے کر دیا اور کئی سلامی سلطنتوں کا چراغ گل ہو گیا۔

یہ ممکن ہے کہ آپ اپنی زبان کا جادو لوگوں کے دل و دماغ پر پھونک دیں اور اپنی علمی کابلیت کا سکہ جما دیں، لیکن حقیقی احترام عملی سوجھ، سیرت کی بلندی، زہد و اتقاء، روحانیت اور اخلاق عالیہ سے پیدا ہوتا ہے علمی و فکری حیثیت سے بھی اخلاقی اور روحانی حیثیت سے بھی سو شخصیتیں پیدا ہونی چاہئیں۔ ہمارے اکابر ایسے تھے ہمارے اکابر ایسے تھے ہر وقت وہی دن رات کا یہ اس کا وظیفہ پڑھنا کچھ کام نہیں دیتا۔ اس سے پچھلی مرتبہ میں جو عرض کیا تھا اس میں کہا تھا کہ کوئی ملت ہو کوئی دعوت تاریخ سے نہیں چلتی، تحریک سے چلتی ہے۔ ہم پاکستان میں دعوت دستک، تاریخ سے چلانا چاہتے ہیں لوگ کہہ دیں گے کہ صاحب سن چکے بہت سن چکے، سنتے سنتے طبیعت بھر گئی، آپ کے اکابر ایسے ایسے تھے "پدرم سلطان بود" بتائیے آپ کون ہیں؟ کام شروع کیجئے، تاریخ بہت سنا چکے کتابیں بہت لکھی گئیں، چھاپ کر خاصہ تیار ہے۔ اب حرکت اور عمل، جہد و قربانی اور پر کشش و محرک زندگی کی ضرورت ہے۔

ای دیرینہ بیماری وہی نا محکمی دل کی
علاج اس کا وہی آب و ہوائے تازہ ہے ساقی

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

یہ دین زندہ ہے اور زندوں سے قائم ہے

[illegible]

[illegible]

دین کو زندہ اشخاص کی ضرورت ہے

[illegible]

تا وقتیکہ کسی نئے مجدد کا فرض اسی پر ہے گا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس وقت تک وہ دین کو تازہ کرتے رہے گا۔ پھر وہ سلسلہ ختم ہو جائے گا۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ عرصہ تک اس کا وجود رہے گا۔ حدیث "یبعث لھذہ الامۃ امر دینھا" کا یہ مطلب نہیں کہ وہ آئے اور صفحہ ہستی سے مٹ جائے۔ ان کا کام چلا جاتا ہے اور چلے گئے۔ ان میں سے کسی کی بھی قبر کا حال نہ معلوم ہے۔ کسی کا نام تک نہ رہا۔ اور بعض ایسے لوگ پیدا ہوئے جن کا اثر صدیوں تک رہا۔

ریلوے لائن پر ایک چھوٹی گاڑی چلا کرتی تھی۔ (اور شاید اب بھی چلتی ہے) جس کو ٹرالی کہتے تھے۔ لوگ اس کو کھینچتے تھے اور پھر اس پر بیٹھ جاتے تھے اور وہ چلتی اور چستی رہتی تھی۔ جب دور جانے لگتی تھی تو پھر اتر کر دھکا دیتے تھے اور بیٹھ جاتے تھے۔ اس سے لائن کا معائنہ ہوتا تھا۔ اس امت کی گاڑی بھی اسی طرح سمجھئے اور اس کو کھینچنے والے اس امت کے علماء اور مشائخ اور مجدد ہیں۔ یہ اس کو کھینچ دیتے ہیں اور وہ خود اپنے پہیوں پر چلتی ہے۔ یہ نہیں کہ اس کو چلاتے رہتے ہیں۔ کاری خود چلے گی اپنے پہیوں پر۔ لیکن اس کو کھینچنے اور چلانے کے لئے زندہ دلوں کی ضرورت ہے۔ وہ کوئی بالکل چیز نہیں۔ زندہ انسان اس کو چلاتے ہیں اور کھینچتے ہیں اور وہ اپنے پہیوں پر چلتی ہے۔ کوئی ٹرالی ہے وہ چیزوں کی ضرورت ہے۔ پہیوں میں اتنی چکناہٹ اور پہیوں میں اتنی حرکت و سرعت اور چلنے کی اتنی صلاحیت ہو کہ وہ چل سکے اور آدمیوں کے ہاتھوں میں اتنی طاقت ہو کہ وہ اس کو کھینچ سکیں اور مسافر جو بیٹھے ہوں وہ بھی کہ بیٹھے ہیں اور جم جائیں۔ اس امت کی روایت یہ ہے کہ جب اس پر تعمل ہونے عمل جاری ہوتے لگتی ہے تو کوں اللہ کا بندہ آتا ہے اور اس کو دھکا لگاتا ہے اور پھر وہ چلتی ہے اور کچھ دور تک چلی جاتی ہے۔

میں بندہ الف ثانی اور شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کو اس دور کا مجدد سمجھتا ہوں۔ میں

پاکستان کی سب سے بڑی ضرورت

[illegible]

ہر شہر میں تجربہ آدمی ہونے چاہئیں

کوئی شخص پانی پیتے وقت کہے تو اس کے پاس جا کر آپ اس سے کہیں کہ
[illegible] ایسے
[illegible] ہیں جو حضور ﷺ کے نام لینے سے [illegible] ہیں
[illegible] ہیں [illegible]

خلا پُر کرنے کے لئے جانشینوں کی ضرورت ہے

[illegible] کہ اس کی [illegible] ہے
[illegible] ہے [illegible]
[illegible] میں [illegible] نہیں [illegible]
[illegible] ہے [illegible]
[illegible] ہے [illegible]
[illegible] ہے

اس سے مسائل استنباط کرنے شروع کئے اور بہت سے مسائل استنباط فرمائے یہ مسائل بڑی تعداد میں بیان کرنے فرمایا کہ جتنے مسائل استنباط کر چکا تھا کہ جمع ہو گئی، اسی لئے شاعر نے کہا ہے ؎

کار پاکاں را قیاس اگر خود مگیر
گرچہ باشد در نوشتن شیر، شیر

اگر مدراسی کھجور ہوتا تو اخبار میں چھاپ دیا جاتا کہ ایسے ایسے علماء ہیں جو بے وضو نماز پڑھ لیتے ہیں، بلکہ پڑھا بھی دیتے ہیں تعجب ہیں کہ انھوں نے نماز پڑھائی بھی ہو حلانکہ ان کی موجودگی میں کون نماز پڑھاتا۔

اللہ تعالیٰ ہمارے اس خلا کو پُر فرمائے

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

دین وعلم کا دائمی رشتہ

الحمد للہ رب العالمین و نصلوٰۃ و السلام علی سید
الانبیاء والمرسلین، وعلی آلہ و صحبہ اجمعین،
ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین اما بعد

وما کان المؤمنون لینفروا کافۃ فلولا نفر من کل
فرقۃ منھم طائفۃ لیتفقھوا فی الدین ولینذروا قومھم اذا
رجعوا الیھم لعلھم یحذرون○

"اور یہ تو نہیں ہو سکتا کہ مسلمان سب کے سب نکل آئیں تو ایسا کیوں نہ ہو کہ ہر بڑی جماعت میں چند اشخاص نکل جائیں تاکہ دین کا علم سیکھتے اور اس میں سمجھ پیدا کرتے اور جب اپنی قوم کی طرف واپس ہوں تو ان کو ڈراتے تاکہ وہ حذر کرتے"

(توبہ پ ۱۱)

اسلام اور علم کا رابطہ

میرے عزیز طلبہ اور دوستو!

حقیقت یہ ہے کہ اسلام کا اور علم کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اسلام علم کے خلاف نہیں ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ علم بھی اسلام کے بغیر نہیں ہو سکتا ہے۔ لیکن کسی اور مجلس میں شرح و

ع

لیکن آپ نے [illegible] ہوئے ہیں جتنے [illegible] ہیں [illegible] ہوں [illegible] ہیں [illegible] یا [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں

کا ہیرہ کھول دیتا ہے اور اسے علوم کا گنجینہ بنا دیتا ہے اس کی زبان سے حکمت اسی ہے یہ
سر نکلتے ہیں ہم ان کو پڑھ سے بڑا درجہ فضل مانتے ہیں ان کا سایہ پڑ جائے تو ہم
سمجھیں کہ ہم آزاد ہو جائیں گے لیکن "آفسر" اپنی جگہ پر رہے گا ان حضرات کے بھی
ضرورت ہے کہ وہ مسئلہ پوچھیں عالم سے بڑے بڑے صاحب ادراک و صاحب
کشف بھی نماز کا مسئلہ پوچھتے ہیں۔

یہ تھا آپ کا مسئلہ ایسے کہ یہ اسی سے شروع ہو کر آخر تک اسی تک (یعنی جو لفظ
سے پڑھا جاتا ہے) جاری رہے گا ہاں ہر دور میں انقلابات آئیں سلطنتیں بدلیں تہذیبیں
بدل جائیں۔ ادبی انقلاب عظیم برپا ہو جائے۔ زبان بدل جائے، تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری
رہے گا

حفاظت قرآن کا مفہوم

اللہ تعالیٰ نے کی کتاب اور اس کی زبان کی حفاظت کی گارنٹی نہیں لی۔ قرآن کی حفاظت
کا اللہ تعالیٰ نے ذمہ لیا ہے تو حفاظت کا مطلب یہ تو نہیں ہوتا کہ اس کتاب سے کوئی
اس کو سمجھ نہ سمجھا۔ اس کے لئے سمجھنے سمجھانے والے بھی ہونے چاہئیں، اور وہ کتاب
الفاظ میں ہے تو زبان بھی ہونی چاہیے۔ الفاظ بغیر زبان کے نہیں ہوتے۔ اس سے عربی
زبان بھی رہنے والی تھی زبانیں تو ہیں لیکن شریعت الٰہی کی زبان عربی اپنی جگہ پر ہے
اور اس کا علم اپنی جگہ ہے باہر جگہ کے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے یہاں متعدد ریگر
دینی تعلیم کا انتظام کریں، ہر جگہ مساجد بنانے والے نہ صرف یہ کہ موجود ہوں بلکہ اس کا
سلسلہ جاری رہے یہ بھی مسلمانوں کے ذمہ فرض ہے مدارس کا سلسلہ ضروری ہے۔ دینی
شعبہ تعلیم کی ہر جگہ ہے یہ خالص دینی ضرورت ہے، میں پوری ذمہ داری سے بتاتا ہوں
کہ مساجد کے علاوہ دوسری چیز بھی ہے اور سچ پوچھئے تو مساجد کی پشت پناہی بھی یہی مدارس
ہیں اگر مدارس نہ ہوں تو آپ کو امام کہاں سے ملیں گے کہاں سے امام مل سکتے ہیں

نماز پڑھاؤں تو جمعہ پڑھانے کے لئے اس سے زیادہ کچھ شرائط ہیں اس کے کچھ اور احکام ہیں پھر اس کے بعد مسائل کے لئے آپ کہاں جائیں گے۔ مسجدوں ہی میں تو جائیں گے۔ امام صاحب سے پوچھیے امام صاحب کو کوئی علم نہیں ہے بس نمازوں کی سورتیں یاد کریں اور نماز پڑھائیں یا تو یہ مدارس درحقیقت مساجد کے بھی حافظ ہیں اور مساجد کو بھی نظر آتے ہیں۔

فضلائے مدارس کا فرض

میں نے آپ کے سامنے شروع میں آیت پڑھی تھی وما کان المؤمنون لینفروا کافۃ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ کبھی ایک غیر ممکن سی چیز ہے غیر معمولی چیز ہے کہ سب مسلمان سب کام چھوڑ چھاڑ کر دین سیکھنے نکل جائیں۔ سب کا کوئی سیکھنے والا نہ ہو کوئی خریدار نہ ہو محنت کرنے والا نہ کوئی قدر دان پیدا کرنے والا معلوم ہوا سارا شیرازہ یہ مدرسہ کا غائب ہم تین سو ہونے والی بات نہیں ہے اللہ تعالیٰ ایسی بات نہیں کہتا جس کا مکلف نہ بنا سکے اس کا مطالبہ کرتا ہے فرماتا ہے کہ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ تمام مومن سب کے سب کمر چھوڑ کر بیٹھ جائیں۔ فلولا نفر من کل فرقۃ منھم طائفۃ پھر ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ ہر جماعت میں سے کچھ لوگ اس کے لئے تیار ہو جائیں کہ وہ دین سیکھیں، لیتفقھوا فی الدین دین کی سمجھ حاصل کریں۔ دین کا علم حاصل کریں۔ ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم جا کر اپنی اپنی بستیوں میں جا کے کام کریں۔ خلق خدا کا کام کریں۔ انسان کو خطرات سے ملکات سے جن میں شرک کے ملکات سے غلط ملکات سے، ان عقائد سے اعمال رسوم سے ان اعمال سے کہ جس سے آدمی بالکل اسلام سے عاری ہو جاتا ہے بالکل نکل جاتا ہے اسلام کی سرحد پار کر جاتا ہے اور مسلمانوں میں اس کا نام نہیں رہتا بعض چیزیں ایسی ہیں جن سے ایمان چلا جاتا ہے بالکل آدمی کے تو یہ ارتداد اختیار کر لیا لینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم

فقد مس الرسغ من لم يكن
ويمس بالماء فقد مسك بالعروة الوثقى

(البقرة ۲۵۶)

عوام کی ذمہ داری

ہم کریں کہ وہ پتھر رکھ دیں۔ لیکن آپ کا کام ختم نہیں ہوتا بلکہ اب آپ سے شروع ہوتا ہے اب آپ کی ذمہ داری ہے کہ اس مدرسہ کو سرقی دیں، باقی مشورہ کا معاملہ ہے اساتذہ کا مسئلہ ہے کتابوں کا مسئلہ ہے نصاب کا مسئلہ ہے کبھی جلسوں میں آنے جانے کا مسئلہ ہے اس کے لئے ہم حاضر ہیں۔ آپ کو شکر گذار ہونا چاہئے کہ ایک بہت بڑی مصیبت سے ایک خوفی و مفلی کتابی سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بال بال بچالیا اگر یہ مدرسہ نہ ہوتا تو خدا کے یہاں پرسش ہوتی۔

سرکاری اسکولوں میں پڑھنے والے بچوں کے لئے دینی تعلیم کا نظام

اسی طریقہ سے آپ یہ بھی یاد رکھیں کہ بچوں کو خواہ اس مدرسہ میں نہ پڑھنے ہوں اسکولوں میں پڑھتے ہوں، ان کی بقدر ضرورت دینی تعلیم کا نظام آپ کے ذمہ فرض ہے

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا

(التحریم ۶)

"اے ایمان والو! اپنی جانوں کو اور اپنے گھر والوں کو جو تمہارے ذمہ ہیں ان سب کو آگ سے بچاؤ"

یہ آپ کا فرض ہے آپ ان کے لئے صبح و شام کوئی انتظام کریں۔ کوئی ٹیوٹر رکھیں کسی مولوی صاحب کی خدمات حاصل کریں، بہر حال ان کے دین و ایمان کی حفاظت کے لئے آپ کو کچھ سامان کرنا چاہئے۔ ایسی ہی کچھ چیزیں ہیں، مثلاً اس ملک میں موجودہ دور میں اور اس جمہوری ملک میں اور ایک ایسے ملک میں جہاں ہم اکثریت میں نہیں ہیں بہت سی تحریکیں ہیں جہاں تبدیلیاں جلدی جلدی ہوتی ہیں، بہت سے چیلنج سامنے آتے ہیں اس ملک میں اس طرح ہم اپنے دین کو بھی بچا سکتے ہیں اور اپنی عزت کو بھی بچا

ماہیں دور سے ہیں۔ اس ملک کی بیشتر اپنی آنکھیں کھلی رکھیں اور چوکنا رہیں کہ یا
دور سے کوئی بیرونی یلغار کی ہے جس سے ہم کو بھی خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ ورنہ
آسودہ حال مسلمان بہت مشکل ہوجائے۔ اس کا ابھی خطرہ بنتے رہتا ہے

اللہ تعالیٰ پر ختم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی قدرت کی نصیب فرمائے۔

آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

دعوتِ ایمان اور پیامِ انسانیت

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید
الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ وصحابہ اجمعین ومن
تبعھم باحسان ودعی باسمائھم الی یوم الدین اما بعد

دعوت کی خاصیت

[illegible] آج میں آپ کی خدمت میں دو باتیں عرض کروں گا۔ ایک بات تو یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس امر میں اشیاء میں کچھ خاصیتیں پیدا فرمائی ہیں اور دنیا کے بلاد شاید لاکھوں سال سے چلی آتی ہیں، بہت سے انقلابات آئے، بہت سے چراغ گل ہو گئے، مٹتے ہیں کہ یہ ملک، یہ ملک، یہ ملک عربی کا کوئی دیار تھا، پھر کیا ہوا کہ کچھ شاید ہو، وہ ایک تھی، مصر اور ہندوستان کی بھی یہی مثال ہے، یہ ممالک ہیں جہاں سے ان کے مقابلہ میں بلکہ مزاج تک میں بہت کچھ اختلاف ہے، لوگوں نے آکر یہاں بسنا شروع کیا، ہندوستان قریب تھے اور ایک تھے تو یہاں سے وہاں پہنچ گیا، وہ بھی انقلابات دنیا کے، مگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے شاید میں جو خصوصیت رکھی تھی وہاں تک چلی آرہی ہیں، پانی آگ جلاتی ہے، سورج روشنی دیتا ہے، یہ وہ چیزیں ہیں جو ہر ملک میں ہر جگہ ہر زمانہ میں ایک ہی رہی ہیں اور ان کی ضرورت ہزاروں لاکھوں برس سے بے حد محسوس ہوتی ہے۔ انسان نے اپنے اس سفر میں جو چیزیں دریافت کی ہیں ان سے اس کا تعلق

بہت قدیم ہے۔ اسی طرح سے اللہ تعالیٰ نے اخلاق میں، افعال میں اور معاملات میں تاثیر رکھی ہے، انسان میں اس نے جو اپنے تعلق کی خصلت رکھی ہے اپنی یا اس کا اپنے دین اور اپنی عبادت میں، عقائد میں جو خصوصیت رکھی ہے وہ اگر کھول کر بیان کی جائے تو اس کی دنیا کے مقدمہ میں سرمو بھی بیان نہ ہو سکے گی۔

تاریخ کی کسی ایک شہادت سے نہیں معلوم ہوتا کہ ان اخلاق، افعال، عقائد میں خاصیت کسی زمانہ میں بھی تھی، تاریخ تو کیا بتاتی کوئی صحیفہ آسمانی بتاتا کہ توحید میں جو خاصیت ہے وہ کبھی شرک میں تھی جو خاصیت افعال میں خاصیت ہے کبھی بداخلاقی میں تھی جو خاصیت ہے وہ کبھی ظلم میں تھی کوئی آسمانی صحیفہ یہ نہیں بتاتا، توریت ہو انجیل ہو، صحف ابراہیم ہوں زبور ہو۔ پھر آخری صحیفہ قرآن مجید ہو سب یہ بتاتے ہیں کہ ایمان میں توحید میں، نیک اعمال میں عبادات میں عدل میں، انصاف میں، عدل و داد میں محبت میں یہ ہے سب یہ تغیر اشیاء و نظریات سے مسلی جا سکتی ہیں پیروں سے روندی جا سکتی ہیں، ان استعمال کے لئے نہایت خراب حالت میں پہنچ سکتا ہے جس کو حاصل کیا جائے تب کہا جائے گا جس کو پایا جائے جانا جائے اس میں یہ خاصیت ہے تو وہ چیز ہے جو خدا سے تعلق رکھتی ہے اس سے تعلق رکھتی ہیں ان میں یہ خاصیت ہوں گی۔

صفات میں تغیر پیدا کیجئے

میرے دوستو اور بزرگو! اس بات کو کسی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ [illegible] آپ کے لئے یا میں نہایت ضروری اور نہایت کارآمد ہے اس کے سوا نہیں ہے کہ ہم خدا کے پیغمبروں کی تعلیمات پر کسی حد تک اور وہ صفات جن سے متعلق خدا ہمیں فرماتا ہے

قول حسنہ لیہم نصیبون ران حسنہ سالیہم
المصورون

ے لگے ما ان فقر ما اے وہ ے لگے ہو ے
ں ہ ہ ی ہ ں

وہ طلاز ہ ں ہ ں ہ ں

[illegible]

واعظ کے سامنے کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہتی

[illegible]

ہوں، جب اسرائیل نے یہ منظر دیکھا تو اپنا پورا لشکر، گھوڑے، گدھے، اونٹ سب کچھ چھوڑ کر بھاگ پڑے۔

دوسرا واقعہ حضرت عقبہ بن نافع کا ہے جب وہ قیروان گئے اور وہاں جا کر لڑائی کا ارادہ کیا کہ وہاں سے بیٹھ کر سارے شمالی و مغربی افریقہ کو فتح کریں اور جب ان کو پسند آئی تو لوگوں نے کہا یہ جگہ مناسب نہیں ہے، شیر چلتے، پھرتے بہت ہیں جو بھی جانور ہے ہوں، شیر کا نام تو خاص طور پر لیا اور بھی جانور ہے ہوں گے تو کہ آپ یہاں خیمہ ڈال نہ سکیں گے آگے بڑھیں۔ معقول بات تھی اور معمولی بات تھی عقلمندی کی، کی مگر بڑی ہوئی تھی لیکن صحابہ کرامؓ کا دل ہی اور تھا وہ حالات کے سامنے ہیچ اندر نہیں ہوتے تھے، حالات کو اپنے موافق بناتے تھے، اس نے کہا ہم تو اللہ کا پیغام لے کر آئے ہیں چلے جائیں اور یہ شیر اور چیتے رہیں؟ رہنا تو اسے چاہئے جس کی ضرورت ہو، اس نے کہا تو کیا بات ہوئی کہ ہم کسی ایسی جگہ مناسب نہیں سمجھتے آگے چلیں، اور شیر کون سا سفید کام کرتے ہیں یہ کون سا اللہ کا پیغام پہنچا رہے ہیں، یہ بھیڑیے کون سے مفید ہیں اس لئے ہم کہیں جائیں گے، ان کو جانا چاہئے، روایت ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو بلایا، یہ ایک تاریخی واقعہ ہے، ان لوگوں کی طرح نہیں ہے ہم عرب ایرانیوں اور سندھیوں کی طرح تاریخ میں افسانے لکھنے کے بالکل عادی نہیں ہیں، تاریخ بالکل سچی لکھتے ہیں جبھی تو حدیث کا درجہ رکھتا ہے، تو انہوں نے ایک آدمی کو بلایا اور کہا، لکھو اعلان کر دو کہ شیرو اور چیتو! اے بھیڑیو! اے خنزیرو! ہم رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں ہم یہاں چھاؤنی بنانا چاہتے ہیں، ہم یہاں بیٹھ کر اللہ کا پیغام پہنچانا چاہتے ہیں، اور اللہ کی حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں جس کو اپنی جان پیاری ہے فلاں وقت تک مہلت ہے چلا جائے ورنہ اگر وہ رہے گا تو ان کی جان کی خیر نہیں، لوگوں نے کہا حضرت عقبہؓ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ چیتے بھاگا چلا جا رہا ہے اور اپنی ماں کے پیچھے کودتے ہوئے جا رہے ہیں، غل مچاتے ہوئے اور بھگدڑ مچی ہوئی ہے

تو اخلاق سے بھی محروم ہے۔ اس لئے کہ اخلاق سے بھی اوپر ایک درجہ ہے وہ ہے محبت۔ مسلمانوں کو آپ تبلیغ کریں تاکہ آپ کی بات وہ مسلمانوں میں بن جائے۔ آپ مسلمانوں پر اعتماد کریں اور مسلمانوں میں اسلام کی وہ سچی محبت پیدا کریں جو چلے ان کے اخلاق درست ہوں وہ نہ ہوں تو پہلے تو مسلمانوں میں محبت ہے پھر مسلمانوں کو محبت ہے کہ بجائے ملی اور دین کے اس طرح محبت ہے کہ وہ مسلمان ہو جائے اخلاق سے ان کے قلب میں ان کے دل میں جگہ پیدا کرنی چاہئے اور عمدہ کی فاعدہ کر کے جس ملک میں رہتے ہیں وہ مسلمان آپ سے جائے

طفلانہ ذہنیت

یہ مسلمانوں کی عادت ایسی ہو گئی ہے کہ کوئی بلا ب بھی آجاتا ہے تو خوش ہو جاتے ہیں چلو اچھا ہوا تھی ہی پریشانی دھکے سے نہیں آگئی ہے تو خوش ہو جاتے ہیں اور اب ایک عادت پست ہو گئی ہے کہ اگر مرنے میں دیر لگی میں ملک نہیں ہو جائے تو خوش ہو جاتے ہیں اور کسی اسرائیلی ملک کی نیم بسمل ہو جائے تو خوش ہوتے ہیں یہ بالکل طفلانہ ذہنیت ہے جس سے دنیا نہیں چلے گا۔ بچی بھلی دنیا آپ کے خلاف ہو جاتی ہے کہ ہم جس ملک میں رہتے ہیں اس سے نہیں ہمدردی ہو دیکھئے آج ہندوستان کے اندر ہم سے کہا جاتا ہے کہ ہندوستان سے وفاداری کرو آج ہندوستان کے اندر ہم سے کہا جاتا ہے کہ ہندوستان سے وفاداری کرو ہم کہتے ہیں بھائی آپ ہمارے ساتھ انصاف کریں ہم وفاداری کریں گے ہندوستان کے ساتھ ہم نے ہندوستان کی تاریخ پڑھی ہے ہندوستان کے بزرگوں نے لڑائیاں لڑی ہیں ہندوستان کی آزادی کے لئے ہندوستان کی خاطر ہم سے کہا جاتا ہے کہ ہندوستان سے وفاداری کرو ہم کہتے ہیں بھائی

ملک سمجھا اور اس ملک کی مخلوق کو اللہ کی مخلوق سمجھا الخلق عیال اللہ مخلوق خدا کا کنبہ ہے اس کنبہ کو ایسے سے بچانے کی کوشش کی اللہ کا پیغام پہنچانے کی کوشش کی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ محبوب بن گئے، ہر دلعزیز بن گئے آنکھوں کا تارا بن گئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنا محبوب بنائے۔ اسی پر استقامت عطا فرمائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

حکومت کا کام ہے! [illegible]
حل تقدیر [illegible]

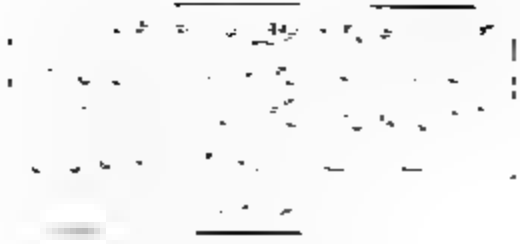

[illegible]

سے قبل ان مقالات کی صلاحیت پر اثر ڈالنے والی چیز تقریباً معدوم اور ثانوی بحث تھی، ندوۃ المصنفین کی تحریک کی بنیاد ہی اس پر ہے کہ عہد کے مطابق اور تقاضوں کے مطابق نئی چیزیں اور نئی تحریکیں قبول فرمائے۔ یہی ایسے اہل ہدایت، علم، حامد نعمانی اور مولانا سید سلیمان ندوی کی یہ رائے تھی جسے مولانا سید صاحب نے "خطبات مدراس" کو مولانا شبلی کی رائے کے مطابق کو اور "المصنفین" کے کام کو یہاں تک کہ ندوۃ العلماء کے نصاب کو بھی محیط کر دیکھتے ہیں جب ان کتابوں کا ذکر آتا ہے تو ہم عرض کرتے ہیں کہ جب ہم نے یہ سوال علی العموم اہل علم لوگوں کے پاس بھیجا کہ آپ ان محسن کتابوں میں ان کو کیسے تو ہمارے شیخ نے لکھا کہ جب میں آٹھ دس پڑھتا قوی یاد کچھ پڑھنے کے قابل ہوئے تب بھی مدت تک "الفاروق" میرے سرہانے رہتی تھی کہ جس کی یہ تاثیر ہے اثر ہی کیوں ہو سکتا۔ سارا علمی کام تو پڑھا ہے اور تصنیف ندوۃ العلماء سے استفادہ کرنے والوں کے رہنما شبلی کے ذریعہ سے ہوا ان کی قدر نہ کرنا کفران نعمت ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

دے گئے، دلوں میں جس محمد ہونے لگا تو محمد اللہ نے یا خوں عطا کیا آپ نے نہ صرف سلطنت مغلیہ کے دارالخلافہ بلکہ مرکز علم، سلوک و جذبہ جہاد دلی کو حاصل سے اتنا زیادہ عطا کیا جاتا وہ دلی الٰہی ہاں سے بڑھ کر تھا اور کیا ہو سکتا ہے جس طرح حکومت کو بہادر کے ایک نصیب نے خاندان علاء فرنگی محل عطا کیا ایسے ہی جب بغداد میں اضمحلال پیدا ہوا حکومت کے شرفاء نے دلی کو منتقل کر دیا، سوائے حصول منصب کے کوئی مقصد دلوں کے سامنے نہیں رہا تو یہاں کے ایک قصبہ جیلان نے سیدنا عبدالقادر جیلانی کا خاندان جس سے پورے عالم اسلام کو عشق الٰہی سے سرشار کر دیا، جس کی لپیٹ ۱۲ ویں صدی تک پہنچیں، ایسے ہی ایران سے ایک معمولی قصبہ نے، مغرب الی حیا منکر عطا کیا، مادر علمی تعصبات سے بہت دور ہیں، اور حکومت کو یہ چلتا ہوا دھکا ہوا، تین خوں عطا کیا جس نے پورے پورے ملوں کو گرا دیا بہت سے لوگ اس کو نہیں جانتے ہیں کہ یہ تین خوں کس نے عطا کیا، بڑے بڑے شہروں کی تاریخ سامنے آجاتی ہے اور وہ ذہن جاتی ہے، جہاں ایسے مردم خیز قصبوں میں جا کر یہ احساس ہوتا ہے کہ یہاں کیسے کیسے باکمال پیدا ہوئے خدا کی دین (عطیہ) کی بھی کوئی حد ہیں اس کی قدرت کی وسعت معلوم ہوں ہے وہاں یہ ذہن میں آجاتا ہے یہ نفسیاتی مسئلہ بھی ہے کہ اب ایسے لوگ پیدا نہیں ہو سکتے اور خدا مردے سے مردہ کو پیدا کرنے کی جو عادت رکھتا ہے (یخرج الحی من المیت) اس کو حصول نور دین کے لئے کسی کوشش میں یہ بات ضرور آتی ہے کہ طلب تو اس بات کی اور لگن کے ڈانڈا ملوں دیر ہونا چاہئے، اور اب معاش میں لگنا چاہئے تو آپ کے سامنے عطیات کا جو تاریخی تعارف کرایا گیا ہے اس نے مجھے بتلایا کہ ہمیں یہ آیت پڑھ کر سنانی ہے۔ کُلًّا نُمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ہم ان کو بھی بھر بھر کر دیتے ہیں اور ان کو بھی هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ اور دیتے رہیں گے آپ جانتے ہیں کہ مصارف کا تعلق حال اور مستقبل دونوں سے بھی ہوتا ہے یعنی یوں کہنا کہ ہم

دیتے ہیں" صحیح نہیں۔ اور "دیں گے" یہ بھی صحیح نہیں صحیح ترجمہ یہ ہے کہ "دیتے رہیں گے" تمہارے رب کی دین میں کوئی رکاوٹ ہی نہیں ہے کہ اب اگر دے دیا تو انتظار کروانے گا برس کا ہمارے رب کی عطاء میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے، کیونکہ اس کی بخشش لامحدود ہے وما کان عطاء ربک محظورا

الیرلہ آبادی مرحوم نے کہا تھا

اللہ کی راہ اب تک ہے کھلی، آثار و نشان بھی قائم ہیں
اللہ کے بندوں نے لیکن اس راہ پر چلنا چھوڑ دیا

لیکن اس کی کچھ شرائط ہیں، ہمت بلند ہو، اخلاص و تقویٰ ہو، اللہ تعالیٰ نے کوشش کی بھی جزا رکھا ہے، اللہ تعالیٰ کسی کوشش کرنے والے کی کوشش کو بھی ضائع نہیں کرتا تو یہ ملت تو عجیب ہے،

رحمت للعالمین ﷺ کی ملت ہے، یونکہ یہ تو اشرف الامم ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کو انسانیت بھی عزیز ہے۔ اپنی پیدا کی ہوئی دنیا بھی عزیز ہے، جس ماحول کا ہمارے لئے انتخاب کیا گیا ہے یا ہمارا جس ماحول کے لئے انتخاب کیا گیا ہے اس کے ساتھ ہمارا جوڑ ہو اور ہم اس فضا میں اپنی قائدیت ثابت کریں۔ ہمارے اکابر مجدد الف ثانی ہوں یا شاہ ولی اللہ ہوں، یا شاہ عبدالقادر ہوں، انہوں نے زمانے کی نبض پہچانی، انہوں نے دیکھا کہ دنیا کو روحانیت کی ضرورت ہے۔ علم صحیح کی ضرورت ہے، توحید خالص کی، عبدیت اور انسانیت سے بلند ہو کر اعمال میں روح پیدا کرنے کی ضرورت ہے طلب رضائے الٰہی کی ضرورت ہے ایسے ہی انہوں نے دیکھا کہ اس وقت انسانیت کس چیز کی پیاسی ہے اور مدد بننے کا استحقاق عملی چلی جارہی ہے۔ کس سے جو عطا مہر زد ہو رہے ہیں، کس سے جو حق تلفیاں ہو رہی ہیں، اس سے جو خون انسان ناحق بہتا اور ضائع ہو رہے اور پانی کی طرح بہہ رہا ہے، کہیں اللہ تعالیٰ مسلم انسانی

فیمکث فی الارض

ان بزرگان دین سے ملت کو کیا ملا

معاملہ جہنم سے بچانے کا ہے

جلیاں اڑ رہی تھیں۔ عورتوں نے پوچھا کہ کہاں سے میں ڈر رہے؟ بچہ بے میں تکلف ہے کہ اس کو کہیں پھر حریص اور پر غلاظت میں پڑے ہوتا، تو چھوڑ تی تھی اس نے بچہ فاصلہ پر دیا سلائی رکھی، دی ہے "ڈر رہا بچہ گم کیا" اور میں ڈر رہا تک گیا اور دیا سلائی سے تیلی نکال کر پھر اپنے کپڑوں میں آگ لگانی تو کیا ہوگا؟ عورتوں نے پوچھا کہ بچے کی عمر کیا ہے؟ مالی: چھ سال کا ہے سب نے کہا کہ ہوش کی بات میں کر رہا ہے ستا چھوٹا بچہ پاپل سے کہے ترے گا" اور پھر چل کر وہاں تک جائے گا" اور کر رہا ہے کہ یہ کام کرے گا" جواب: یہ کہ تم راجہ ہوتا تو جانتیں؟ میرا بچہ اس سے بھی

حضرات میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آج کے روز ہے ماں باپ کے دل میں یہ خیال پیدا کیوں نہیں ہوتا کہ اگر ہم نے بچہ کو نماز، روزہ، تلاوت، توحید کا سبق یاد نہ کرایا، اور ابراہیم علیہ السلام کی ملت نہ سمجھائی تو کل وہ شرک اکھے گا یہ سب آپ کا دل خطرات نہیں، فکر شیطانی ہیں وہاں تو لاکھ روپیہ کا اندیشہ ہے، میں ایک مثال دیتا ہوں کہ ایک لڑکا خیال کی سڑک پر سائیکل پر جا رہا ہے اور آگے گیری کھائی ہے وہ کھائی ہندو یا عیسائی کے بت پرستی کے معبدوں کے بول سے شرک و بت پرستی کی طرف سے ایسے گھیرا آتا ضروری ہے جیسے پرخانہ پیشاب سے بلکہ اس سے زیادہ خطرناک ہے یہ تھوڑے عرصہ میں پرورش اور ہوں جا رہی ہے، حالانکہ ایک مسلمان کو سب سے زیادہ خطرہ اس بات کا ہونا چاہئے کہ کل وہ شرکانہ عقائد سے کرنے لگے حضرت خضر علیہ السلام کا اس بچہ کو قتل کر دینے کا واقعہ تشریف نہیں ہے اس پر عمل آج کیسی ہو سکتا مگر یہ قصہ قرآن میں ہے تک پڑھا جائے گا۔ اس کا مقصد واقعات یہ ہے کہ مسلمان سمجھے کہ خاندان سے قریب ہونا بچہ کے محفوظ ہونا ہے، اس قصہ کو قرآن نے جگہ دی تاکہ معلوم ہو کہ یہ خطرہ زیادہ تھا کیونکہ بات یہ ہے کہ آج مسلموں کو کھلی ہوئی بت پرستی سے شرکیہ عقائد سے خطرہ نہیں ہے آپ کتنے بھی دعوے کریں مگر اس کوشش کر دیں، مگر لوگوں میں پڑھے لکھے بچوں نے جاں والوں میں پائے ہوئے شرک کا اندیشہ ہے یا ہاں ہو

مدارس دینیہ کی ضرورت اور علوم دینیہ میں اخلاص واختصاص کی اہمیت!

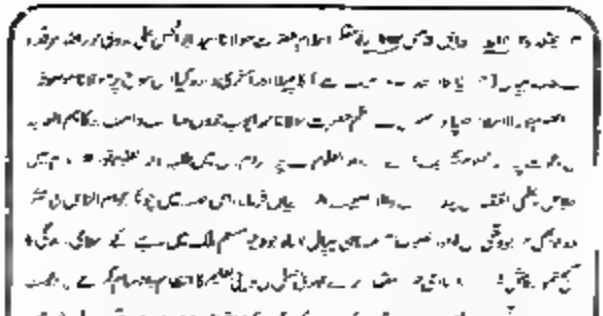

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید المرسلین وخاتم النبیین محمد وآلہ وصحبہ اجمعین ومن سلھم باحسان وبعد یدعوتھم الی یوم الدین اما بعد!

میرے عزیز دوست ایک علمی، دینی اور فکری خاندان کے فرزند ارجمند اور ہمدرد

[illegible] ہے اس [illegible] کا شعر یاد آتا ہے جو حسب حال ہے شاعر کہتا ہے

[illegible]

[illegible]

شاعر کہتا ہے کہ میں جن کے تعلق خاطر میں [illegible] ہوں [illegible] سلوک کرتے ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] آخری [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

[illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے [

آپ کسی ایک فن میں مہارت پیدا کریں

[illegible] جہاں تک اللہ کا [illegible] ہے اس میں [illegible] ان [illegible] اللہ [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] اللہ [illegible] کی [illegible] سے [illegible] آن [illegible] پڑھتے ہیں [illegible] اصل [illegible] اصل [illegible] ہے ہیں [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

کی طرف سے تھے یا کہاں کے تھے؟ وہ شیخ عبداللہ الحیاط ہندوستانی ہے لیکن اپنے علم کی وجہ سے اس کو مکہ کا امام بنایا گیا۔ اور اس کی کتنی مثالیں دے سکتا ہوں، بڑے بڑے مصنفین کے ساتھ کیا یا انکا سوا ہے بعض تو مجاہد ہیں یعنی پتھر توڑنے والے، ہم نے بھی ان کی زیارت کی ہے ایک وہی ایک بہت بڑے فقیہ ہیں جس کی کتاب فقہ ضروری حساب میں داخل ہے اشرف میں وہ فقہ وری تھے یعنی پڑھاتے تھے میں نے کہا اور فقہ وری کہاں سے تھے انہوں نے کہا آپ کبھی اور وہ کتاب مقبول ہوئی اس کتاب سے متوالا ہے کہ اور مصنف کو بھی بہت طلبوں سے بات مختصر بتاتا ہوں کہ آپ محنت کیجئے اور اخلاص پیدا کیجئے۔ آپ بھی چمکیں گے اور اپنے ملک کو بھی چمکائیں گے اور آپ کی روشنی دور تک پھیلے گی۔

اب ہم ان بھائیوں سے جو مدرسے طالب علمی کا تعلق نہیں رکھتے ہیں اپنے دینی حلقہ اور دین کے شوق میں آتے ہیں کہہ دیں کہ آپ ایسے ملک میں ہیں کہ آپ کے ملک کے رہنے والوں سے دل جیسے لیں اور ان کو اسلام کی طرف مائل کریں اور ان کے دلوں میں ایمان کا بیج ڈال دیں تو آپ نے صرف اسلام کی بلکہ انسانیت کی خدمت کریں گے کیونکہ یہ ملک اسلام سے نا آشنا رہا ہے۔ بھی ہمارے عزیز بھائی نے کہا کہ اس ملک پر ایک تاریخی روشنی ڈالی ہے یہاں کیسے کیسے لوگ ہوئے ہیں، ان میں رام جی کا نام آیا ہے اور بدھ جی کا نام آیا اور لچھمن جی کا نام آیا ہے لیکن یہاں کسی سید نے جیلانی کا نام نہیں آیا، خیر ان کا ہونا آسان کام نہیں، کسی بزرگ کا کسی مرشد کا، کسی نقشبندی کسی مقدم کا نام نہیں یا تو آپ یہ کوشش کریں کہ آپ اپنے اخلاق اور اپنے کیرکٹر سے رندگی کا ایسا نمونہ پیش کریں کہ یہ لوگ اسلام کی طرف مائل ہوں، وہ اسلام کا مطالعہ کریں اور آخر میں مدعوں میں کہ ہمیں آپ سے ہیں کہ اسلام کی کیا خصوصیات ہیں کہ کیا تعلیمات ہیں؟ نیپالی زبان میں ہو، انگریزی زبان میں ہو، ہندی میں ہو، ہم سمجھیں کہ کیا بات ہے کہ لوگ اتنے

مختلف ہیں ۔ میں نے "کشور ہند" میں (جو انگلستان کا بہت بڑا علمی و تعلیمی مرکز ہے) تقریر کی وہاں کے لوگوں کے سامنے ہندوستان کا ایک واقعہ بیان کیا کہ جب ہندوستان کے مجاہدین نے پشاور فتح کیا اور اس میں کئی مہینے لگ گئے تو وہاں ایک دن ایک پٹھان نے ایک ہندوستانی کا ہاتھ پکڑا (دودھ کا یا کہیں کا رہنے والا ہوگا) اور کہنے لگا میاں ایک بات پوچھتا ہوں سچ سچ جواب دینا، کیا تم ہندوستانیوں (یورپ) کی نظر کچھ خراب ہوتی ہے، کمزور ہوتی ہے، دور کی چیز تم دیکھ نہیں سکتے ؟ اس نے کہا نہیں، ہم خوب دیکھتے ہیں ۔ کہا نہیں! کوئی بات ہے ضرور، ہندوستانیوں کی دور کی نظر کمزور ہے، اس ہندوستانی نے کہا یہ تو آپ بتلائیے کہ یہ پوچھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی، یہ بات تو ہر ایک پوچھتا نہیں یہ بولا ایسی پوچھنے والی بات بھی نہیں ہے، آپ پوچھ کیوں رہے ہیں ہم بھی اتنا ہی دیکھتے ہیں جتنا آپ دیکھتے ہیں، مگر آپ پوچھ کیوں رہے ہیں؟

پٹھان نے کہا پوچھنے کی وجہ یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ تم لوگ مہینوں سے گھر سے نکلے ہوئے ہو اپنے گھر بار کو، بیوی بچوں کو چھوڑے ہوئے ہو، اور تندرست ہو ماشاء اللہ شکیل ہو، ہم نے تم میں سے کسی کو کسی نامحرم عورت کو دور سے دیکھتے ہوئے نہیں دیکھا، تمہاری نگاہیں بیشہ نیچی رہتی ہیں ایک آدمی کا معاملہ ہو تو آسان ہے سارے کے سارے کیوں نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے عورتوں کو اور لڑکیوں کو لوگ جانتے ہیں کہ پشاور میں صوبہ سرحد میں خوبصورتی زیادہ ہے یعنی وہاں کوئی نہ کوئی کشش بھی ہے کہ آدمی دیکھے اور اس کے اندر اس کا خیال پیدا ہو شوق پیدا ہو تم نے سوچا کہ وہ چار زاہد ہو سکتے ہیں عابد ہو سکتے ہیں بڑے اتقی ہو سکتے ہیں لیکن فوج میں تو لوگ عام طور پر زاہد نہیں ہوتے جوان ہوتے ہیں بیٹے کے ہوتے ہیں، بیٹے کے لوگ پھر اپنے گھر سے دور، کوئی اپنی بیوی سے دور، بہنوں سے ماؤں سے کوئی پانچ برس سے ماں نہیں کوئی چھ سال سے بعض تو ایسے بھی ہیں کہ آٹھ آٹھ برس دیکھے ہوئے ہیں ان عورتوں کی صورتیں ہوتی ہیں، دیکھنے کی سے

[illegible] لیتے [illegible] تو سمجھ لیتے کہ [illegible] ان [illegible] کس [illegible] کی [illegible] کی [illegible]

[illegible] ہے [illegible] ہماری [illegible] کی [illegible] کا [illegible] ہے [illegible] کی [illegible] پر [illegible] ہے [illegible] قرآن [illegible] کی [illegible] پر [illegible] ہے [illegible]

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ

(اے نبی) مسلمان مردوں سے کہہ دو اپنی نگاہوں کو بچا کر رکھیں اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں عزت اور طہارت کے ساتھ۔ (ترجمہ)

[illegible] والوں [illegible] [illegible] ہے [illegible] [illegible] ہوگوں [illegible] [illegible] آپ [illegible] [illegible] [illegible]

سے اعراض نہیں کرتے۔ کسی کا حرم کو نہیں دیکھتے یہ وہ ہیں کہ اگر ملامت کرتے ہیں تو جوں و تعداری اور وفاداری کے ساتھ کرتے ہیں پھر یہ کرتے پڑے لوگوں کو سہارا دیتے ہیں، یہ غریبوں اور کمزوروں پر زیادتی نہیں کرتے، یہ کیا کمزور آپ کو دکھانا چاہتے۔

کچھ امید نہیں کہ اس کے بعد آپ سے ملنے اور کہنے سننے کا موقع ملے گا اور ملے گا تو کب ملے گا؟ ہم آپ پھر جمع ہوں گے یا نہیں ہوں گے اس لئے میں یہ دو تین باتیں آپ سے کہنا چاہتا ہوں ایک بات تو یہ کہ آپ اپنی زندگی کا تقابلی مطالعہ کریں بتائیں کہ لوگوں کے اندر سوال پیدا ہوتا ہے جس پیدا ہوگا کہ بھئی پوچھا جائے کہ یہ بات ان میں کہاں سے آئی؟ کیا بات تھی جس کی وجہ سے افغانستان مسلمان ہو گیا پورا کا پورا ملک مسلمان ہو گیا، مؤرخین لکھتے ہیں کہ وہاں کوئی اسلامی فوج نہیں پہنچی، یہ بات مانی ہوئی ہے تاریخی طور پر لیکن پورا کا پورا ملک پہلے سو فیصدی مسلمان تھا اب وہاں کچھ شامت اعمال سے بچے کھچے کمیونسٹوں کی نسل سے، کچھ امریکہ اور عیسائی مشنریوں کی کوشش سے کہیں کہیں عیسائیت پھیل رہی ہے، ایک بات تو یہ کہ آپ اپنے اخلاق سے، اپنی ایمانداری سے، اپنی سچائی سے، اپنی شرافت سے ثابت کریں کہ آپ کوئی دشمن کوئی اور، دشمن اور کوئی اور ہیں۔

مکاتب و مدارس کی ضرورت

دوسری بات یہ کہ مکاتب اور مدارس قائم کیجئے کوئی بستی کوئی گاؤں ایسا نہ ہو جہاں کوئی مکتب اور مدرسہ نہ ہو، جہاں دینی تعلیم نہ دی جائے اور عورتوں تک کو گھر میں خواتین کو مستورات کو اپنے گھر میں بیٹیوں اور بچیوں کو دین کی تعلیم دیجئے اور ان کو تاکید کیجئے کہ اپنے بچوں کو بھی تعلیم دیں، پیغمبروں کے قصے سنائیں توحید کی محبت پیدا کریں شرک سے نفرت دلائیں بد اخلاقیوں سے نفرت پیدا کریں، دلوں میں حضور سے عشق اور جاں نثاری کا جذبہ پیدا کریں جب جا کر ہمارے یہاں محفوظ رہے گا ورنہ کوئی نسل کا ورنہ کوئی نسل

کہیں کوئی کمی نہ رہے گی۔

تیسری بات آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ جامعہ بہار میں تعلیم کی آغاز ہوں سے قبل ہی بھاگل پور میں بڑا اجتماع ہوا تھا۔ وہاں میری تقریر ہوئی تھی اور اس سے قبل بھی میں اس سے پہلے مونگیر میں بڑا جلسہ ہوا تھا۔ وہاں بھی تقریر کرنا پڑی تھی۔ اور آمد و خرچ کے لئے کہاں کہاں سے اور کہاں کہاں سے علاوہ آئے تھے۔ وہاں ایک مصیبت نے شہریوں میں نفس خریدی اور جوم و عام اور فرمائش کی اور خرید و بیع اسراف نفس خریدی کی جو بیماری ہے اس نے لے جان اور بڑے لوگوں کا اجتماع ہو

اور پھر وہاں ایک اور مصیبت آن پڑی ہے، یہ کہ خدا کا ایک مقرر کیا ہوا ہے کہ جن دنوں سے فرمائش کی باقی ہے کہ کوئی واقعہ جو دیا جائے موٹر دی جائے دروازہ موٹر لے آئے اور اتنی رقم لے کر آئے جب ہم اپنے لڑکے سے شادی کریں گے تو نہیں تو نہیں کریں گے۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو۔

دین کی قدر کریں

اور میں یہ کہتا ہوں کہ آپ اپنے دین کی قدر کریں۔ اس کو سب سے بڑی نعمت سمجھیں۔ اس کی پرواہ کریں اور اس سے بھی کہیں زیادہ بھی کہ آپ اپنے بچوں کو اس کی تعلیم دیں۔ آپ ان کو اس کی تعلیم دیں۔ آپ ان کو اس کی تعلیم دیں۔ آپ ان

[illegible] اللہ نے رسول کی حیثیت عطا فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
[illegible] جو پڑھا جو [illegible] کا حق قرار پایا ہے [illegible] وہ سب سے زیادہ
[illegible] اس کی پوری حفاظت کریں

مدارس دینیہ کے وجود کو غنیمت جانیں

میں ان الفاظ کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں اور آپ سے دعا کا طالب ہوں اور آپ
سے کہتا ہوں کہ آپ مدرسوں کی قدر کریں یہاں سے پڑھ کر جب آپ دوسرے ملکوں میں
جائیں گے اور قدر دان نگاہوں سے دیکھے جائیں گے [illegible] اور شاید آپ سے مدد
[illegible] چاہتے ہیں اور آپ سے عقیدت و عزت چاہتے ہیں آپ اس کی قدر کریں اور
اس مدرسوں کی حفاظت کی تکمیل کریں [illegible] یہاں تعلیم کی صورت ہے بھی
تعلیم سے پوری نہیں ہوئی ہیں ان کی کوشش کریں جہاں [illegible] سے جو فائدے
[illegible] کوں وہاں طالب علموں کو [illegible] جائے ان سے اٹھائے جائیں ان میں بھی
آپ حضرات [illegible] جو [illegible] سے [illegible] ہے آپ کا کام ہے اس کی قدر آپ کو
قدر ہوگی میں معلوم ہوگی آپ سے [illegible] طالب علم [illegible] ہیں
[illegible] سمجھے یا اللہ [illegible] کا [illegible] کی [illegible] قابلیت پیدا ہو [illegible] اس سے
صدقہ جاریہ ہے

[illegible] پھر [illegible] میں [illegible] اور [illegible] اللہ [illegible] کی [illegible]
[illegible]

[illegible] اللہ [illegible] میں [illegible] کے [illegible] ہیں [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

مادی حالت کا تقاضہ یہ تھا کہ ہم اتنے بھی پیسے نہ لیتے جتنے ہمیں ملتے تو ہمارا بجٹ
ہی نہ بنتا ہم آدھے سے بھی کم میں کام چلا لیتے لیکن آپ کی محبت کا آپ کے خلوص کا
اور ان ملنے والے لفافوں کے خلوص کا اثر تھا کہ ہم نے خود ہی اپنی طرف سے کمی کر
دی کچھ پورا ہو جائے لیکن تو بیٹے اپنے بچا ہیں وہ کیا کہیں گے ہم کچھ لکھنے کے
لئے آئے تھے یہ لیں اللہ کی بڑی نعمت ہے کہ اپنے قلم کو بھی یوں لوٹا دیتے ہیں
جاتے ہوئے کوئی آنکھ سے دیکھیں خوش ہوں اور اللہ کا شکر ادا کریں پھر ہم سال کے بعد
ہی ماتھا ہمارے سے ہر لیں اس بھی لیں تو شکر ہے یہ کام ہو گیا اس سے
زیادہ اور کسی چیز کی ضرورت نہیں اللہ تبارک و تعالیٰ قبول فرمائیں

وما التوفیق الا من عند اللہ

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

علماء ربانی
ان کا منصب اور ان کے کام کی نوعیت

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم اما بعد اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء ۔۔

وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العلماء ورثۃ الانبیاء ۔۔

علماء انبیاء کے جانشین ہیں

علماء حق حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وارث اور جانشین ہیں۔ ان کی زندگی اور ان کی ہدایت اسی وقت صحیح اور مکمل ہوتی ہے جب ان کی زندگی کا مقصد اور ان کی کوششوں کا مرکز وہی ہو کہ جو انبیاء کرام علیہم السلام کا تھا۔ وہ مقصد زندگی اور وہ مرکز کونسی چیز ہے؟

بالفاظ دیگر حقیقت دین یا ایک لفظ میں "توحید" یعنی انسانوں کو خالق اور مالک اسی طرح سے اللہ تعالیٰ کا "عبد" بنانا جیسا کہ یہ طبعاً اور اضطراراً اللہ کے عبد ہیں۔ اللہ جل شانہٗ کی حکومت اور قانون کو انسانوں کے جسموں اور ان کی متعلقہ زمین پر قائم کرنے کی کوشش کرنا جیسا کہ وہ زمین و آسمان پر قائم ہیں۔

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون ۔ (صدق اللہ العظیم)

(۱) سورہ فاطر پارہ ۲۲
(۲) صحیح بخاری کتاب العلم

"وہ ہے جس نے اپنا رسول راہنمائی اور سچے دین کے ساتھ بھیجا
تاکہ اس کو سب دینوں (تمام قسم کے نظام اطاعت) پر غالب کر
دے اگرچہ شرک کرنے والوں کو ناگوار ہو۔"

اس دین حق کے بارے میں چند مواقع اور مزاحم ہوتے ہیں جن میں سے کفر اور شرک دو اقسام بنیادی ہیں۔

شرک کیا ہے

یعنی غیر اللہ کو اللہ تعالیٰ اللہ کے سوا کسی ہستی کو مافوق الطبعی طور پر نافع مان لینا اس کو کائنات میں متصرف اور مدبر تسلیم کر لینا۔

حیات و اتحاد (یگانگت) اور خوف و رجاء اس عقیدہ کے بالکل قدرتی اور طبعی نتائج و لوازم ہیں یہ دعاء استعانت اور خضوع (جو عبودیت کی حقیقت ہے) اس کے لازمی مظاہر ہیں۔

شرک ایک مستقل دین اور ایک مکمل حکومت ہے اس کا دین کا کسی ایک جسم یا دل و دماغ یا ذہن یا ایک ساتھ قائم ہونا ممکن ہے۔ یہ غیر الٰہی دین جسم و عکس اور جسم و ذہن سے دور اتنی ہی دور کیے ہے جتنی دین اللہ تعالیٰ سے دور کار ہے

ومن الناس من يتخذ من دون الله انداداً يحبونهم
كحب الله ۔ (البقرہ ۱۶۵)

"بعض لوگ وہ ہیں جو اللہ کے سوا اوروں کو بناتے ہیں ان کی
محبت ایسی رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ کی"

قالوا نعبد اصناما فنظل لها عاكفين ۝ اذ تدعون ام يسمعونكم او ينفعونكم او يضرون
(الشعراء ۷۰ تا ۷۳)

"مشرکین نے کہا کہ ہم بتوں کی پوجا کرتے ہیں جو ہم کو

(معبودوں کو) سارے جہاں کے پروردگار کے برابر کرتے

تھے۔

اس لئے جب تک زمین سے شرک کی تمام جڑیں اور اس کی باریک سے باریک رگیں بھی اکھاڑ نہ دی جائیں اس وقت تک دین اللہ کا پودا لگ نہیں سکتا۔ اس لئے کہ یہ پودا بھی زمین میں جڑ نہیں پکڑتا جس زمین میں کسی اور درخت کی کوئی جڑ ہو یا کوئی اور تخم ہو۔ اس کی شاخیں اسی وقت آسمان سے باتیں کرتی ہیں اور درخت اسی وقت پھلتا پھولتا ہے جب اس کی جڑ گہری اور مضبوط ہو۔

الم تر کیف ضرب اللہ مثلاً کلمۃً طیبۃً کشجرۃٍ طیبۃٍ اصلھا ثابتٌ وفرعھا فی السماء ○ تؤتی اکلھا کل حین باذن ربھا ۔ (ابراہیم ۲۴-۲۵)

"تم نے دیکھا اللہ نے کیسی ایک مثال بیان کی ہے پاکیزہ بات (کلمہ طیبہ وغیرہ) ایک پاکیزہ درخت کی طرح ہے اس کی جڑ مضبوط ہے اور شاخیں آسمان میں ہیں اپنا پھل لاتا ہے ہر وقت اپنے رب کے حکم سے۔"

یہ درخت کسی دوسرے درخت کے سایہ میں بڑھ نہیں سکتا۔ یہ جہاں رہے گا تنہا رہے گا۔ اس کی طبعی نشوونما کے لئے لامتناہی فضا چاہئے۔

الا للہ الدین الخالص (زمر ۳)

"یاد رکھو اللہ ہی کی تنہا بندگی ہے۔"

جاہلیت کی عداوت

پس جو لوگ دین اللہ کی فطرت اور اس کے مزاج سے واقف ہوتے ہیں وہ اس کو کسی

جگہ قائم کرنے کے لئے زمین کو اوپر سے نیچے تک صاف اور ہموار کرتے ہیں۔ وہ شرک اور جاہلیت کی جڑیں اور رگیں چن چن کر نکالتے ہیں اور ان کا ایک بیج بھی باقی نہیں رہنے دیتے اور چاہے ان کو اس کام میں کتنی ہی دیر لگے اور کتنی ہی زحمت اٹھانی پڑے اور چاہے ان کی دن رات کی اس کوشش اور عمر بھر کی اس جدوجہد کا حاصل حضرت نوح کی طرح چند نفوس سے زیادہ نہ ہو۔ اور چاہے بعض پیغمبروں کی طرح ان کی ساری زندگی کا سرمایہ صرف ایک شخص ہو۔ لیکن وہ اس نتیجہ پر قانع اور اس کامیابی پر مسرور ہوتے ہیں اور نتیجہ کے حصول میں کبھی مایوسی اور بے صبری سے کام نہیں لیتے۔

کفر یعنی اللہ کے دین اور اس کی شریعت کا انکار، اس کی حکومت سے بغاوت اور اس کے احکام سے سرتابی ہے خواہ کسی طریقہ اور علامت سے ظاہر ہو۔

اس میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو اللہ اور رسول کے احکام میں سے کسی حکم کو بھی یہ جان لینے کے بعد کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کا حکم ہے نہیں مانتے یا زبان سے تو انکار نہیں کرتے مگر جان بوجھ کر اس کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ ایسے لوگ خود دوسرے احکام کے پابند ہوں یا اس سے عاری ہوں۔

اللہ تعالیٰ یہودیوں کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

أَفَتُؤْمِنُونَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُونَ بِبَعْضٍ ۚ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ ۗ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ (البقرہ ۲ ۸۵)

"کیا کتاب الٰہی کے ایک حصہ کو مانتے ہو دوسرے حصے کو نہیں مانتے تو اس کی کیا سزا ہے جو تم میں سے یہ کام کرتا ہے سوائے دنیا کی زندگی میں رسوائی کے اور قیامت کے دن وہ پہنچائے جائیں گے سخت سے سخت

عذاب میں اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حال سے بے خبر نہیں۔"

صرف اللہ تعالیٰ کی خداوندی اور حاکمیت کے قرار سے طبعی طور پر خداوندی اور حاکمیت کے تمام علمبرداروں کی خدائی اور حاکمیت کا انکار ہو جاتا ہے۔ لیکن جو اشخاص خدا مداری یا ظلم کی خداوندی اور حاکمیت کا صاف صاف انکار کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے یا دوسرے الفاظ میں اس فکر کی طرف متوجہ نہیں ہوتے لیکن دوسرے قبلوں کی طرف ان سے پیٹھ بھی نہیں کی جاتی۔ جس الٰہی کے مقابلے میں وہ نظام حاکمیت قائم اور شریعت لائی ہے مقابلے میں جو قوتیں ناقد ہیں ان سے منحرف نہیں ہو جاتا۔ وہ بھی کبھی ان پر بھی عمل کر لیتے ہیں اور بوقت ضرورت ان کی طرف رجوع کر لیتے ہیں، وہ درحقیقت اسلام میں داخل نہیں ہوئے۔

ایمان باللہ کے لئے کفر بالطاغوت ضروری ہے اور اللہ نے اس کو ایمان پر مقدم کیا ہے

فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ ۔ البقرہ ۲۵۶

"جو سرکشی کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے اس نے مضبوط حلقہ پکڑ لیا۔"

اس لئے قرآن نے ایسے اشخاص کا بھی یہاں تحول میں لیا جو غیر الٰہی قوتوں اور ان کے مرکزوں کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ان کو اپنا حاکم و قاضی بناتے ہیں

الم تر الی الذین یزعمون انہم اٰمنوا بما انزل الیک

(یہ آیت بروایت قتادہ اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی جو اللہ کے سوا کسی اور کو حاکم مطلق مانتا ہو۔ اسی طاغوت عبادۃ من کان یعبد من دون اللہ (ابن ابی حاتم، ابن جریر، اصبہانی)

(حوالہ: شیطان ہر اس شخص کو اپنا دوست بنا لیتا ہے جو اس کی اطاعت کا طوق گلے میں ڈال لے۔ ۱۲)

وسلم [illegible] من فضلك يرشدون ان يتخذ كفروا الى
الطاغوت وقد امروا ان يكفروا به ويريد الشيطان ان
يضلهم ضلالا بعيدا ۝ والسلام [illegible]

[illegible] ہیں کہ وہ اس پر
ایمان [illegible] اپنے پہلے ناراضگی چکے ہیں کہ
جن [illegible] کا حکم ہو چکا ہے [illegible]
[illegible] چاہتے ہیں کہ ان کو راہ کر دے جا
[illegible]

[illegible] شخص نے [illegible] جو سلطانوں کے [illegible] آجائے۔
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

ہے کہ "انتصر اخاک ظالما او مظلوما" "اپنے بھائی کی ہر حال میں مدد کر خواہ وہ ظالم ہو خواہ مظلوم"۔

اس سے زیادہ نازک بات یہ ہے کہ اسلام کو اختیار کر لینے کے بعد بھی، مسلمان کہلانے کے باوجود بھی حسن و قبح کا معیار وہی ہے جو جاہلیت میں ہوتا ہے۔ اشیاء کی قیمت وہی ہے جو جاہلیت نے قائم کر رکھی ہے۔ رحمدلی کی انہیں قدروں اور انہیں معیاروں کی وقعت ہے جو جاہلیت تسلیم کرتی ہے۔

اسلام کی صحت کی دلیل یہ ہے کہ کفر اور اس کے پورے ڈھانچے، اس کے تمام متعلقات، اس کی تمام خصوصیات اور شعائر سے نفرت پیدا ہو جائے اور اس کی طرف واپسی اور اس میں پلٹ جانے کے تصور سے آدمی تو تکلیف ہو۔ ایمان کی پختگی یہ ہے کہ وہ کفر کے کسی ادنیٰ سے ادنیٰ کام کے مقابلے میں موت کو ترجیح دینا پسند کرتا ہو۔

بخاری کی روایت ہے

ثلث من کن فیہ وجد حلاوۃ الایمان ان یکون اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواھما وان یحب المرء لا یحبہ الا للہ وان یکرہ ان یعود فی الکفر کما یکرہ ان یقذف فی النار

"جس شخص میں تین باتیں ہوں گی اس کو ایمان کی حلاوت نصیب ہوگی ایک یہ کہ اللہ اور اس کا رسول اس کے ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں۔ دوسرے یہ کہ کسی دوسرے انسان سے صرف اللہ ہی کے لئے محبت ہو۔ تیسرے یہ کہ کفر میں جانا اس کے لئے اتنا ناگوار ہو جتنا آگ میں ڈال جانا"

صحابہ کرام کی کیفیت یہی تھی ان کے اپنے زمانہ سابق (جاہلیت) سے بڑھ کر کوئی

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ
وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ
أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلٰكِنْ لَا يَشْعُرُونَ

[illegible]

تھجدون○ (الاعراف ۷: ۱۴۲)

"بلکہ تم ایسے لوگ ہو جو جہالت برتتے ہو"

اس کے بعد وہ اپنے بیٹے کو لے کر اپنی خواہش کے مطابق چل دیا۔

قال یا بنیہ لا تقصص رؤیاک علی اخوتک فیکیدوا لک کیدا (یوسف ۱۲: ۵)

"اس نے کہا اے بیٹے اپنا خواب اپنے بھائیوں سے نہ بیان کرنا ورنہ وہ تیرے خلاف کوئی چال چلیں گے"

اس نے اپنے بیٹے کو اپنے بھائیوں کے پاس بھیجا۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ

[illegible] اور جو لوگ لغو سے اعراض کرنے والے ہیں

(المؤمنون ۲۳/۳)

یہ بھی اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کی ایک صفت ہے کہ وہ لغو سے اعراض کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ اپنے نیک بندوں کی صفت یہ بیان فرمائی ہے:

وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا

اور جب ان سے جاہل لوگ بات کرتے ہیں تو وہ سلام کہتے ہیں

(الفرقان ۲۵/۶۳)

یہ

یہ بات بہت اچھی ہے کہ [illegible] کی زبان سے نکلی ہوئی [illegible] ہے [illegible] اور عام [illegible] کا [illegible] کتاب [illegible] [illegible] [illegible]

مخالف شریعت رسوم و عادات، اطوار و آداب اور سیاسی نسبت و جدیدات خواہ وہ قدیم ہوں یا جدید، عائلی ہوں یا عامی۔

کفر ایک سلبی (منفی) چیز نہیں ہے بلکہ ایک ایجابی اور مثبت چیز بھی ہے۔ وہ صرف دین اللہ کے انکار کا نام نہیں ہے بلکہ وہ ایک مذہبی و اخلاقی نظام اور مستقل دین ہے جس میں اپنے فرائض، واجبات بھی ہیں اور محرمات و محرمات بھی۔ اس لئے یہ دونوں دین ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے اور ایک انسان ایک وقت میں اس دونوں مذاہب کا وفادار پیرو نہیں ہو سکتا۔

جہاں کہیں اسلام اور کفر کی پوری جنگ کی کرتے ہیں اور کفر کے ساتھ کسی بھی مصالحت کے روادار نہیں ہوتے کفر کے پہچان لینے کا بھی ان کو بڑا ملکہ ہوتا ہے اور اس بارے میں ان کی نگاہ بڑی دور رس اور باریک بین ہوتی ہے اور فقہاء اس کو اس بارے میں پوری حکمت اور عزیمت سکھاتا ہے۔ ان کی عمدہ اور فراست اور بصیرت پر حیرت کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

دین کی حفاظت اس کے بغیر ممکن نہیں کہ کفر اور اس کی جو صورتیں انہوں نے قائم کر لی ہیں ان کو ان کے خوشنما لباس میں دیکھ لیا جائے تب ان کی مخالفت کی جائے اس میں ادنیٰ سی غلطی اور دانستہ یا نادانستہ سمجھوتہ کر لینے کی گنجائش ہوتی ہے کہ جس سے دین و ایمان کے لئے بہت سے خطرات پیدا ہو جائیں۔

علمائے اسلام سے بڑھ کر حقیقت کو اس بارے میں کون جانتا ہے اور عزیمت کو کون سمجھتا ہے۔ وہ کفر کا ایک ایک نشان بتاتے ہیں اور جاہلیت کا ایک ایک دائرہ بتاتے ہیں۔ کفر کا اور اس کے ان کی جس عوام سے بہت بڑی ہوتی ہے۔ کفر جس لباس اور جس صورت میں ظاہر ہوتا ہے اس کو پہچان لیتے ہیں اور اس کی مخالفت پر کمر بستہ ہو جاتے ہیں

[illegible]

[illegible] کرتے ہیں

[illegible]

[illegible] کو [illegible] ہیں [illegible] [illegible] [illegible]

شریعت ۔۔۔ پیدا ہوجاتی ہے اور اس طرح شریعت الٰہی کی روح جاری و ساری ۔۔۔ قائم و برقرار رہتی ہے۔

اس شریعت کی مثال ایک ہے جس کے ذریعہ وہ جماعت اور اس کی مستقبل میں ۔۔۔ خلص اور مخلص قوم اللہ کی شریعت کے احکام سے ہدایت پاتی ہے۔

بدعت سے پہلے اس حقیقت کو ذہن نشین کرنا ضروری ہے کہ تشریع (قانون سازی) اللہ کا حق ہے کسی چیز کو قانونی حیثیت دینے اس کی پابندی ضروری قرار دینے کا منصب صرف شارع (اللہ) کا ہے انسانی دماغوں میں سازی اس منصب کے خلاف بغاوت ہے کسی ۔۔۔ دماغوں میں سازی کو قرآن "طاغوت" کہتا ہے۔

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاکَمُوْٓا اِلَی الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ یَّکْفُرُوْا بِهٖ

(النساء ۶۰)

کسی ۔۔۔ کو اپنے ۔۔۔ قرار دینا اس کو کسی خاص شکل اختیار کرنا ۔۔۔ قانونی حیثیت دینا ۔۔۔ کا اختیار صرف اللہ کو ہے۔ قرآن کی ۔۔۔ باتوں سے کئی ۔۔۔ ہیں ۔۔۔ شریعت سازی میں اور قرآن ۔۔۔ دین شرع قرار دینے کی کا کام ہے

شَرَعَ لَکُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا وَصّٰی بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ

(الشوریٰ ۱۳)

نوٹ ۔۔۔ ۔۔۔ دین کو مقرر کیا جس کا حکم ۔۔۔ دیا،
جس کا ۔۔۔ ہم نے آپ کی طرف بھیجا۔

اس آیت سے یہ بات صاف ہے کہ دین کے احکام کا کام ۔۔۔ اور منتقل ہوتا جاتا ہے ۔۔۔ اس شریعت کی

[illegible] سر کا [illegible] سو عد الیھم من الدین ما لم یاذن اللہ

[illegible]

[illegible] یجاہد [illegible] سے [illegible] یا [illegible]
بنایا جس [illegible] سے [illegible] تھا

[illegible] سے [illegible] یا [illegible] اس کی [illegible]

وقد لبو عبد بعد وجرت صحبۃ لا یطعمھا لا من
[illegible] سرعتھم، اتعلۃ خب طھورھا وانعاد لا
یذکرون اسم اللہ علیھا [illegible] سیجزیھم بما
کانوا یفترون ○

[illegible]

[illegible] انہوں نے [illegible] یہ [illegible] ہوئے [illegible] ف
[illegible] ہیں [illegible] چاہیں اپنے [illegible] سے [illegible]
[illegible] ہیں [illegible] پیچھے [illegible] ہے [illegible] سے
[illegible] پر [illegible] ہیں [illegible] ہوئے [illegible] سے [illegible]
[illegible]

وناشر ما فی بطون ھذہ الانعام خالصۃ لذکورنا
ومحرم علی ازواجنا وان یکن میتۃ فھم فیہ شرکاء
سیجزیھم وصفھم انہ حکیم علیم

[illegible]

[illegible] سے [illegible] یشاں نے [illegible] ہیں
[illegible] سے [illegible] ہیں [illegible] سے [illegible] ہیں

[illegible] ہے [illegible] اور اگر مرد ہوں تو [illegible] ہیں۔ [illegible] کی [illegible] بتائے [illegible] ہے [illegible] اور [illegible]

عرب کے ان شریعت سازوں کا یہ جرم تھا کہ قرآن "فتویٰ" کہتا ہے یہ تھا؟ ہی کہ انھوں نے بلا کسی آسمانی کتاب اور سند کے محض اپنے اخلاق سے اور اصطلاح سے کسی چیز کو طیب کہنے سے حلال اور دوسرے کو خبیث حرام کر دیا، اور اس کے لئے اپنے قیاس سے احکام اور اصول و ضوابط مقرر کئے جس کو کوئی آسمانی سند حاصل تھی اور نہ خدا کی پیدا کی ہوئی دوسری چیزوں سے کوئی حسی تجربہ ہوں ان شعور اور حکمت الٰہی کی ہوئی ہے کہ اگر دین اس کے خلاف کرے تو جہالت گنوار کہا جائے اور ملزم ٹھہرے

یہودیوں اور عیسائیوں کا یہی جرم قرآن نے بیان کیا ہے

اتخذوا احبارھم ورھبانھم ارباباً من دون اللہ

(۹:۳۱)

"انہوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو اللہ کو چھوڑ کر خدا بنا لیا"

چنانچہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عدی بن حاتم کے سامنے اس آیت کی یہی تفسیر کی جیسا کہ علماء و مشائخ نے جس چیز کو اس کے لئے حلال یا حرام قرار دے دیا انھوں نے بے چون و چرا اس کو مان لیا اور ان کو معبود شارع قرار دے دیا۔

درحقیقت تحلیل و تحریم میں اور کسی چیز کو داخل شرع کرنے میں وہی قدر و منزلت ہے جو کسی عدالت میں کسی مقدمہ کے فیصلہ کے ساتھ قانون کی دفعہ کی ہوتی ہے جس کو اصول قانون میں حکم شرعی کہتے ہیں۔ یہ حکم شرعی کی حقیقت ہے اور اسی پر دلالت کرتی ہے وہ یہ ہے کہ شریعت مکمل ہو چکی

ے اس کا حصہ ہوتا ہے اس کی دلیل وہ یہ ہے کہ قرآن کی تعلیمات کے لئے جتنے عمل شرعی ہیں ان کو اللہ نے اپنے رسول کے ذریعہ سے واضح کرنے کی ذمہ داری لی ہے اور اپنے رسول کی طرف منسوب کرنے کا وعدہ فرمایا ہے

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

سورۃ ۵ آیت ۳

"آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنا انعام پورا کر دیا ہے اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا ہے"

نبی علیہ السلام نے فرمایا

من احدث فی الاسلام بدعۃ او اٰوی محدثا فقد رغم ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم خان الرسالۃ قال اللہ سبحانہ یقول

الیوم اکملت لکم دینکم فما لم یکن یومئذ دینا فلا یکون الیوم دینا

جس نے اسلام میں کوئی بدعت پیدا کی یا ایسے شخص کو پناہ دی جو بدعت پیدا کرتا ہے تو اس نے اس بات کا انکار کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے (معاذ اللہ) رسالت میں خیانت کی ہے اللہ سبحانہ نے فرمایا ہے آج میں نے تمہارے لئے دین مکمل کر دیا ہے جو چیز اس دن دین نہیں تھی وہ آج بھی دین نہیں ہو گی

[illegible] ان کی خصوصیت [illegible] اس کا مطلب [illegible] ہے
[illegible] اللہ تعالیٰ کی [illegible] کی فطری کمزوری [illegible]
[illegible] کے مختلف [illegible] کا پورا نظام [illegible] کے ساتھ وقف [illegible]
[illegible] ہیں] [illegible] ان کی نظر [illegible] شفقت [illegible] پر [illegible]
[illegible] کے [illegible] اور [illegible] شریعت [illegible] کی [illegible]
[illegible] کی [illegible] کا [illegible] کی [illegible] کا [illegible]
[illegible] کے لئے [illegible] کا [illegible] اس کا [illegible]

لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا (بقرہ ۲: ۲۸۶)

اللہ کسی کو اس کی گنجائش سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا

ھو اللہ الذی خلقکم من ضعف ثم جعل من بعد ضعف قوۃ ثم جعل من بعد قوۃ ضعفا و شیبۃ

(روم ۳۰: ۵۴)

اللہ وہ ہے جس نے تم کو کمزوری کی حالت میں پیدا کیا پھر کمزوری کے بعد طاقت دی پھر طاقت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا

وما جعل علیکم فی الدین من حرج

(الحج ۲۲: ۷۸)

تم پر اللہ نے دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا

لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤوف رحیم

(توبہ ۹: ۱۲۸)

تمہارے پاس تمہیں میں سے ایک رسول آیا جس پر تمہارا

"تکلیف شاق ہے تمہاری ہی کہ بڑی فکر ہے ایمان والوں پر
رہا ہے شفیق و مہربان ہے"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شریعت کے متعلق فرمایا:

بعثت بالحنیفة السمحة ان هذا الدین یسر

"مجھے نہایت سیدھے سادے آسان دین کے ساتھ بھیجا گیا
بے شک یہ دین آسان ہے"

سہولت کی شدت کا یہ تخیل تھا کہ فرمایا "لولا ان اشق علی امتی لامرتهم بالسواک عند کل صلوة" اگر مجھے اپنی امت کی تکلیف کا خیال نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے وقت مسواک کرنا فرض قرار دے دیتا۔

لیکن دین کی یہ سہولت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بات کی ضمانت اسی وقت تک ہے جب تک کہ اللہ شارع ہے اور شریعت اسی کی ہے لیکن جب انسان شارع بن جائے اور وہ شریعت کی میں مداخلت اور اصلاح و ترمیم کرنے لگے پھر دین کی یہ سہولت باقی نہیں رہ سکتی، کیونکہ انسان کا علم محیط نہیں ہے، وہ مختلف انسانوں کی ضروریات مصالح اور زمان و مکان کے اختلاف کا احاطہ نہیں کر سکتا ہے، اس لئے اپنے ساختہ پرداختہ شریعت سے جو احکام اور اس کے رسوم کو دے گا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو دین خالص ہونے کی صورت میں ہر فرد بشر کے لئے قابل عمل اور بالکل سہل ہوتا ہے وہ ان بدعات کی آمیزشوں اور رفتہ رفتہ اضافوں کے بعد اس قدر دشوار پیچیدہ اور طویل ہو جاتا ہے کہ اس پر پورے طور پر عمل کرنا خود ناممکن ہوتا چلا جاتا ہے۔

دنیا کے مذاہب کی تاریخ پر اگر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ ہر مذہب کی مشروعات میں اس کے بانی مذہب کا نام ان تمام بدعات

کے بعد ہو۔ جس کی پابندی ایک متوسط درجے کے انسان کے لئے تقریباً ناممکن ہو گئی تھی اور آدمی اس کا بندۂ بے دام نہیں رہ سکتا تھا۔ قرون وسطیٰ میں بھی علم و عقل کی بعض کلیسا کے اسی غیر فطری نظام کے خلاف تھی جس سے اصل مسیحیت دور دور کا بھی نہ تھی۔

یہ نکتہ بھی قابل لحاظ ہے کہ دین اور شریعت کی ایک خصوصیت ان کی یکسانیت ہے۔ یکسانیت دونوں کے لحاظ سے بھی ہے اور مکانوں کے لحاظ سے بھی۔ اللہ کی ذات تمام عالمین کی "رب المشرقین و المغربین" ہے۔ وہاں مکان کی حد بندی قیود سے بالاتر ہے اس لئے شریعت میں کامل یکسانی پائی جاتی ہے اس کی آخری شریعت جس کی تکمیل آخری پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی ہے۔ آفتاب کی طرح سب کے لئے ایک اور ماں کی طرح سب کے لئے یکساں ہے۔

اس کی مثال جو قرون اولیٰ میں تھی وہی مثال چودھویں صدی ہجری میں بھی ہے وہ جیسی اور جس طرح مشرق والوں کے لئے ہے ویسی ہی اور اسی طرح مغرب والوں کے لئے بھی۔ جو احکام عبادت کے جو اصول، تقرب الی اللہ کی جو تعلیمیں مثلاً اہل عرب کے لئے تھیں وہی اہل ہندوستان کے لئے بھی۔

اسی لئے امریکہ کے کسی حصہ کا کوئی مسلمان، شدھ کیا ہوا دوسرے حصہ میں چلا جائے اور اس کو فوراً اپنے اسلامی بھائیوں کے درمیان اور مسجد میں عبادت کرنے میں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی۔ اس کے لئے کسی رہنمائی، ہدایت یا سفارش کی ضرورت ہوگی۔ اس کو اپنی حیثیت سے کوئی اجنبیت اور غربت محسوس نہیں ہوگی علاوہ متقدی ہونے کے کہ وہ اگر صاحب علم ہے تو جمعہ کی امامت کر سکتا ہے اور ہر جمعہ کو دے سکتا ہے۔

لیکن عبادات کا یہ ساختہ نہیں جس میں یکسانی اور وحدت نہیں ہوتی ان میں رسوم

وہ مکان ناپ تو ہوتا ہے، دیوار کے مقامی رنگ اور مٹی وہ شہری نکسال سے ڈھل کر نکلتی ہیں اور خاص تاریخی وقت کی اسباب اور ماحول میں بنتی ہیں۔ ان کو تمام عالم اسلام میں رواج نہیں دیا جا سکتا۔ یہ بات کے تمام مسلمانوں کو ان کا علم ہونا ضروری ہے علم ہونے کے بعد ضروری نہیں کہ وہ سب ان پر عمل کریں۔

اس کے ساتھ ساتھ ان بدعات مصری مدعات سے مختلف ہیں اور ایران، شام کی بدعات میں کوئی اشتراک نہیں۔ ملکوں کے بعد بعض اوقات شہر شہر کی بدعات مختلف ہوتی ہیں۔ ایک شہر کے مسلمانوں کو دوسرے شہر کی مخصوص بدعات کا علم نہیں ہوتا۔ یہ بات بڑھتے بڑھتے محلوں اور گھروں تک پہنچ گئی ہے اور گھر گھر کا دین مختلف ہو سکتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تمام دوسری شریعتوں اور مذاہب کا عبرتناک انجام تھا۔ یہودیت اور عیسائیت کی صحیح سمت اور تحریف شکل موجود تھی۔ اس لئے آپ نے شریعت اسلامی کو اپنی حقیقی شکل میں قائم رکھنے کی پوری کوشش فرمائی اور اس کے لئے تمام احتیاطی تدابیر اختیار کیں۔

آپ نے اپنے جانشین صحابہ کرام کو بدعات سے بچنے اور سنت کی حفاظت کی بڑی تاکید فرمائی۔ آپ کے بعد آپ کے جانشین صحابہ کرام نے اس وصیت کی پوری تعمیل کی اور بدعات کے بارے میں بڑی سخت گیری اور کمزوری سے کام لیا۔

صحابہ کرام کے بعد تابعین اور تبع تابعین نے اسی طریقہ کو اختیار کیا اور ایسی عزیمت، استقامت کا ثبوت دیا جو اسلام کے ہر دور میں اہل حق کے شایان شان رہا ہے۔ انہوں نے ہمیشہ اپنے زمانہ کی بدعت کی سختی سے مخالفت کی۔ مفسدین کا سختی سے مقابلہ کیا۔ اسلام کے معاشرہ اور دینی جماعتوں میں اس بدعت کو قبول اور ان کے علمبرداروں کو وقت اور باوقار بننے سے روکنے کی کوشش کی اور اہل علم کی نگاہوں سے ہمیشہ کے لئے گر

(۱)

علم کا مقام اور اہلِ علم کی ذمہ داریاں

[illegible]

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین
امابعد! قال اللہ تعالیٰ الرحمٰن علم القرآن خلق الانسان علمہ البیان
اقرأ باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اور جس نے تاریخ انسانی ہی نہیں بلکہ تقدیر انسانی پر ایسا گہرا اور دوراثر ڈالا ہے، جس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی، اور جس کا آلۂ نوع بالقلم سے حاصل تعلق ہے، جس علم و تہذیب، اور تحقیق و تصنیف کی اساس ہے اور جس کے بغیر یہ عظیم الشان گاہیں وجود میں آتیں اور نہ یہ وسیع کتب خانے جس سے دنیا کی زینت اور زندگی کی قدر و قیمت ہے میری مراد جبل حرا کے دامن سے جو ۱۲ ربیع الاول ۱۱ ق ھ کے لگ بھگ نبی عربی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر مکہ کے قریب غار حرا میں نازل ہوئی تھی، کے الفاظ یہ تھے

اقرا باسم ربک الذی خلق ○ خلق الانسان من علق ○ اقرا وربک الاکرم ○ الذی علم بالقلم ○ علم الانسان ما لم یعلم ○

(سورۃ العلق آیت ۱ تا ۵)

"(اے محمد) اپنے پروردگار کا نام لے کر پڑھو جس نے پیدا کیا جس نے انسان کو خون کی پھٹکی سے بنایا پڑھو اور تمہارا پروردگار بڑا کریم ہے، جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا، انسان کو وہ باتیں سکھائیں جس کا اس کو علم نہ تھا"

خالق کائنات نے اپنی وحی کی اس پہلی قسط اور یاد داشت رحمت کے اس پہلے تحفے میں بھی اس حقیقت سے اعلان کو موخر رکھنا مناسب نہیں فرمایا کہ علم کی قسمت سے وابستہ ہے عالم کی اس تہہ میں جہاں ایک نبی امی کی طرف سے دنیا کی ہدایت کے لئے پیغام آیا تھا اور جس کا یہ حال تھا کہ اس نے قلم کو حرکت دینا خود بھی نہیں سیکھا تھا، قلم کے فن سے کلیتہً بے بہرہ تھا کہ دنیا کی تاریخ میں اس کی نظیر کہیں مل سکتی ہے؟ اور اس بیسوی کا تصور بھی ہو سکتا ہے کہ نبی امی پر یہ امت امی اور ایک ناخواندہ ملک کے درمیان (جہاں بیاست اور دانش گاہیں تو دور کی چیزیں ہیں حرف شناسی بھی عام نہیں تھی) پہلی وحی

علم کی ابتداء کہاں سے ہونی چاہئے

یہ ایک انقلاب انگیز دعوت تھی کہ علم کا سفر خدائے حکیم و علیم کی رہنمائی میں شروع کیا جانا چاہئے اس لئے کہ یہ سفر بہت طویل پر پیچ اور بہت پر خطر ہے۔ یہاں وہ پہاڑ ہے تو قدم قدم پر مہیب و عمیق گھاٹیاں ہیں، گہرے دریا ہیں، قدم قدم پر سانپ اور بچھو ہیں، اس لئے اس میں ایک رہبر کامل کی رفاقت ہونی چاہیے اور وہ رہبر کامل حقیقتاً خدائی ذات ہے۔ مجرد علم و ادب نہیں، وہ علم مقصود نہیں جو ناں بوٹے بنانے کا نام ہے، جو محض کھلونوں سے کھیلنے کا نام ہے وہ علم نہیں جو محض دل بہلانے کا نام ہے، وہ علم نہیں جو ایک کو دوسرے سے لڑنے کا نام ہے وہ علم نہیں جو قوموں کو قوموں سے ٹکرانے کا نام ہے، وہ علم نہیں جو اپنے معدہ کی حمق کو بھرنے کا ذریعہ سکھانے کا نام ہے وہ علم نہیں جو یاں کو صرف استعمال کرنا سکھاتا ہے، بلکہ "اقرأ باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقرأ وربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم"

پڑھو تمہارا رب بڑا کریم ہے، وہ تمہاری ضرورتوں سے تمہاری کمزوریوں سے کیسے ناآشنا ہو سکتا ہے "اقرأ وربک الاکرم الذی علم بالقلم" آپ خیال کیجئے کہ قلم کا رتبہ اس سے زیادہ کس نے بڑھایا ہوگا کہ اس غار حرا کی پہلی وحی نے بھی قلم کو فراموش نہیں کیا وہ قلم جو شاید دھونڈے سے بھی مکہ میں کسی گھر میں نہ ملتا اگر آپ اسے تلاش کرنے کے لئے نکلتے تو شاید معلوم نہیں کسی دوست بن نوفل[1] کے یا کسی "کاتب"[2] کے جو دیار قلم سے پوچھ کچھ کر پڑھنا سیکھ کر آیا ہو گھر میں ملتا۔

---

[1] عہد جاہلیت کے ایک عرب عالم جو توراۃ و انجیل کے بڑے عالم تھے اور عبرانی زبان سے خوب واقف تھے یا عرب میں پڑھے لکھے آدمی کو کاتب کہتے تھے

اور کچھ ایک بہت بڑی انقلاب انگیز اور لاثانی حقیقت بیان کی کہ علم کی روشنی انتہا نہیں "علم الانسان مالم یعلم" انسان کو سکھایا جس کا اس کو پہلے سے علم نہ تھا۔ ہاں لیا ہے لیکن لوحی کیا ہے؟ انسان چاند پر جا رہا ہے، ملائکہ ہم نے طے کر لیا ہے۔ یا کی طشتیں گھنٹی ہیں، یہ سب "علم الانسان مالم یعلم" کا کرشمہ نہیں تو کیا ہے؟

حضرات! اجازت دیجئے کہ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر دارالعلم کے ایک مسافر کی حیثیت سے کچھ شعور سے چند تجربے پیش کروں۔

جامعات کا پہلا کام سیرت سازی ہے یونیورسٹی ایسے کیریکٹر بنائے جو اپنے ضمیر کو بقول قبال ایک کعبہ ہو کے بدلے میں بیچنے کیلئے تیار نہ ہو، آج کل فلسفہ اور نفسیات کہتے ہیں کہ اس بازار میں سب کی قیمت مقرر ہے، ہوئی اگر کم قیمت پر نہیں خریدا جا سکتا تو زیادہ قیمت پر خرید لیا جائے گا؟ ایک جامعہ کی حقیقی کامیابی یہ ہے کہ وہ سیرت سازی کا کام کرے، وہ ایسے صاحب علم افراد پیدا کرے جو اپنے ضمیر کا سودا نہ کر سکیں، جن کو دنیا کی کوئی طاقت، کوئی تخریبی فلسفہ کوئی ملحدانہ تحریک کسی دام خرید نہ سکے، جو اقبال کے الفاظ میں پورے اعتماد و فخر کے ساتھ کہہ سکیں۔

گرم ہیرا کہ ہے جوہر نہیں میں
غلام طغرل و سنجر نہیں میں
جہاں بینی مری فطرت ہے لیکن
کسی جمشید کا ساغر نہیں میں

دوسرا فرض یہ ہے کہ ہماری جامعات سے ایسے نوجوان نکلیں جو اپنی زندگیاں حق و صداقت اور علم و ہدایت کیلئے قربان کرنے کے لئے تیار ہوں جن کو کسی کے لئے بھوکا رہنے میں دلی مسرت آئے جو کسی کو پیٹ بھر کر کھانے اور "نائے ہوش" میں آتی ہے، جن کو کھونے میں وہ مسرت حاصل ہو جو بعض اوقات کسی کو پانے میں نہیں ہوتی، جو نئی جوانی

کی بہترین توانائیاں، قوم کی بہترین صلاحیتیں اور اپنے جامعہ کا بہترین عطیہ جس سے اس کی جھولی بھر دی گئی ہے۔ انسانیت کو تباہی سے بچانے کے لئے صرف کر دے۔

دانش گاہوں کو یہ بھی چاہئے کہ وہ اعلیٰ صلاحیت کے لوگ کتنی تعداد میں پیدا کر رہے ہیں؟ میں معافی چاہتا ہوں کہ اب کسی ملک کی یہ تعریف نہیں کہ وہاں بڑی تعداد میں یونیورسٹیاں ہیں، یہ کوتاہ نظری اب بہت پرانی ہو گئی ہے۔ سوال یہ ہے کہ علم کے شوق میں جستجو کی راہ میں علم، اخلاق کے پھیلانے، اور برائیوں، بداخلاقیوں، سفاکی، دہشت گردی دولت، وقوت کی پرستش کو روکنے کے لئے کتنے آدمی اپنی زندگیاں وقف کرتے ہیں، اپنی قوم کو صاحب شعور مہذب اور باضمیر انسان بنانے کے لئے کتنی تعداد میں نوجوان موجود ہیں، جو اپنی ذاتی سربلندی اور ترقی سے آنکھیں بند کر کے اس مقصد کے لئے اپنے کو وقف کرتے ہیں۔ اصل معیار یہ ہے کہ کتنے نوجوان ایسے ہیں جو دنیا کی تمام آسائشوں اور رنگوں سے آنکھیں بند کر کے کسی گوشے میں خلوص، علمی و تعمیری کام کر رہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ادب، شاعری، فنون لطیفہ، حکمت و فلسفہ، تصنیف و تالیف سب کا مقصد یہ ہے کہ ملک و ملت میں ایک نئی زندگی اور روح پیدا ہو اور وہ سراب کی جھوٹی اور شعلہ کی بھڑک نہ ہو۔ میں اس وقت ترجمان حقیقت ڈاکٹر محمد اقبال کے یہ شعر پڑھوں گا، جو انھوں نے اگرچہ کسی ادیب، شاعر سے مخاطب ہو کر کہے تھے، لیکن یہ علم و ادب، فلسفہ، حکمت سب پر صادق آتے ہیں۔

اے اہل نظر ذوق نظر خوب ہے لیکن
جو شے کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا
مقصد ہنر سوز حیات ہے یہ ایک نفس یا دو نفس مثل شرر کیا

تمہاری عمر کیا ہوگی؟" ملاح نے بتایا، "یہی کوئی چالیس سال" لڑکوں نے کہا "آپ نے اپنی آدھی عمر برباد کی اور کچھ پڑھا لکھا نہیں۔"

ملاح بیچارہ حقیر بن کر رہ گیا، اور چپ سادھوں قدرت کا تماشہ دیکھنے کہ کشتی کچھ ہی دور گئی تھی کہ دریا میں طوفان آ گیا، موجیں منہ پھیلائے ہوئے بڑھ رہی تھیں اور کشتی ہچکولے لے رہی تھی، معلوم ہوتا تھا کہ اب ڈوبی تب ڈوبی دریا کے سفر کا لڑکوں کا پہلا تجربہ تھا، ماں کے لاڈلے خوف زدہ ہو گئے، چہرے پر ہوائیاں اڑنے لگیں، اب حال ملاح کی باری آئی اس نے بڑی سنجیدگی سے مسکرا کر پوچھا "بھیا تم نے کون کون سے علم پڑھے ہیں؟"

لڑکے اس بھولے بھالے جاہل ملاح کا مقصد نہیں سمجھ سکے اور کالج یا مدرسہ میں پڑھے ہوئے علوم کی لمبی فہرست گنانی شروع کر دی، اور جب وہ یہ بھاری بھرکم اور مرعوب کن نام گنا چکے تو اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا، "ٹھیک ہے، یہ سب تو پڑھ لیکن کیا تیرنا بھی سیکھا ہے؟ اگر خدانخواستہ کشتی الٹ جائے تو کنارے کیسے پہنچ سکو گے لڑکوں میں کوئی بھی تیرنا نہیں جانتا تھا، انھوں نے بہت افسوس کے ساتھ جواب دیا۔ "بچا جان! ابھی ایک علم ہم سے رہ گیا ہے، ہم نے نہیں سیکھا ہے۔"

لڑکوں کا جواب سن کر ملاح زور سے ہنسا اور کہا "میاں میں نے تو آدھی عمر کھوئی مگر تم نے پوری عمر ڈبوئی، اس لئے کہ اس طوفان میں تمہارا پڑھا لکھا کام نہ آئے گا، آج میرا ہی علم تمہاری جان بچا سکتی ہے اور وہ تم جانتے ہی نہیں۔"[1]

آج بھی دریائے بڑے بڑے ترقی یافتہ ملکوں میں جو اظہار دریا کی قسمت کے مالک بنے ہوئے ہیں، صورت حال یہی ہے کہ زندگی کا خیمہ گرداب میں ہے، دریا کی موجیں خونخوار بھیڑیوں کی طرح منہ پھیلائے ہوئے بڑھ رہی ہیں، ساحل دور ہے اور خطرہ قریب ہے۔

[1] ماخوذ از "مقصد حیات" مولانا کے بیان حاضرین از مصنف

[illegible] سے [illegible] سب کچھ [illegible] کا [illegible] کا علم نہیں آتا اور [illegible] سب کچھ دیکھ رہے ہیں، کن [illegible] ہاتھوں [illegible] خدا شناس [illegible] [illegible] [illegible] سے [illegible] [illegible] [illegible] کا معارضہ شکایت

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

شریعہ اسلامی [illegible] [illegible] [illegible]

حصولِ بارگاہِ حق کی حقیقی ضرورتیں اور ان کے تقاضوں سے [illegible]
ان کے لیے مناسب ماحول مہیا کرنا، اشتغال و انہماک اور لگن، ان کا حصول علم یافتہ
نسل اور طلبہ کے دلوں میں شوق کی چنگاری سے [illegible] جیسے [illegible]
چلنے والے کاموں کی تکمیل میں [illegible] کامیاب [illegible]
[illegible] جیسے کاموں میں [illegible] اور [illegible] مقاصد کے حصول اور تکمیل کے لئے [illegible]
[illegible] کیے ہیں اور [illegible] کا انتظام [illegible]

آخر میں پیر آپ کی عزت افزائی [illegible] محبت [illegible] کا شکریہ ادا کرتا
ہوں جس کا آپ نے اپنے اس [illegible] میں اظہار فرمایا ہے

والسلام

ماجد بیگ، لاہور، ۱۵ مئی ۱۹۸۵ء

علوم دینیہ کے طلبہ وفضلاء کی کامیابی کی تین لازوال شرطیں

[illegible]

حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ اور پاکستان کے سات کبار کی یاد

[illegible]

[illegible]

اس سے تلمذ کا شرف حاصل ہوا۔ میں نے چھ برس کے بعد دس سال میں پورا کیا۔ ۱۹۵۲ء میں ایک بار پھر عمرے کے لئے گیا تو دوبارہ ان سے کچھ پڑھنے کا موقع ملا۔ الحمد للہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ آج اس سند کی اس بہترین یادگار کو دارالعلوم میں پہنچایا۔

اس وقت پاکستان کو حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، مولانا ظفر احمد عثمانی صاحب، مولانا محمد یوسف بنوری صاحب جیسے راسخ فی العلم والمفکرین علماء کی ضرورت تھی۔ بلکہ ضرورت ہے کہ حالات و مسائل ایسے ہیں کہ اس وقت اس ملک اور اس امت کو حجۃ الاسلام امام محمد غزالی شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور حکیم الاسلام شاہ ولی اللہ کی ضرورت تھی۔ لیکن آج اس پایہ کے علماء دینی زمانہ ہوتے تو کم سے کم ان حضرات کے پایہ کے علماء تو ہوتے جن کو میں نے دیکھا، مگر افسوس کہ اس وقت وہ بھی ہم میں موجود نہیں ہیں۔

انقلاب زمانہ کا شکوہ

یہ حصہ اپنوں میں اس وقت زمانہ طالب علمی میں خطاب کرنا ہوں اس لئے جو کچھ کہوں گا وہ علم کے متعلق کہوں گا اور طلبہ و اساتذہ کے متعلق۔ ان کے فرائض و ذمہ داریوں و حقوق کی مراعات اور نہ کرنے کے نقصان کے متعلق عرض کروں گا۔

آپ کے کان میں بارہا یہ بات پڑی ہوگی کہ زمانہ بدل گیا ہے، دنیا بدل گئی ہے، زمین و آسمان بدل گئے ہیں، سوچنے کے طور طریقے بدل گئے ہیں، اس زمانہ میں علوم دینیہ کی تحصیل میں عمر صرف کرنا، ان میں کمال پیدا کرنا ان کے ناقل اور مجتہد بنیت میں جانا کیا ایسے وقت میں شیدائی اور گرویدہ کا کام کرنا ہے؟

صرف یہی زمانہ نہیں بلکہ ہر زمانہ میں زمانہ کی تبدیلی کا شکوہ کیا گیا ہے آپ کسی زمانہ کے ادب و شاعری کی تاریخ کا مطالعہ کریں، آپ کو ہر جگہ نظر آئے گا کہ یہی رونا رویا گیا ہے کہ زمانہ خراب ہے، علم قدر نہیں، اہل کمال کی قدر نہیں، بے کمال دنیا کے مالک بن رہے ہیں۔ عربی شاعر اور ادب کو دیکھیں تو ابوالعلاء معری رہتے ہوئے

شعر ہے

تطاول لیلک الارض السماء معاھد
وقد حرد الشھب الحصور بحادل
وقال لشھب الشمس انت ضیئۃ
وقال لنا جی للمغیب لوبک حائل
اذا بست القطامی یبلبل صادرٌ
وحیر قفنا بالفھیۃ باقل

آخر میں لبید ہے

فب موت یرد الحیاۃ ذمیمۃ
ویاعس حلی ان دھرک ھا ل

شعر اے موت تیرا آنا ہی اچھا ہے اس لئے کہ بدگو فالوں سے تو نہیں رہا اور نہ تجھ پر قسم کھانے والے کی قسم چل سکتی ہے اور نہ تجھ سے کوئی پناہ مانگ سکتا ہے۔

دوسری طرف حضرت علی اس طرح شکوہ سنج ہیں

یہ پہ خبیب کہ دہ دو قبری غیر
ہ نفاق یا ا نفسہ ، شری غیر

آگے رہا اظہار عاجزی اور بے بسی مقابلہ دشمن کی تصویر اس طرح کھینچتے ہیں

اب نا ں شد مجروح بیچ پالاں
خلق ہر یں ہمہ ا ں حوتی غیر

دوسری طرف اپنے گناہ آپ اپنے حیات اور دوسرے مقامات میں شعر شوب میں نے جس میں شاعر نے اپنے دماغ اور اپنے ملک کی خوب حالی اور اقتصادی برتری پر فخر کیا ہے۔ پڑھ سکتے ہیں۔ اس مطلع میں استعارہ کا ایک ہی معرکانی ہے

چرتے ہیں ہل میں شغل حاصل افسوس ہے
ہے مآل افسوس ہے تجھ پر مآل افسوس ہے

یہ چند اشعار میں جو تجھے اس وقت بزبان بادآ رہے ہیں ایسے اشعار ہیں جو شکوہ شکایت سے بیان کئے جاتے ہیں مگر ان اشعار سے اثر آئیں گے جو تاب سننے کی نہ ہوگی اور شکوہ کا اثر ہوگا۔ اپنی حسب حال کس کے سامنے پیش کی جائے جو مرض یہاں ہیں اصل نظر وہاں ہیں؟ یہ ہے مکان اور ہے سرائے کا دھوکہ کس کے لئے حسن ہے کس کے لئے بلا آپ اپنی جگہ پر خیال کریں گے آپ کے دل میں کیا کیا خون تڑپ رہا ہے؟ آپ اپنی جگہ پر خیال کریں گے آپ کے دل میں کیا کیا خون تڑپ رہا ہے؟

سنن الٰہیہ ناقابل تبدیل ہیں

میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ زمانہ کا انقلاب ایک حقیقت ہے اس سے کوئی انکار نہیں کر سکتا مورخین پہلے زمانہ دیکھتے یا فیروز بخت کا زمانہ تھا، خواص تو خواص اس وقت کے عوام بھی اس زمانہ کے دلدادہ سے بہتر تھے کیونکہ اسلامی تھی، کیونکہ دینی حمیت و غیرت تھی یہ کلام قرآن کا تھا۔ مرد تو مرد عورتوں میں کتاب اللہ اس وقت خلوت و جلوت کا دستور تھا۔ مرد سے دین علم دین سے محبت کا یہ حال تھا کہ عورتیں گھروں میں لیلیٰ بن کر بیٹھ گئیں لیلیٰ میں آپ کو بتاؤں کہ لیلیٰ کا نام کیوں مشہور ہوا؟ لیلیٰ نے تمام مکالمات کے باوجود جو پہلے ہو چکے اور ان تمام انقلابات کے باوجود جو اب ہو رہے ہیں اور ہوں گے اور جن کو کوئی نہیں جانتا اللہ تعالیٰ کی سنن ناقابل تبدیل ہیں اور ان پر ان انقلابات کا کوئی اثر نہیں پڑتا اس حقیقت کا قرآن مجید میں اعلان فرمایا گیا ہے دلیل میں قرآن مجید کی آیات پیش کرنے کے لئے وقت نہیں ہے اور ضرورت بھی نہیں ہے قرآن مجید نے کہا ہے اور ٹھیک کہا ہے "فلن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا، ولن تجد لسنۃ اللہ تحویلا" اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ اور علم کامل کی بنا پر اس کائنات اور حضرت انسانی کے متعلق جو کچھ فیصلے فرما دیئے ہیں اور جو قانون بنا دیئے ہیں

کر دیئے ہیں ان میں قیامت تک کوئی تبدیلی نہیں ہوگی، اب یہ قرآن مجید کے استقرار اور حدیث و سنت کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتا ہے کہ وہ قوانین کیا ہیں؟ ان قوانین کی فہرست بہت طویل ہے اور مجھ جیسے طالب علم کے بس میں نہیں ہے کہ وہ پوری فہرست مرتب کر سکے، نہ وقت میں اس کی گنجائش ہے، لیکن میں اپنے علم ناقص کی بنا پر ان سنن کونیہ میں سے تین سنتوں کا ذکر کروں گا جن کا براہ راست زندگی اور ہمارے مدارس و مقاصد سے خاص تعلق ہے

نافعیت کا احترام و اعتراف

ان میں سے ایک سنت اللہ لوگوں کا نافعیت، افادیت کے سامنے جھکنا، اس کی قدر کرنا اور اس کو تسلیم کرنا ہے، نافعیت اور اس کے عمل و مرکز کے ساتھ منفعت کا ہونا، نفع کو تلاش کرنا، اس کی طرف رجوع کرنا اور وہ مل جائے تو اس کی قدر کرنا انسانی فطرت میں داخل ہے نافعیت کی بقا اور اس کی زندگی اور سرسبزی کی ضمانت اللہ تعالیٰ نے خود لی ہے، اور جو اس سے خالی ہے اس کے لئے یہ ضمانت نہیں، سورۂ رعد میں صاف فرمایا گیا

فاما الزبد فیذهب جفاء و اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض کذالک یضرب الله الامثال

"سو جھاگ تو سوکھ کر رائگاں ہو جاتا ہے اور (پانی) جو لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے وہ زمین میں ٹھہرا رہتا ہے اسی طرح خدا (صحیح اور غلط) کی مثالیں بیان فرماتا ہے۔ (تاکہ تم سمجھو)

"بقائے اصلح" میں بلکہ قرآن کریم کی واضح اور صاف تعبیر میں "بقائے نفع" کا یہ قانون مزروعوں، کھیتوں، باغوں سے چل رہا ہے اور ہزار تبدیلیوں کے باوجود چلتا رہے گا، نافعیت کے لئے جینا، پھلنا پھولنا اور اپنی قیمت اور اہمیت تسلیم کرا لینا مقدر ہو چکا ہے، نافع بن جانا ہر

ظالموں سے حفاظت کا ذریعہ ہے اس کے لئے پر پیچیدہ دار تیسری کی ضرورت نہیں ۔ نافع کے مدعو بیہ کی صفت ہے اس میں رنگ و مذہب اور قوم وطن کی بھی تفریق نہیں "نافع" یہ ہر ذی چوٹی پر بھی جو پڑھ جائے گا تو وہ یا اس کو تلاش کرنے کے لئے وہاں پہنچ گی، اور اس کو ماحول ماحول ہر جگہ آنکھوں میں چکا دے گا اے کہ یہ اللہ کی حفظ ہے جو ہر اوراق آنکھوں پر سے چلی آرہی ہے۔

نافع کی تلاش و طلب

میرے عزیز طلبہ! آپ اپنے اندر ناجنس پیدا کرنے کی کوشش کیجئے آپ سے زندگی کی شب تاریک میں روزوں کو روشنی ملتی ہو آسمان مدد سے طمی سعد سے حل ہوتے ہوں، آپ کی صحبت میں بیٹھے والے ایمان میں دولت پیدا ہوتی ہو آپ کے پاس جا کر آدمی کچھ لے کر نہ اٹھے سے بعد آپ اپنے اور لوگوں کے درمیان دیوار کھڑی کر دیجئے، اپنے مکان کا دروازہ بند کر کے بیٹھ جایئے لوگوں کو اندر جانے دیجئے کہ یہاں ایک نافع" رہتا ہے، یہاں سے فلاں قسم کا فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے (روح کا فائدہ اور یہاں کا فائدہ تو بہت بڑی چیز ہے) لوگ جوق در جوق چلے آئیں گے اور دروازہ پر آپ کے پاس پہنچ جائیں گے

اس موقع پر مجھے حضرت محمد یعقوب صاحب نانوتوی کی ایک حکایت یاد آئی اللہ تعالیٰ نے ان کو بڑے بڑے علمی و عرفانی مقامات عطا فرمائے تھے، ان سے ایک مرتبہ خواجہ صاحب کے دل نے شکایت کی کہ حضرت میں سے بڑے شوق سے گئے جب دل اس پر بڑا حیرت کیا لکھی دل کوئی مزہ پڑھنے نہیں آتا حضرت نے سمجھانے کا عجیب طریقہ تھا، فضل مرتبہ دل کو سمجھانا شروع کیا کہ خواجہ صاحب اس کا دروازہ چوں دیتے ہیں یا کل تیجہ آپ خواجہ صاحب بڑی تحت والی حضرت الاستاذ تھا رہے ہیں، لہٰذا سمجھے حضرت

احمد صاحب مرحوم جن کی عدالت میں آخر سال ہندوؤں کا مقدمہ مسلمان کی نسبت ہوا
تھا تھے ہوں۔ مجھے خیال نہیں رہا کہ وہ کس کے ایک فیصلہ پر ہائی کورٹ میں
مجھ نے تجویز کے خلاف اپیل کی تھی کہ وہ جج صاحب آپ کے اس فیصلہ
کے متعلق بحث کرنے لگے تو میں نے بھی ان کے ساتھ کہا کہ
میں ہوا ہے تا کہ اس بحث میں جتنا بھی وقت کے بیان میں
ہے ہندوؤں کا ہے اگر وہ ہندو ہو
ہے تو ہندوؤں کے لیے
ہے ہندوؤں کے لیے
پاس چلا گیا آپ کے کمال سے ہر
کہ انہیں سے

میرے عزیز دوستوں آپ کی ہمدردی سے کامل یقین رکھتا ہوں
اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں اب اس سے بڑھ کر کچھ کہنے کی آپ کے سامنے جرم ہے
نہ بنانے پاس نہیں ہے یا کافی وقت نہیں ہے اس کو کہاں پر لاتا ہے
خریداروں کے لیے
ملک صاحب
ہے جو
ہے
ہے
ہے

استغنا و بے غرضی کی طاقت و تاثیر

آئے گا آنحضرت صلعم کے پڑھنے سے تو اسی طرح کے واقعات ملیں گے ہر پڑھنے والے صدق میں کمی بیشی ہو جاتی ہے۔ میں اس سے زیادہ واقعات نہیں بیان کرتا اور درست ہے میں جانتا ہوں چاہتا کہ بڑھ کر بیان کرتے تو اور تصوف کی تاریخ سے بھی پتہ چلتا ہے اور آپ بخوبی جانتے ہوں گے کہ ہوں گے کیونکہ آپ اپنے اپنے مذہب اور ملک کے ان کے ساتھ واقفیت رکھتے ہوں گے

کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی

تیسری اور آخری خصوصیت دل، اختیار اور کسی چیز میں مہارت ہے۔ علوم عالیہ تو جس چیز میں بھی کمال پیدا ہو جائے وہ سیکھنے کے قابل ہے تو کسی فن میں کمال پیدا کرنے کی کوشش کرو خواہ کسی دوائی میں کمال حاصل ہو تو بھی اچھے دل علم پیچھے پیچھے چلتے ہیں بڑے بڑے مصنف لکھنے والے ناشر کاپیوں کی تاریخ درج کرتے ہیں ان سے تحریر بیچتے ہیں ان کی خوشنما کرتے ہیں کہ وقت پر لکھ دیں کم سے کم کتاب کا نام ہی لکھ دیں جس کا پتہ لے لیا جائے۔

آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب کوئی علم کسی کی ماہر ہوتی ہے تو لکھتے ہیں اس کے متعلق لکھتے ہیں کہ بہت دیکھا ہے کی بڑی کتابیں لکھتے ہیں تو آپ یہ کہتے ہیں کہ جس کو کمال سے ہاتھ کوں اپنی کوشش یا مزاج خوش نہیں ہوتی ہے اس کے بارے میں یہ ہوتا ہے یہ اس قسم کے مزاج میں ہے غلط نے بھی نہیں ہوتی پڑھا ہے اس میں کہیں لکھا ہے مصطفیٰ کی عادت پڑھنے کی ہے کسی کی کوئی بات برداشت نہیں ہوتی اس سے بڑھ کر پڑھا ہے سنگ سے کسی حل نہیں پاتے ظاہر ان بن ہو جاتی ہے ایسی دوائی نہ کوئی بات آپ ضرور پائیں گے جس کی وجہ سے اس کے حاصل کرنے سے فائدہ نہیں ہوتا اور کوشش کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی ہے

۱۰ ۱۰ ۱۰

جو علم خدا کے نام کے بغیر ہو وہ انسانیت کی تباہی کا سبب بنے گا

ا ں ہوتا ہے وہ اقرأ کا مدعا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ ب ہو ہو ہے ہا ہو پڑھیے لکھنے کا دور آنے والا ہے علم اور قلم کا عہد شروع ہو رہا ہے میں صرف پڑھنا کوئی نہیں کہ بعض اوقات صرف پڑھنے نے ہر برا کام کیا ہے اس پڑھنے سے مگر ئی خا ش اور اخشت ، ہر بت علمی ہے، جنگوں کا طریقہ لکھا یا ہے ہر دور، لاکھوں انسانوں کو ایٹم ہم ہر بیلی بمیں کے ذریعہ سے اور اور ان آدمیوں کو جس بس

کا ط یہ ملطا یہ ہے علم کی تباہی بربادی کے بہت سے کام لیے گئے ہے بھی ر ش ص ر نیا نوں سے ہاتھوں کو ہلا ے کا کام لیا جا رہا ہے ان سے خارج علم موضع نہیں ۔ یہ قرآن کریم کا انکار ہے اس نے پہلا لفظ اقرأ فرمایا آپ پڑھیے ۔ پڑھنے کی ضرورت ہے علم ودنیا میں چلنا چاہئے علم صحیح علم تو حید خدا ہی ہم اخلاق علم خو شناسی ، خدا شناسی جس علم میں یہ ہیں وہ علم نہیں آج دنیا میں جو تباہی و بربادی آ رہی ہے یہ انسان کشی ہی نہیں آدمیوں کی قدر میں دلوں کو تباہ و برباد کرنے کے لیے جو بم بنائے جا رہے ہیں یہ علم کے برائے نام ہونے کی بنا پر ہے اور سب اس علم کا کارنامہ ہے جو خدا کے نام سے خالی ہے اس سے اللہ تعالیٰ آدمی کے ساتھ یہ برتاؤ کرتا ہے کہ اپنے رب کے نام کے ساتھ پڑھیے کا جب اس علم کو نافذ ہوگا

ہمارا خالق ہم سے کیا چاہتا ہے

س تاریخ کے ایک عالم علم کی بیشت سے آپ سے کتاب یہ میں اسلاف کے ساتھ تاریخ علمی ہے اس پر تشکیل کی جائے کہ علم سے اللہ کی تعمیر ہے ہی ہے کا ریہ بتانا ایک مصنف کا کام ہے علم کا خالق اور مالک اللہ ہے کا کام سے ختم ہو گیا ہے ۔ پچھلی صدی میں علم اللہ سے الگ ہو چکا تھا وہ تو کہیں صدیوں کا علم سے خدا کی پہچان ہی جاتے تو یہ کیا بات ہے علوم دنیا کے ہم خالق کہاں ہے خدا مالک کائنات ہیں ہمیں

ے اور اس سے مسلمانوں کا رشتہ ہمیشہ قائم رہے گا۔ ہزاروں تلامیذ آپ سے ہی مسلمانوں کا رشتہ قائم کر چکی ہیں ہوتے رہے

ہندوستان میں کوئی بھی ایسے مسلمانوں نہیں گذرے جنہوں نے بڑے بڑے مقتدر بزرگوں سے مقربت حاصل نہ کی ہو۔ حضرت مجدد الف ثانی، شیخ عبد القدوس گنگوہی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، پھر اودھ جیسی مشہور ریاست میں علماء فضلاء قابل جیسے شاہ وطفی و مصر و منکر دیکھنے کو ملتے ہیں ان کے کلام سے روشنی ملتی ہے

حضرات! آج پوری وضاحت کی جا چکی ہے کہ مسلمانوں کا مخصوص طبقہ ختم ہوتا ہے علم سے ان کا رشتہ ٹوٹتے جا رہا ہے اور اسے تاریخ القدس میں اپنے مخصوص علیحدے دراسلامی تہذیب سے ان کا رشتہ ختم ہوتا جا رہا ہے اس کی چوری یہاں کر لی گئی ہے کہ مسلمان فکری و اعتقادی اور تہذیبی ارتداد میں مبتلا ہو چکے ہیں ان کا پورا معاشرہ تباہ ہو رہا ہے ایسے سنگین حالات میں اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ مسلمان جگہ جگہ مکاتب و مدارس قائم کریں مکاتب اور مساجد کا نظام شبانہ روز قائم ہو جائے۔ یہ امانت محفوظ ہے علم و فکر سے اس کا رشتہ جوڑ دیا جائے۔ بغیر علم کے مسلمان مسلمان نہیں رہ سکتا قرآن و حدیث علم کے ذریعہ سے ہی جو حقائق بتا گئے ہیں۔ ان کے جانے بغیر ہم نہیں رہ سکتا۔ بعض لوگ مذہب اور اس کے پیشوا چاہتے ہیں کہ علم پھیلے مگر پائے علم میں کچھ کمی ہوتی ہے اس کی مثال میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے دربار میں اس واقعہ سے دیا کرتا ہوں جس میں کہا گیا ہے کہ ایک بار کچھ لوگوں نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے دربار میں حاضر ہونے کی اجازت چاہی تو آپ نے فرمایا کہ ہمیں پریشانی ہوتی ہے ہم نہیں جانتے کہ یہ لوگ کیوں آنا چاہتے ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا کہ ہدہد کو حاضر کیا جائے۔ جب ہدہد دربار میں حاضر کیا گیا تو پوچھا گیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا کہ جب تک ہدہد نہ آئے اس وقت تک فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ کسی حال میں کام نہ کیا جائے کہ جب تک علم صحیح نہ ہو تو اس وقت تک

[illegible]

[illegible] اور آپ کا نبی ﷺ کا نام

[illegible]

[illegible] علی خیر خلقہ محمد وعلی آلہ و صحبہ اجمعین

انسانیت کے زوال کا سبب علم سے اللہ کے نام کا جدا ہونا

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی جس کی بنیاد حضرت مولانا سید عبدالقادر کے ہاتھوں ۱۹۹۲ء میں رکھی گئی تھی اس کی نئی عمارت کا افتتاح کرتے ہوئے یہ تقریر فرمائی اس تقریب افتتاح کے موقع پر مہتمم جامعہ ڈاکٹر سید سلمان ندوی، مولانا سید محمد رابع الحسنی صاحب ندوی، مولانا سید الرحمن الاعظمی صاحب صدر شعبہ عربی، کرنل حسن عسکری، ڈاکٹر مسعود حسن خاں، ڈاکٹر نعیم صدیقی کے علاوہ، نگر معززین شہر موجود تھے موضوع کی مناسبت سے تقریر بڑی اہمیت کی حامل ہے

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین، ومن تبعھم باحسان ودعی بدعوتھم الی یوم الدین

حضرات! میرے لئے یہ جو شگوار اور مسرت بخش انکشاف ہوا کہ میں اس موقع پر آج یہاں حاضر ہوں مجھے بتایا گیا کہ اس تعمیر کے ہاتھوں سے جس عمارت کی بنیاد رکھی گئی تھی مجھے اندازہ نہیں تھا کہ اتنے کے بعد یہ بنیاد اتنی بلند ہوگی اور اتنی وسیع ہوگی جو اس وقت تمہارے اور آپ کے سامنے ہے، اس وقت میں اپنے عزیز رفقاء اور ساتھیوں کو مبارکباد دیتا ہوں۔

بڑی خوشی کی بات یہ ہے کہ اس میں جو دور کا کام کر رہی ہے وہ حقیقت پسندی تعمیری

ذہن اور دل بنا ہوں ہوئے فرنے کا جذبہ ہے علوم کے پیدا ہونے اور پھیلنے اور ترقی اور پھلنے پھولنے نے باوجود اس وقت ساری دنیا خطرہ سے دوچار ہے اور وہ خطرہ ایسا ہے کہ جس طرح سے تلوار لٹک رہی ہو کسی کے سر پر عام انسانی پر آج ساری مادی ترقیات اور جدید ترین انکشافات کے باوجود پوری انسانیت خطرہ میں ہے اس کا واحد ہے علم تو اس نے ساتھ جو اللہ جل جلالہ کے آخری نبی خاتم النبیین سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی آیت جو نازل ہوئی وہ اپنے اندر فکر، تدبر، بصیرت، دانش بات اور تفہیم کی صلاحیت رکھتی ہے وہ یہ کہ اخلاقی احساس کا خدا نے علم کو اس کے ساتھ جوڑا ہے اور خدا نے جو پہلی آیت نازل کی تھی وہ ہے اقرا باسم ربک الذی خلق اس میں سمجھنے سوچنے اور بصیرت کا بہت بڑا سامان ہے، خدا نے انسانوں کو یہ ہدایت عطا کی اور یہ طریقہ بتا دیا کہ وہ اپنی زندگی کی فکر کریں، اپنے اعمال کی فکر کریں، اپنے ماحول کی فکر کریں اور یہ سب اس کی سربوبیت کے سایہ میں: وہو رب العالمین ہے اس پر اطمینان کرنا چاہیے، جس کا اثر ہم پر ہونا چاہیے، لوگوں کی آسائش والوں کے اس دوران کے ساتھ رہنے کا رندگی سے لطف اٹھانے کا ان کو موقع دینا چاہیے۔ پہلی جو آیت نازل ہوئی ہی اس بات کی اور اس میں وہ مقام کے یہاں ڈھونڈ ھے سے نہ ملے گی۔

ہر کسی سے صاف صاف کہا گیا کہ کبھی آپ نے نہ پڑھا اور کبھی آپ نے لکھا اور کہا گیا کہ پڑھو اقرا اب جو امت پیدا ہوگی وہ قرات دل امت ہوگی اور اس کا شعبہ علم کے اس سے باندھ دیا جائے گا لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کی رہنمائی بھی اخلاقی سے جس کو اکثر قوموں نے نظر انداز کیا اور مغربی یافت مغرب میں جب سے وہاں پیدائش ترقی ہوئی اقرا پڑھو لیکن صرف پڑھنا کام نہیں آئے گا بلکہ وہ علم بہت تخریبی بن جائے گا وہ تخریبی بن پیدا کرے گا، اور انسانوں میں خود پرستی پیدا کرے گا، دوست پرستی پیدا کرے گا، اور شیطانیت کی طرف لے جائے گا۔ اقرا پڑھو لیکن خالی اقرا پڑھنا کام نہیں

[illegible] کا نام لے کر پڑھ، جس
نے [illegible] سے پیدا کیا۔ پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے، جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا، انسان کو
وہ علم سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا۔ (سورۃ العلق)

یہ ہے وہ پہلا سبق جو اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی کو دیا۔ اس سبق کا ایک ایک لفظ اپنے اندر
بے پناہ معنویت رکھتا ہے۔ اس سبق کا ایک ایک لفظ اپنے اندر بے پناہ معنویت رکھتا ہے۔ اس سبق
کا ایک ایک لفظ اپنے اندر بے پناہ معنویت رکھتا ہے۔ اس سبق کا ایک ایک لفظ اپنے اندر بے پناہ
معنویت رکھتا ہے۔ اس سبق کا ایک ایک لفظ اپنے اندر بے پناہ معنویت رکھتا ہے۔ اس سبق کا ایک
ایک لفظ اپنے اندر بے پناہ معنویت رکھتا ہے۔ اس سبق کا ایک ایک لفظ اپنے اندر بے پناہ معنویت
رکھتا ہے۔ اس سبق کا ایک ایک لفظ اپنے اندر بے پناہ معنویت رکھتا ہے۔ اس سبق کا ایک ایک لفظ
اپنے اندر بے پناہ معنویت رکھتا ہے۔ اس سبق کا ایک ایک لفظ اپنے اندر بے پناہ معنویت رکھتا ہے۔

جنے تعلیم کی کامیابی اور ترقیوں کا ہے ہیں اور ہاں دانش گاہیں ہیں ہمارے تحقیق سے
سر آنکھوں پر اب اسی ملت مظلوم کو سنتے ہیں کہ جب عمر کے سراب میں ہوں ماہ و سال گم
بھول میں اور سو جائے یہ احساس کہ اس راستے میں منزل پر ایک قدم اٹھانا
تھا ہے لیکن بہت سا رنگ قدم ہے، میں اپنے عزیزوں، دوستوں کو سنا جاتا ہوں کہ
انہوں نے یہ قدم اٹھایا اور اندھیرے میں کھڑے تارے سامنے ہیں میں آپ کے سامنے
موقع سے فائدہ اٹھا کر تاریخ اور ہاں میں علامہ اقبال کے شعر کا یہ مصرعہ نہیں بلکہ
دوسرا مصرعہ پڑھوں۔

تجھے ہے حکم اذاں لا الٰہ الا اللہ

تعارف: مجھے خوشی ہوئی کہ میں پیپر ریڈنگ کا افتتاح کروں۔ میں آپ کے
سامنے اپنی بات کا آغاز کرتا ہوں۔ مجھے اس سے پہلے کمپیوٹر کا کوئی تجربہ نہیں تھا میں
قلم پڑھنے والا آدمی ہوں۔ تاہم قلم کے تعلق سے میں نے جب اقبال کی یہ نظم پڑھی
تو مجھے بات آئی اس لفظ میں سے اس میں یہ بات آئی کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو
حقیقت اور تاثر طور سے مسلمانوں کو کمپیوٹر بنایا تھا اس میں وہ سب چیزیں موجود
تھیں یکلخت یہ بات سمجھ میں آئی کہ انگلی لکھی جائے اور وہ چیزیں ابھر آئیں اور وہ سامنے آ
جائیں وہ انگلی پہلے کے لوگوں کی انگلی ہے اپنے زمانے میں اور زمانہ کے
تقاضے میں انگلی جو قلم سلیٹ پر ضرورت کی انگلی ہے وہ بھی انگلی ہے اور وہ بھی انگلی ہے جس
نے تلواریں یا ہتھیار ہاتھوں کو منزل تک پہنچایا ہے وہ انگلی بھی ہے وہ تفنگ بھی
سامنے آ جاتی ہیں آج کے انسان کو انسان خود مسلمان بھی نہیں سمجھتا مسلمان
میں اس کی سلامتی باقی نہیں رہی اس کے اندر اس کا شعور بھی باقی نہ رہا کہ کم کیا چیز
ہے اور میں کیسی یا چیز پانی کے بارے میں وہ چیز سراب کی سے ہمارے اندر
وہ بارود کی بو ہے جو ہمارے دماغ اور دوسرے ذہن کا ایک جز بن گئی ہے عقیدہ تو

عقیدہ ہمارے نظم کا ایک جزو لاینفک ہے، جسے اس پر شاید یا جائے جب اس کی خلاف ورزی کی جائے۔ ہمیں اپنے تمام ملکی قوانین کا احترام کرنا چاہئے۔ آئین حکام کو یہ اختیار دیتا ہے کہ جس وقت امن عامہ کو خطرہ لاحق ہو، جس وقت ملک کی سلامتی خطرے میں پڑ جائے اور جس وقت ملت کی ضرورت کا اظہار کیا جائے اور جس وقت خود پکارے اور ہمیں محسوس ہو کہ بعض لوگوں نے اس کا اظہار کیا اپنی تقریروں میں یا جس کی ملت کو ضرورت پیش آ رہی ہے اور فریاد کر رہی ہے جس کا سوال ہے کہ وہ انگلی ہمیں اٹھنی چاہئے جو کیپٹر پر لگے اور وہ انگلی ہمیں نہیں ہونی چاہئے جو وہ کام نہیں کرتا ہے اور وہ چیز دماغ میں نہیں لگتی ہے جس کی آج ضرورت ہے اور اس طرح سے آپ جیسے کہ یہ ہے اور یہ ادارہ جس شعور کے ساتھ کام کر رہا ہے معاندہ کے ساتھ اور عزم و ارادے کے ساتھ اور اس بصیرت اور ساتھ یہ ادارے قائم ہوں کہ ہم صرف نہیں سمجھیں گے خدا شناسی بھی سمجھیں گے اور جو ہم علم دیں گے خدا کی معرفت اور اس کے وجود کے اقرار کے ساتھ اس کے خالق کائنات اور قادر مطلق ہونے اور اسی کو راضی کرنے کا سب سے ضروری کام سمجھنا اور اس کے پیغمبروں کے پیغام کے احترام کیس بلکہ اس پر عمل کرنے کی روشنی میں اس کو جوڑ کر وہ علم دیں گے آج دنیا میں یہی چیز کمی ہے یہی وجہ ہے کہ آج امریکہ میں اور یورپ کے بعض دیگر ملکوں میں سارے وسائل ہونے کے باوجود مقصد حاصل نہیں ہو رہا ہے، انسانوں کی خدمت نہیں ہو رہی ہے اور وہ ثقافت و سامان کس سے کلی خطرہ پیدا ہو رہا ہے۔

میں نے واشنگٹن میں ایک تقریر میں کہا تھا، میں پہلے سے یہ نہ تھا اور جہاں برابر دورے ہو رہے تھے۔ یونیورسٹیوں میں تو میں نے سوچا کہ قاری صاحب جب آئیں گے اس دن اسلامی سینٹر میں میری تقریر تھی واشنگٹن ڈی سی میں تو میں نے سوچا کہ قاری صاحب کی تلاوت سے تھوڑا سا حصہ حاصل کروں گا اور پیش ہوں گا قاری صاحب

کے سامنے میں اور اساتذہ کی کے سامنے میں اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر جو
دری کی ہے جس سبب سے انھیں سرفراز کیا ہے اس کے شعور واحساس کے ساتھ
اور بیلے گا اور ایسے اداروں کی آج ضرورت ہے میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ ایسے
روں کا قیام ہو اور وہ ترقی کریں اور مسلم یونیورسٹی صحیح اور سچے معنی میں بنے جیسے
کہ بہار کے فاضل دوستوں نے کہا کہ یہ دانش گاہوں اور یونیورسٹیوں سے لے کر
پرائمری اسکولوں تک بلکہ ابتدائی مکاتب تک اسلامی سرور موجود ہو اور اسلامی کی روشنی
اور اسلامی کی رہنمائی ہو اسلامی کا درد ہو، اسلام کی کا احترام ہی نہیں بلکہ اس کے
سایے میں اس کی رہنمائی حاصل کر کے کام ہو، اس کے ہونے ہی سے تمام علوم نے
ترقی کرنے اور پھلنے کے باوجود دنیا کو وہ امن وسکون نہیں حاصل ہو رہا ہے اور ان علوم
سے وہ منافع نہیں حاصل ہو رہے ہیں جو ہونے چاہئے تھے اس لئے کہ ان کا رشتہ
مذہب سے ٹوٹا ہوا ہے، بس میں اس پر ختم کرتا ہوں اور جو آپ نے اعزاز بخشا اس کا
شکریہ ادا کرتا ہوں اور اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ اس ادارہ کو قائم ودائم رکھے اور ترقی
عطا فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

موجودہ دور کے بے چین ذہنوں کو مطمئن کرنا علماء کی سب سے بڑی ذمہ داری

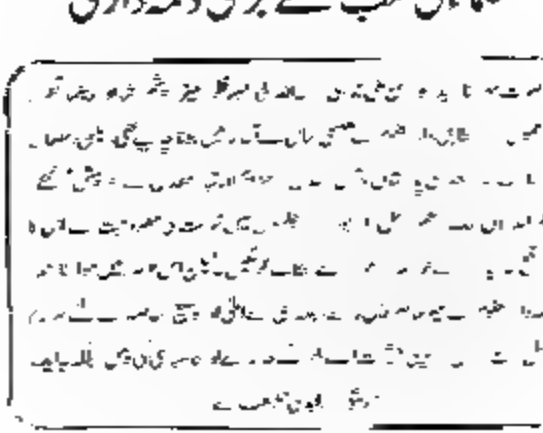

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی
سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ وصحابہ
اجمعین ومن تبعہم باحسان وذعی بدعوتہم الی
یوم الدین امابعد

اپنے ماں باپ کی خوشی کے لئے اپنی خواہشات کو قربان کر دیتا ہے۔ اپنے بچوں کی خاطر ہر تکلیف برداشت کرتا ہے۔ اپنے بھائی بہنوں کی خاطر ہر قربانی دیتا ہے۔ اپنے دوستوں کی خاطر ہر مشکل میں ساتھ دیتا ہے۔ اپنے ملک کی خاطر ہر خطرے کا مقابلہ کرتا ہے۔ اپنے مذہب کی خاطر ہر مصیبت برداشت کرتا ہے۔ اپنے خدا کی خاطر ہر چیز قربان کر دیتا ہے۔ یہ سب کچھ وہ کیوں کرتا ہے؟ اس لئے کہ اس کے دل میں محبت کا جذبہ موجزن ہوتا ہے۔ محبت ایک ایسا جذبہ ہے جو انسان کو ہر قسم کی قربانی دینے پر آمادہ کر دیتا ہے۔ محبت ایک ایسا جذبہ ہے جو انسان کو ہر قسم کی مشکل برداشت کرنے پر آمادہ کر دیتا ہے۔ محبت ایک ایسا جذبہ ہے جو انسان کو ہر قسم کی تکلیف برداشت کرنے پر آمادہ کر دیتا ہے۔ محبت ایک ایسا جذبہ ہے جو انسان کو ہر قسم کی قربانی دینے پر آمادہ کر دیتا ہے۔

[illegible] محبت کا جذبہ ہی ہے جو انسان کو [illegible] محبت کا جذبہ ہی ہے جو انسان کو [illegible] محبت کا جذبہ ہی ہے جو انسان کو [illegible] محبت کا جذبہ ہی ہے جو انسان کو [illegible]

[illegible] محبت کا جذبہ ہی ہے جو انسان کو [illegible] محبت کا جذبہ ہی ہے جو انسان کو [illegible] محبت کا جذبہ ہی ہے جو انسان کو [illegible] محبت کا جذبہ ہی ہے جو انسان کو [illegible]

[illegible] محبت کا جذبہ ہی ہے جو انسان کو [illegible] محبت کا جذبہ ہی ہے جو انسان کو [illegible] محبت کا جذبہ ہی ہے جو انسان کو [illegible] محبت کا جذبہ ہی ہے جو انسان کو [illegible]

علم الانسان مالم یعلم : ردنی علما

دو تحریر سب سے زیادہ مشکل چیز سمجھی جاتی تھی۔ غزالی نے اس امت کے اندر علم کو قبول کرنے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کی جو غیر معمولی صلاحیت رکھی ہے اور اس امت اور علم کے درمیان جو رشتہ اس نے رکھا ہے اسے ہم مقناطیس سے تعبیر کر سکتے ہیں اسی لئے ہر دور میں اس امت کا علم سے رشتہ باقی رہا ہے اور اسی نے ہر دور میں نئے نئے شہسواروں کو پیدا کیا ہے جو انسانوں کو یہ امت پیدا کرتی رہی ہے اور اس میدان میں کامیابی سے عمل کرنے کا موقع دیتی رہی ہے اگر کوئی ایسا انقلاب نہیں آتا جس میں صلاحیتیں بالکل سلب ہو جائیں اور انسانی دماغ معطل ہو کر رہ جائے اور کام چھوڑ دے۔

جب تک علم کا سفر جاری رہے گا مسائل پیدا ہوتے رہیں گے خواہ ان کا تعلق تمدنی، علمی، معاشرتی اور سیاسی اور اقتصادی امور سے ہی ہو مذہب کی روشنی میں ان مسائل کو برابر حل کیا جاتا رہے گا۔ مثال میں ہم صحابہ کرام، ائمہ، ربیع اور امت کے دیگر مجتہدین کو پیش کر سکتے ہیں اور یہ محض اتفاقی بات نہیں کہی جا سکتی صحابہ کرام میں ایسے دین اور جیسس انسان تھے کہ انہوں نے روم و ایران جیسی ترقی یافتہ تہذیب و قدروں کا مقابلہ کرنے میں ایسی صلاحیت کا ثبوت دیا جس کی نظیر کوئی دوسرا مذہب پیش نہیں کر سکتا اس طرح ائمہ اربعہ امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ جیسے جینس قابلیت سمار تھے کہ انھوں نے زندگی اور دین کے ہمارا صولوں کے درمیان مطابقت پیدا کرنے میں ایسی غیر معمولی صلاحیت کا ثبوت دیا کہ اس پورے عہد میں یہ صلاحیت روم میں تھی نہ ایرانیوں میں اور نہ یونانیوں میں تھی نہ کسی اور قوم میں۔ یہ لوگ اپنے زمانے کے جیس ترین انسان تھے اور ان کے کارنامے صدیوں پر محیط ہیں۔ ان کے کارنامے کی صحیح عظمت اہمیت اور قدر و قیمت کا اندازہ آج آسانی سے نہیں لگایا جا سکتا ہے کوئی شخص یہ اندازہ نہیں کر سکتا کہ جب یونان علوم عربی میں منتقل ہوئے تو علمی حلقوں پر کتنا غیر معمولی بوجھ

سے چلتے ہیں، کوئی دینی تحریک کوئی بڑا لشکر پیدا کردے، بلند قامت اور دیوہیکل مصنف پیدا کردے، تنہا یہ کافی نہیں ہے۔

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ جب کبھی اپنی جماعت کے کارناموں پر فخر کرنے کی کمزوری پیدا ہوجائے تو پھر قوائے فکریہ میں تعطل ہو جاتا ہے اور اضمحلال پیدا ہونے لگتا ہے۔ ایک عرب شاعر نے بڑے لطیف انداز میں اس حقیقت کا اظہار کیا ہے کہ

انهى بنى تغلب عن كل مكرمة

قصيدة قالها عمرو بن كلثوم

بنو تغلب کو ہر قسم کے عزت کے کارناموں اور کسی بڑی فتح کے حاصل کرنے اور کسی بڑے اقدام سے صرف ایک بات نے روک رکھا ہے وہ یہ کہ یہ لوگ صرف عمرو بن کلثوم کا قصیدہ پڑھتے اور سر دھنتے رہتے ہیں۔ یہ مرض جماعتوں میں بھی پیدا ہوتا ہے اور افراد میں بھی کہ وہ جماعتیں ان کے لئے سرمایہ فخر، مایۂ جماعت یا اس جماعت کے کسی نامور فرد کی تصنیفات، تحقیقات اور اس کی ذہنی بلندی ان کے لئے سرمایۂ فخر بن جاتی ہے، لیکن اس سے کام نہیں چلتا۔ جماعت ہو، کوئی ادارہ ہو، یا مدرسہ بلکہ اس سے باہر نکل کر کہنا ہوں کہ امت اسلامیہ کے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ ہم نے اپنے دور میں فرید وجدی، ابن تیمیہ اور شاہ ولی اللہ کو پیدا کیا اور ہم نے فلاں فلاں شہر بسائے، سمرقند و بخارا اور غرناطہ اشبیلیہ و دہلی ہم نے بسائے۔ بلکہ اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہر دور میں ایسے افراد پیدا ہوتے رہیں جو اپنے اپنے دور کی ذہنی و اعتقادی بے چینیوں کا جائزہ لیتے رہیں، اس کے اسباب و محرکات تلاش کریں، دینی حقائق اور اصول و تعلیمات اور زندگی کے واقعات اور زندگی کے عملی مسائل کے درمیان مطابقت پیدا کرنے کی کوشش کریں، ہر دور میں اسلامی قانون کی برتری کو ثابت کریں۔

علامہ اقبال نے ایک خط میں لکھا ہے کہ اس دور کا سب سے بڑا مجدد وہ ہے کہ جو

اسلامی قوانین کی برتری دوسرے قوانین کے مقابلہ میں ثابت کرے۔ علامہ اقبال نے جو بات آج سے نصف صدی پہلے کہی تھی وہ آج کے زمانہ میں ایک عملی حقیقت بن گئی ہے آج ہمارے سامنے جو سب سے بڑا چیلنج ہے اور جس کو لوگ اس کے لئے حد نہیں کر رہے ہیں وہ یہ ہے کہ اسلامی شریعت خصوصاً اسلامی قوانین کی معقولیت اور عالمانہ اصول حقانیت کی عدالت کیلئے ان کا سب سے بہتر ہونا ثابت کریں۔

کیا ہے عزیز طلباء سے یہ کہیں گے کہ وہ مطالعہ و محنت سے علوم پر عبور حاصل کریں بلکہ جدید مسائل سے واقف ہوں۔ جو نئی کاوشیں کی دنیا میں حل پیش کر رہی ہیں ان سے واقف ہوں۔ جدید علوم سے واقفیت اور ان کے بارے میں صحیح رائے کا مالک ان دونوں کو جمع کرنا ضروری ہے

ہر لحاظ سے ہمارے بزرگوں میں سے کہ ان کا نصاب مولانا سید محمد علی مونگیری جیسے باغ المنظر اور روشن ضمیر اور سیرت النبی کے مصنف علامہ شبلی جیسے متکلم وقت اور مورخ زمانہ کی سیرت نگار بنگار اور ادیب سے ہے

المیہ یہ ہے کہ آج نئے نئے علمی مسائل پر قلم اٹھانے اور ان کو عقیدہ و مذہب پر حملہ سے بچانے کے لئے ہم سے کم میرے علم میں علامہ شبلی کے اسلوب سے بہتر قول اور طریقہ نہیں۔ ان ہی کے نقش قدم پر سید سلیمان ندوی، عبدالسلام ندوی اور دوسرے بزرگ چلے اور کامیاب ہوئے۔ ان حضرات نے اپنے اپنے وقت پر اس سمت کو جاری کیا، لیکن آج خالی نہیں اور آپ بڑے سے بڑے صدمہ کا جائزہ لیں تو مجبور ہوں گے کہ اس کی جڑ ہمارے نصاب میں اضافہ نہ ہونے اس کے ارتقاء سے رکنے اور اس کے جمود کی وجہ سے ہے یہ پوری امت کے لئے خطرہ کی بات ہے۔ کچھ لوگوں کی بات سے کہ کسی دوا سے ہمیں اس بیمار کے نوٹس لینے نہیں ہے ہیں، مطمئن ہیں، بعض پڑھے اسلامی ملکوں میں جانے کا اتفاق ہوا وہاں بھی یہ دیکھ کر صدمہ ہوا کہ وہاں بھی یہ ایسی بھی بڑھتی ہے

موجود نہیں جو اس نوجوان نسل کی تشنگی کا سامان فراہم کر سکے جو براہ راست یورپ سے پڑھ کر آرہی ہے کوئی ایسا رسالہ نہیں جس میں جدید تحولی مسائل کا دین کی روشنی میں حل پیش کیا جاتا ہو زبان علم و تحقیق کا معیار گر گیا ہے۔ ہر رسالہ اپنی جماعت اور اپنے مسلک اور مخصوص مسلک کے بارے میں مضامین شائع کرتا ہے۔ اگر کوئی تنظیم یا جماعت ہے تو وہ موجودہ حکومت سے اپنی وفاداری ظاہر کرنے اور محدود جماعتی و گروہی مفادات حاصل کرنے کے لئے لگے ہوئے ہے یہ صورتحال بڑی خطرناک ہے کہ علماء حق کا فرض بنتا ہے کہ نوجوان نسلوں کا اعتماد اسلام پر بحال کریں۔

اسلام کی حقانیت اور اس کی ابدیت و صلاحیت کو ثابت کریں اور زندگی کے تمام مسائل میں اس کی قیادت کو ثابت کریں۔ وہ ذاتی و سیاسی مفاد میں الجھ جائیں۔ اگر اس امت میں بڑے بڑے عالمین اور اتقیاء باطن دین پر جان دینے والے موجود ہوں۔ جب تک یہ خیر امت باقی رہے گی۔

وما علینا الا البلاغ المبین

دل بدل جائیں گے تعلیم بدل جانے سے

یہ تقریر انجمن تعمیرات اسلام ضلع کولھاپور کے زیر اہتمام مورخہ ۲۰ اکتوبر ۱۹۸۲ء کو مقام [illegible] کے پہلے ایک [illegible] میں کی گئی۔ اس موقعہ پر انجمن کے سکریٹری جناب ڈاکٹر اشفاق [illegible] نظم مولانا محمود حسن صاحب کے علاوہ دیگر [illegible] کثیر تعداد میں تھی۔ حضرت مہتمم صاحب نے قرآن پاک کے حوالے سے مسلمانوں کو بتایا کہ ایک مسلمان کے لیے کون کونسا پیشہ اپنے بچے کے لیے یا اس کے ایمان کے لیے خطرناک ہو چکا ہے مسلمانوں نے اسلام چاہیے [illegible] دشمنوں تک پہنچانے اور اسے مسلسل کو قائم رکھنے کے لیے [illegible] کے لیے قربانیاں دی ہیں۔

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین، ومن تبعھم باحسان ودعی بدعوتھم الی یوم الدین امابعد

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ○ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا وَّقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ عَلَیْھَا مَلٰٓئِکَۃٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ ○

"اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو، اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں

اور جس پر تند خو اور سخت مزاج فرشتے مقرر ہیں، جو اللہ کے حکم کی
نافرمانی نہیں کرتے اور جس کام کا حکم دیا جاتا ہے وہی بجا لاتے
ہیں۔"

حضرات! میں نے آپ کے سامنے قرآن شریف کی یہ آیت پڑھی ہے جو میں نے پہلے بھی آپ کے سامنے پڑھی تھی ہوگی اور قرآن شریف کی تلاوت میں آپ کی نظر سے گزری ہوگی لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ جو چیز ہماری نظر کے سامنے آئے اس پر کوئی غور بھی کرے۔ آپ بازاروں میں جاتے ہیں، سڑکوں پر چلتے ہیں، دکانوں پر بیٹھتے ہیں، آپ کی نظر کتنی پڑتی ہے، لیکن آپ سوچتے ہیں کہ آپ نے کتنی بار غور سے پڑھا اور آپ کو یاد ہے؟ آپ سے پوچھا جائے کہ آپ جس سڑک سے گزرتے ہیں، اس میں کتنے مکان ہیں اور کس رنگ کے ہیں؟ تو آپ نہیں بتا سکتے۔

آیت بڑی چھوٹی ہے، دو لفظ کی ہے، مگر اس کی ضرورت ہر وقت ہر جگہ ہر حالت میں ہر شخص کو ہے۔ اس پر تو عمل کرنا ہی ہے، ہر وقت ہر مرد کی چیز ہے، ہر عورت کو اس کی ضرورت ہے اور ہر بچہ کو اس کی ضرورت ہے۔ اس پر عمل کرنا کیا ہے؟ جیل خانے کا داروغہ اس پر عمل کرتا ہے، مدرسہ میں بھی اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "اے وہ لوگو جو ایمان لا چکے ہو" یا ایھا الذین اٰمنوا یہ "اٰمنوا" ایمان کا صیغہ ہے۔ ذرا لفظ پر غور کیجئے۔ قرآن مجید کا کوئی لفظ اتفاقی بھرتی کا نہیں ہوتا، کوئی لفظ بے معنی نہیں ہوتا۔ "ایھا الموصوفون" کہا جا سکتا تھا۔ "ایھا المسلمون" کہا جا سکتا تھا۔ مسلمان کا لفظ بھی ہے، ایمان کا لفظ بھی ہے، مگر اللہ تعالیٰ نے "یا ایھا الذین اٰمنوا" فرمایا۔ "اٰمنوا" کا لفظ بڑا وسیع ہے۔ "قوا انفسکم واھلیکم نارا وقودھا الناس والحجارۃ" اپنی جانوں کو، اپنے گھر والوں کو، اپنے متعلقین کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن ہے انسان اور پتھر۔ اس آیت کے مخاطب مسلمان بھی ہیں، مومن بھی ہیں، مؤمن

محمد کے نزول کے وقت موجود تھے، وہ دلیل مخاطب تھے یوں قیامت تک کی تمام نسلیں اور دنیا کی پیدا ہونے والے کل مسلمان کے بموجب مخاطب ہیں، کیونکہ پہلے مخاطب ان کے نوٹ تھے جو سوں اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تھے۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دینا جس نے شرف اسلام حاصل تھا وہ اس بیعت میں شریک تھے جو بیعت عموماً میں شریک ہونے والوں کے نام سے عہد نامہ میں اور خدا کے نئے جاں دینے کی بیعت کی تھی اور جن کے متعلق ارشاد ہے۔

لقد رضی اللہ عن المؤمنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم واثابھم فتحا قریبا ۝

(سورۃ فتح ۱۸)

ترجمہ: (پیغمبر) جب مومن تم سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے تو خدا ان سے خوش ہوا۔ جو (صدق و خلوص) ان کے دلوں میں تھا وہ اس نے معلوم کر لیا تو ان پر تسکین نازل فرمائی اور انہیں فتح عنایت کی)۔

جس کو انعام ملا تھا اور جس کو قیامت تک کے لئے سند دی گئی ہے کہ اللہ اس سے راضی ہو گیا سند یافتہ اور عہد نامہ پر دستخط کرنے والے بھی اس آیت کے مخاطب ہیں۔ بیعت رضوان میں شریک ہونے والے عشرہ مبشرہ بھی اس میں شامل ہیں اور ہر صحابہ بھی اس میں شامل ہیں اور ہر زندہ شہید بھی مخاطب ہیں۔

اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا کوئی آدمی جان بوجھ کر اپنے ہاتھ دل یا آگ میں جھونک دے یا آگ میں گھسے دیا سے؟ اس کا یہ مطلب کہ اللہ کہتا ہے اسے وہ دگنا خوب یاں لائے۔ اب تمہارا کام یہ ہے کہ اپنی جانوں کو بچاؤ اپنے

گھر والوں کو بچاؤ ... ہے آگ سے۔ کیا کوئی واقعہ آپ کے علم میں ایسا ہے جس کے بعد کسی بزرگ نے (اس واقعہ کا) حوالہ دیتے ہوئے کہا ہو کہ اپنے بچوں کو آگ سے دور رکھو۔ بچے آگ میں کودنا چاہتے تھے اور سبھی بزرگ اس واقعہ کے گواہ خاموش بیٹھے ہوئے تماشا دیکھ رہے تھے۔ اس سورت کا حال پڑھا تھا کیا ایسا کوئی واقعہ آپ کی نظر سے گزرا ہے؟ تو کیا یہ ضرورت پیش آئی ہے کہ اسے دوستوں جو ایمان نہ لائے ہوں ان کو یہ کام ہے کہ اپنی جانوں کو اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ یہ کون کہتا تھا اور کب یہ واقعہ پیش آیا تھا، یا پیش آنے والا تھا کہ مسلمانوں کے گھروں کے بچے آگ میں کودنا چاہتے تھے اور ماں باپ سو رہے تھے، فکر نہیں کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت ہی نازل کیا، سب چونک گئے اور سب اپنے بچوں کی فکر میں لگ گئے آگ میں چھلانگ نہ لگا دیں، پھر اس آیت کا مطلب کیا ہے؟

کیا اس آیت کا مطلب اس سے کچھ ہو سکتا ہے کہ اپنے بچوں کو اپنے گھر والوں کو ایسی چیزوں سے بچاؤ جو آگ تک لے جانے والی ہیں جن کا انجام یہ ہونے والا ہے کہ دوزخ میں جائیں، ورنہ دنیا کی آگ میں تو اپنے بچوں کو آگ کی طرف جاتے ہوئے دیکھیں اور روک نہ سکیں؟ خطرہ صرف اس بات کا ہے کہ آخرت پر نہ ہو کہ اس کے نتیجہ میں جہنم ہوتا ہے تو مطلب یہ ہوا کہ ایسے اسباب سے بچو جو دوزخ کی آگ تک پہنچانے والے ہیں۔ اس کو قرآن کی زبان میں "اسباب موبقہ" کہتے ہیں، یعنی وہ اسباب جو کسی نتیجہ تک پہنچانے والے ہوں۔ نتیجہ کے اعتبار سے ایک ہی عنوان کے ماتحت بہت سی چیزیں داخل ہیں مثلاً کوئی شخص کسی کو ایسی دوا دے رہا ہے جس کے نتیجہ میں موت واقع ہوتی ہے یا ہو سکتی ہے تو یہ قتل ہی کے مترادف ہے، اس لئے کہ اس نے وہ سبب اختیار کیا جس کے نتیجہ میں موت کا آنا یقینی ہے تو قانون بھی اس کو قاتل کہے گا، حکیم حاذق بھی اس کو قاتل ہی کہیں گے، یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے کہ ایسی چیزوں سے بچاؤ جو آگ

تک پہنچا دینے والی ہیں۔

اب میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ صورت حال اس وقت یہی ہے، بچوں کی دینی تعلیم کا انتظام نہ کرنا بچوں کو اس ماحول کے بالکل حوالہ کر دینا اور اس کو اس کے رحم و کرم پر چھوڑ دینا جو اس بات کا نہ مکلف ہے، اس بات کا مدعی، نہ اس بات کا اہل کہ وہ بچوں کو وہ تعلیم دے گا جس پر نجات موقوف ہے۔ جن کمیشنوں کی رائی ہوئی وہ تعلیم جس سے سادہ اکثریت کے نتیجہ میں ایمان کا خطرہ ہے۔ آخرت کی ہلاکت ہے تو اب یہ دیکھنا چاہئے کہ اس بات کو بچے کے لئے کیسے گوارا کیا جا رہا ہے؟ موجودہ تعلیمی نظام صرف لادینی (SECULAR) نہیں وہ ایک مثبت و معین نظام تعلیم (SYSTEM OF EDUCATION) ہے۔ ہندو دیومالا (MYTHOPOSITIVE LOGY) اس میں شامل ہے، انگریزوں کے زمانہ میں تعلیم سیکولر تھی، یعنی کتے کے قصے ہوتے تھے اور ہم میں سے بہت سے لوگوں نے انگریزوں کے عہد حکومت میں انگریزی پڑھی ہے، اس وقت ریان تک نے والی بتدائی کتابوں سے نہ کسی کے عقیدہ پر اثر پڑتا تھا، نہ کسی مخلوق کا تقدس پیدا ہوتا تھا اور نہ اس کائنات میں کسی مخلوق کا تصرف و اختیار معلوم ہوتا تھا، اس وقت بھیڑیے، چیتے، بندر اور لومڑی اور بلی کتے کے قصے بچے پڑھتے تھے ویسے کے ویسے ہی گھر آتے تھے جیسے جاتے تھے لیکن اب صورت حال یہ نہیں ہے، سرکاری نصابی کتابوں میں عقیدہ پر اثر ڈالنے والے اسباب، قصے کہانیاں اور مضامین ہوتے ہیں اور جو کسر کتابوں میں رہ جاتی ہے وہ ماسٹر صاحبان پوری کرتے ہیں، بچوں کو کچھ اجتماعی کام ایسے کرنے پڑتے ہیں جو اسلام کے عقیدہ توحید کے منافی ہیں۔

میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ جس راستہ پر جس پر پاؤں بھی نہ تھے ہوں اس پر کوئی بچہ سائیکل پر بیٹھا ہوا جا رہا ہو آگے کھائی ہو، سائیکل کا بریک بھی ٹھیک کام نہ کرتا ہو، باپ دیکھ رہا ہے کہ بچہ سائیکل پر بیٹھا ہے اور اس سے بھی واقف ہے کہ بریک نہیں ہے،

آس سے بھی واقف ہے کہ کون اور ترکیب کس سے وہ سائیل پیدا ہوئے ہوں لحاظ سے بچ سکے گا تو کیسے بچا سکے گا۔ اس باپ سے جو سے تو سمجھے ہے بچے وکھن میں رہے ، کہ کوئی عدد اس سے انکار کر سکتے ہیں

اس سے انکار نہیں کر سکتے تو اب میں اپ سے بچوں کو جو اطاعت تعلیم سے بچے گا یہ کیسے سلامت رہے گا۔ اور قرآنی اصطلاح میں تعلیم کا نظام کیسی ہے (کسی سائیل میں ، ایک نظام متعارف کرایا جا سکتا ہے) جس میں تحفظ کا انتظام ہے کہ کوئی بچہ جو بچپن سے ماں کی اصلاح کی جائے ہے اور اس کو قرآنی اصطلاح میں DOSE یا جاتا ہے۔ صباحی ، شب میں تعلیمی حلقے میں کون دینی سے سال سابق ہے۔ ماں باپ دین کی تلقین کرتے ہیں ، اچھے اچھے شوق تحریر اور دین موضوع سمجھاتے ہیں ، مگر کام دل دینی ہے اب وہ کسی وجہ میں بریف کے تمام مقام میں ہوا ، ایسا نہیں تو آپ نے وہ اپنے بچوں کے کان میں کہا ہے کہ اسکول کی بہت بار لیا ہے ، ہمارے میں سے ہی نے مزدوں ہے کہ آپ نے بچے کا نام کسی اسکول میں لکھوا دیا ہے دوسرے کوئی انتظام نہیں کیا ہو آپ نے اپنے بچے کو کیف طرح کی تعلیم دی ہے ، وہ غیر مسلمانی ماحول میں جا کے ، اگر وہاں کا چلا گیا اور اس سے کوئی انتظام نہیں ہے ، رہ جاتا ہے کہ بچے کی تعلیم ہو سکے ، کلچے میں کسی کتب کا انتظام ہے ، آپ بتائیے یا آپ " قوا انفسکم واھلیکم نارا " کے مخاطب نہیں ہیں '

لفظ کے یک رنگ علم میں خواتین کی بڑی تعداد تھی میں نے کہا اب میں کا تعلق پڑھے لکھوں سے ہے ، یک تعلیم یافتہ خواتین ایک خوبصورت شریف تہذیب سے ہیں ، بے پڑھی اور متمدن ہیں ، بات میں ان کا دل کیسے ہے ، ان کی عمر کے بیان ، ان سب بچیوں کی دینی تعلیم کی بات کرتی ہیں ، بہت دیر سے بعد یہ اکثر خواتین بولیں معلوم ہوتا ہے کہ خاتون کالوں دینی تعلیم اور ہے ؟ صحیح پڑھوں سے ہے ؟

کون اندرونی بات ہے؟ بہت پوچھنے پر معلوم ہوا کہ چھٹیوں میں گھر جانے پر جیب خرچ کی بچت میں سے کچھ حصہ ملتا ہے کہ کتنی دیر میں اس نے تیل نکال لیا اور مسالہ کتنا پیسا۔ پھر اس آگ لگانے والے کھیل سے پوچھا کہ تم نے کیا عمر سے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم سال کی تبدیل کیجئے کہ ماں کے بال کھانے سے پہلے کیسے ہوں گے اور جب وہ بوڑھی ہو جائے گی تو ہم کیسے ہوں گے۔

ع — عشق ست و ہزار بدگمانی

محبت ہو سب کچھ ہی بجا دیتا ہے۔ وہ چھوٹے سے اللہ نے ماں کی محبت دی ہے بچوں کی ماں سے وہ تمام جو ہمیں بعد میں ہوتی ہیں۔ ماں سے ہمارے نقش و طرح ہیں۔ بچے کہتے سمجھتے ہیں پہلے ماں کو پایا اور اس کو ہوا ان سے کی۔ بعد تھا پھر ہی کہیں کہ یہ بھائی ہے کس طرح اس سے کام لیا جائے۔ ان سے ان کی ماں کے پیار کے بارے میں آگ لگانی۔ جب گھر کے تو معلوم ہوا کہ [illegible] پیش آیا اتنے دور کے اتفاقات کی جیسے وہ بچی ان میں اس طرح بے چین ہو آئی تھیں کہ جیسے کوئی ڈوبتے ہوئے کو بچانے کے لئے پھر پکڑا ہو یا کوئی ڈوبتے ہوئے کو۔

کہاں سے ماں کے دل میں دین و ایمان سے محروم ہو جانے والے اتفاقات جانی خطرات کے خیالات سے یاد دلوں کی کمی ہیں۔ خواہ چاہے وہ ماں کے دل میں پیدا ہو۔ ہمارے بچے بڑھتے ہیں ہم کو آپ نے ایک دن کہیں بتایا تو حید کیا ہے؟ آپ نے کوئی اتفاقاً اپنے شوہر میں بچے کا تعلیم کی جیسے بچے پڑھ کر چلے اسکولوں میں جاتے اور اپنے یہاں بچانے کے لئے آتے ہوتے گھر میں ہوں وہ جس وقت اور بستی میں یہ تعلیم اسکولوں کو نہیں یا ہیں جس کی مدرسوں کا کوئی دل ہو وہاں یہ حالت ہے

کر اب جو بچے آ رہے ہیں وہ بھی ایسی بنیادی باتوں سے ناواقف ہیں جن کا ہمارے بچپن میں خیال بھی نہ ہو سکتا تھا کہ کوئی مسلمان بچہ ان سے ناواقف ہوگا۔

اس صورت حال کا نتیجہ کیا ہوگا نسل کی نسل دین سے بالکل نا آشنا ہوگی، اردو پڑھ نہیں سکے گی۔ آج یہ حالت ہو رہی ہے کہ ایک بڑے علیگ کالج کے جس کی ایک تاریخ ہے ایک طالب علم سے کوئی مضمون لکھوانا تھا خط لکھوانا تھا، تو سوچا کہ یہ صاحب تو طب کی کتابیں پڑھتے ہیں عوام طور پر عربی فارسی میں ہیں، بہت نیچے اتریئے تو اردو میں ہیں ان سے کہا آپ لکھئے وہ لکھتے رہے لوگ سمجھتے رہے کہ لکھ لیا دیکھا تو وہ ہندی میں تھا، ان سے کہا گیا کہ آپ یونانی طب پڑھتے ہیں اور اردو کیوں لکھ سکتے؟ انھوں نے کہا کہ ہمیں تو یہی پڑھایا گیا ہے تو ایک ایسی نسل کے تیار ہونے کا خطرہ نہیں، مشاہدہ میں آ رہا ہے، دین کی بنیادی چیز اس سے ناواقف، بنیادی عقائد سے ناواقف، اللہ، رسول کا ہمارے دل و دماغ میں جو عقیدہ ہے ہو ہے اس سے ناواقف، یہ نسل پیدا ہو گئی ہے اور جوانی کے قریب اب پہنچ رہی ہے شروع ہونے کا زمانہ تو گیا آنکھوں سے دیکھا گیا ہے کہ سیرت پر تقریر کرتی ہے سلامیہ اسکول ہے، کالج ہے، جامعہ ہے اور ایک مسلمان تو جوان طالب علم کو کسی نے سیرت کا مضمون دیا وہ ہندی میں لکھ کر لایا، اور اردو میں پڑھا، الفاظ تو اردو اور رسم الخط ہندی، اور یہ رسم الخط تو وہ چیز ہے کہ آرنلڈ ٹوائن بی (PHILOSOPHERHISTORIAN) اس نامہ کا بڑا فلسفی، مؤرخ ARNOLD TOYNBEE نے لکھا ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ اب کسی سب خانہ کو گن لگانے کی ضرورت نہیں، رسم الخط (SCRIPT) بدل دینا کافی ہے۔ اس سے اس قوم کا رشتہ اپنے ماضی سے بالکل ٹوٹ جائے گا اور اس کی پوری تہذیب اس کے لئے اجنبی ہو کر رہ جائے گی اور پھر جس طرف چاہے لے جاؤ۔ جو چیز کسی ملت کو اس کے ماضی سے اس کے مذہب سے، اس کی تہذیب سے، اس کے کلچر سے مثالی ہے وہ رسم الخط ہے، رسم الخط بدل گئی۔ اب

الحمد لله اکثر منی بشهادتهم ۔ اس حد کا شکر ہے جس نے ان کی شہادت کو بڑھایا
میرے خلاف بڑھایا۔ یہ کی شان ہے کہ اسلام پر سب کچھ قربان

آج مسئلہ یہ ہے کہ اس دل کو کیسے بچایا جائے کیسے مسلمان رکھا جائے۔ ہر مسلمان ضمیر
کی صلاح کی کوشش سے ساتھ ہی اسلام کا کوئی متوازی نظام بھی ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ
ہمیں اس پر اتفاق نصیب فرمائے۔ اللہ ہم کو عمل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

وما علینا الا البلاغ المبین

صنعتی اور سائنسی علوم کی تعلیمی افادیت واہمیت اسلامی تعلیمات اور دور ماضی سے اس کا ثبوت

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ومن تبعہم باحسان وندعی مدعوتہم الی یوم الدین
اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم وانورنا الحدید فیہ باس شدید ومنافع للناس ولیعلم اللہ من ینصرہ ورسلہ بالغیب ان اللہ قوی عزیز۔

قرآن مجید میں صنعت کا ذکر

معزز حاضرین کے اس مجمع کو جس میں اہل علم حضرات اور ان سے بھی بڑھ کر اہل علم حضرات شریک ہیں دیکھ کر میرے دل میں کئی خیال آتے ہیں (خدا مجھے معاف رکھے) کبھی یہ خیال آتا ہے کہ معزز حضرات (خاص طور پر جن کی تعلیم علوم دینیہ اور محدود ہے) کا ذہن بھی اس طرف منتقل نہ ہوگا کہ قرآن مجید میں صنعت کا بھی ذکر ہے۔ کبھی یہ خیال آتا ہے کہ میں نے اپنے وقت میں صنعت سے تجربہ کا سہارا اور خدمت خلق کی نیت اور انسانیت کے ناطے سے کم اعتقاد اور بہت طلبی خفاشت کی کم لوگوں سے سنی ہیں یہ باتیں سے آپ کے سامنے قرآن مجید کی آیت

وانزلنا الحدید فیہ باس شدید ومنافع للناس ولیعلم

اللہ تعالیٰ کی مدد کرے اور اس کے رسول کی مدد کرے بیشک اللہ قوی عزیز ہے

اور لوہا پیدا کیا اس میں (سخت جنگ کے لحاظ سے) سخت بھی شدید ہے، اور لوگوں کے لئے فائدے بھی ہیں، اور اس لئے کہ جو لوگ بن دیکھے خدا اور اس کے پیغمبروں کی مدد کرتے ہیں، خدا ان کو معلوم کرے، بے شک خدا قوی (اور) غالب ہے"

اللہ تعالیٰ احسان رکھتے ہوئے اہمیت کے ساتھ ذکر فرماتا ہے کہ ہم نے لوہا نازل کیا، پہلے خیال کیجئے کہ اس کے لئے عربی میں کیا لفظ ہو سکتے تھے "خلقنا" کہا جا سکتا تھا یعنی ہم نے پیدا کیا" لیکن نازل کرنے میں خصوصیت اور اہمیت ہے اور اس کے ساتھ قدرت اور رحمت خداوندی کا جو عنصر شامل ہے وہ کسی اور لفظ سے ادا نہیں ہو سکتا۔ آپ جانتے ہیں کہ ٹیکنالوجی (TECHNOLOGY) یعنی ٹیکنالوجی ہی نہیں بلکہ فنی تعمیر (آرکیٹکچر) بھی ہے اور دوسری چیزیں جن کا سب وغیرہ ہیں۔ سنگی مشقیں ہیں اور جنگی کارروائیاں ہیں اور کتنے تعمیری اور دفاعی انتظامی کام ہیں۔ ان سب میں ہو ایک مزدور کی کردار ادا کرتا ہے اور کوئی نظام صنعت و حرفت اس سے خالی نہیں ہو سکتا۔ یہ قرآن مجید کا اعجاز ہے کہ ہمیں معدنی دھاتوں کو چھوڑ کر حدید (لوہے) کا انتخاب فرمایا اور "فیہ بأس شدید" ہم نے لوہے کو نازل کیا اس میں بڑی طاقت ہے، واقعہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت کا مظہر ہے اور اس سے رحمت کا بھی ظہور ہوتا ہے، وہ صرف تلوار بنانے کے لئے نہیں ہے، وہ صرف بندوق، توپ بنانے کے لئے نہیں ہے، وہ صرف گولی کو تیز کرنے کے لئے نہیں ہے، اور اس کو شامل رہنے کے لئے نہیں "فیہ بأس شدید ومنافع للناس" جو بات اس حقیر سے ذہن میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ لوہا کا صفحہ ہے جس میں بڑی طاقت رکھی ہے "اس حقیر" ومنافع للناس" لوگوں کے لئے بہت سے منافع ہیں۔

پھر اس نے اور آگے بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر کیا ہے کہ

وعلمناہ صنعۃ لبوس لکم

اور ہم نے اس کو علم دیا کہ ہتھیار بنانے کا علم دیا۔"

ہم نے ان کو وہ علم دیا جس سے وہ جنگ میں انسانی کی حفاظت کا کام لے سکیں ہم نے ان کو ایسا علم دیا ہے جو ہر حملہ آور سے ان کو وہ حفاظت عطا فرمائی جس سے کہ وہ دشمن کے شیشہ کا کام لے سکیں لوہے سے کئی بہت کمزور سے کمزور دفاعت کا کام لے سکیں، اور تخریب ہی نہیں بلکہ تعمیر کا کام لے سکیں، یہ ایک ایک لفظ معجزہ کی حقیقت رکھتا ہے

پھر ایک فرد کا معاملہ نہیں ہے قرآن مجید آگے بڑھتا ہے حضرت سلیمان بن داؤد علیہا السلام کے متعلق (جن میں جن وانس ہیں) ان کے احکام بشاری تعمیل کرتے ہیں اور صنعتی و تعمیری کارنامے انجام دیتے ہیں اور جو وہ چاہتے ہیں بناتے ہیں، اس میں کسی بھی تصرف کر دی گئی، وہ تخریبی مقاصد کے لئے نہیں کرتے جب اس میں سلیمان علیہ السلام کی رہبری شامل ہے، کس میں ان کا علم چلتا ہے اور ان کے اشارہ سے کام ہوتا ہے تو وہ تعمیری ہوگا اور نافع الخلائق ہوگا۔ "یعملون ما یشاء" یہ نہیں کہ جو چاہیں وہ بنا لیں، جو وہ چاہتے ہیں بناتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ ان چیزوں کی اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی طاقتوں کو اللہ کے منشاء کے مطابق اور نبی کو جو پیام دیا جاتا ہے اور جو مقاصد عطا ہوتا ہے اس کے تقاضوں اور اس کی خصوصیات کے مطابق اس کو استعمال کیا جائے۔

ساری دنیا کی خرابی یہ ہے کہ وہ چیزیں تخریبی اور سلبی DESTRUCTIVE & PASSIVE مقاصد کے لئے استعمال کی گئیں، یعنی اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں فرمایا کہ یعملون ما یشاء وہ آرائشیں تھے جو چاہتے بناتے لوگوں پر حملہ کرتے اور قوموں کو تباہ کرتے اور ملکوں کو برباد کرتے۔

میرا اندازہ ہی نہیں تجربہ ہے کہ سائنسی ریخ کا اس نقطہ نظر سے اس عنوان کے تحت بہت کم مطالعہ کیا گیا کہ مسلمانوں نے کہ سائنسی ترقی کی اور اس وقت اس موجودہ دنیا جسے ترقی یافتہ دنیا کہتے ہیں۔ سائنسی دنیا PROGRESSIVE کہ ہے دو علم سے مسلم دنیا ہے اس میں کتنا حصہ CONTRIBUTION مسلمانوں کا ہے۔

منطق کے طور پر ایک بات کہنا ہوں، فلسفہ میں دو چیزیں ہیں ایک قیاس جس کو (DEDUCTIVE LOGIC) کہتے ہیں دوسرا استقراء جس کو (INDUCTIVE LOGIC) کہتے ہیں ایک تاجی حقیقت اور مسلمہ واقعے کہ سائنس نیچرل اور علوم عمرانیہ کا جو میں آتا اور ترقی کرنا منطق استقرائی کا رہین منت ہے اور یورپ میں سائنس اور اس کی شاخوں کا ظہور اور تجربہ اور رصدی کا عہد اس وقت سے شروع ہوا جب سے کہ کسی نے قیاس کے بجائے استقراء سے کام لینا شروع کیا اور یہ استقراء کا اصول اور منطق استقرائی عرب کا عطیہ ہے جو اندلس (سپین) کے راستے سے یورپ میں آیا۔ مؤلف بارن GUSTAVE (LEBON جو مشہور و مسلم مورخ و مصنف ہے لکھتا ہے

"لوگ بیکن اور مطالعہ استقرائی منطق (INDUCTIVE LOGIC) جو علم جدید کی اصل حقیقت رکھتے ہیں بیکن (FRANCISBACOM) کی طرف منسوب کرتے ہیں، مگر اصل یہ اعتراف کر جانا ضروری ہے کہ یہ طریقہ مکمل عرب پر عربوں کی ایجاد ہے"

قیاس یہ ہے کہ آپ پہلے سے ایک نظریہ قائم کر لیں اور کہیں کہ ایسا ہونا چاہیے اس کے بعد جو چیز آئے اس کے ماتحت کر دیں، اس پر APPLY کریں اور کہیں کہ یہ ایسا ہی ہوتا ہے، مگر اپنی بات سے باپ محدود تجربہ سے، کیوں کہ یہ غیر محدود نہیں ہوتا آپ نے ایک کلیہ قائم کیا کہ فلاں چیز میں یہ ۲ برے اوصاف ہیں اس کے بعد آپ نے جو دوسری چیزیں دیکھیں ان کو اس کے ماتحت اس کی لائن میں جو مت ہے آپ نے اس کو دل دیا۔ یہ قیاس

ان کے مقام طلسم پہنچ کر دیکھا کہ یونان شاعر پر بھی چھا رہا تھا۔ یونان سے
دکھ کے ساتھ [illegible] جاتا ہے کہ یونان سے لیاس میں اس قدر ترقی نہ ہو
سکی۔ یہاں بھی جو مجسمے اور عمارتیں پائی جاتی ہیں وہ سب یونانی طرز کی ہیں۔

مختلف ممالک کے مختلف زمانوں کے لباس کا مطالعہ کرنے سے ان سب میں جو
چیز قدر مشترک COMMON FACTORS ہے اس کا اصول بنانا اس کا کام ہے جو شخص
لباس پر کتاب لکھنا چاہے اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کی تاریخ لکھنے سے پہلے
یورپ کی ترقی پر کتابیں لکھی ہیں۔ ان کا اس پر اتفاق ہے کہ یورپ کی ترقی دراصل یونان کی مرہون منت ہے۔
صنعتی خواص و عادات و اقوام کی بنیاد استقراء پر ہے اور اس اسلوب جانچنے میں
کہ استقراء کا اصول کہاں سے آیا ہے۔ کہنے سے استقراء کا اصول آ جاتا ہے یورپ
والے یہ بتاتا ہے کہ آپ دیکھتے کہ پانی میں یہ خاصیت ہے کہ اس نے ہوا کو پیدا
کیا ہے۔ اس میں یہ خاصیت اپنی طرف سے ایک اصول آپ نے جلدی میں بنا لیا ہے
یہ بنا لینا تو کچھ نہیں کہ سمجھ گئی سمجھ گئے نہیں اپنی بات سے آپ نے کہا ہے
اور کہا ہے اس سے بعد سارا پورا دن اس کے ماتحت سے آئے ہیں سب
پانی سے پانی ہوا میں بھی ہے اصل ہوا میں سے وہ نکلتا ہے کہ آپ جلدی سے
یہ چیز میں دیکھیں ان کی خاصیتوں کو سمجھ لیا ہے اس میں بھی درخت بھی
ہیں پتے کوئی بھی ہیں اور ان میں بھی مختلف اشیاء کو بھی
ہیں

پھر ان کے خواص ہیں ان میں مشترک چیز کیا ہے اس کے بعد کیا یہ ہیں کہ
یہ چیز ہیں ہے یہ خیال سے یہ نتیجہ نکالا ہے اس نے یورپ کے ذہن کو اس
نے مشق مطالعہ سے مسلمان کیا اور اس کی ترقی اسی میں سے شروع ہوئی۔

کرتا آپ مجھ سے پوچھیں کہ اس علم کو پیدائشی یا فطری، جیسے ان فنون کا ہونا ہے تو میں کہوں گا اس کا ہونا پیدائشی ہونے سے جس سے استعداد کو یورپ سے ملنا اور استعداد کو یہاں سے حاصل ہو

کی طرح اس علاقہ میں جس میں ہوا، اوا کہتے ہیں، اس میں بخارا اور سمرقند وغیرہ شامل ہیں، ابو العلی سے ۱۰ چودھویں پہلے ہیں سے ہوکر فیاضوں اہل بخارے کے علماء فلکی اور محققین پیدا ہوئے، شیخ الرئیس ابن سینا کی کتاب "الشفاء" ہے، آج بھی اس سے استفادہ کیا جاتا ہے اور حیرت ہوتی ہے اس کی حکمت پر اور اس کے تمام تجزیہ پر اور ذات یہ کہ کس طرح اس نے اعضائے انسانی اور خلقت انسانی کے مواضع سمجھے ہیں اور کہتے ہیں اور امراض کی شخیص کی اور ان کا علاج بتایا، اس طرح مختلف میدانوں میں عالم اسلام نے اور ترقی کی جو یورپ کے لئے ایک بنیاد بن گئی، یہ بات زبان علمی اور سمجھی پڑھی ہے کہ اسلامی ترقی سائنس کی ترقی اور جو اسلامی علوم ہیں ان سے یورپ کی ترقی یورپ سے شروع ہوئی ہے اور یورپ اس کا گو، معلم اول ہے یہ بات مسلمات میں سے نظری، عملی اور خصوصیت پر بھی ہے، مجھے خدا نے موقع دیا، کہ میں اپنی آباد میں نے سپین (جو اب اسپانیا) میں اس کے ایک کونہ طلیطلہ (TOLETOLA) سے لے کر غرناطہ (GRANATA) تک گیا، میں نے اس کا قلعہ دیکھا، شہر دیکھا، ترقی کی سطح دیکھی اور وہاں کی عمارتیں اور کارنامے دیکھے، اسی طریقے سے جہاں جہاں مسلمانوں کے دارالسلطنت ہیں وہاں آپ کو معجد میں ملیں گی جس پر حیرت ہوتی ہے کہ کس نے وہ شہر میں بنائی تھیں، بنا دیں جیسے بھیج گئے تھے، یقین نہیں ہوتا ہے کہ ان کو اس طرح بنایا جا سکتا ہے اور سمرقند کی جیسی لوگ پیدا ہوئے جو اسی قرن آئے، وہاں کا تاریخ میں اعتراف کیا جاتا ہے کہ جب سے اسے نظر آتا ہے جو سب سے پہلے ان ہی لوگوں سے بیچتی کے ہیں۔

یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ ایک بدعت کی جانبداری ہے میں اپنی دینی اصطلاح میں بول رہا ہوں کہ بدعت سے لوگوں کو اس بدعت سے روکا جائے یہ بدعت نہیں ہے بلکہ میں کہتا ہوں کہ یہ مسلمانوں کی ایک قدیم سنت کا احیاء ہے اور اس کو زندہ کیا جا رہا ہے، اور مسلمانوں کو اس کی بڑی ضرورت ہے، اور مسلمان ان میدانوں میں بھی بہت سی قوموں سے آگے رہے ہیں، میرا مطالعہ یہ ہے کہ سفر کرتا رہتا ہوں اور مختلف تعلیمی حلقوں اور اداروں میں جاتا ہوں اور ہندوستان میں تمام ہندوستان سے متعلق خطوں میں ہار گیا ہوں کہ مسلمان اسی زمانہ میں ٹکنالوجی اور سائنس کے میدانوں میں پیچھے ہیں، اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کا ذہن ادب اور شاعری میں زیادہ چلتا ہے، انہوں نطقہ کی طرف زیادہ چلتا ہے، اور بعض لوگوں نے یہ کلمہ بنالیا کہ مسلمان قوم حس میں لطف آئے اور حس میں حسن ہو، زائقہ بھی ہو، اس میں مسلمان کا ذہن زیادہ چلتا ہے باقی وہ چیزیں جو ذرا خفا کشی چاہتی ہیں، صبر چاہتی ہیں میاحس میں دریگتی ہے اور خوب مزہ معلوم ہوتی ہیں، اس میں کم چلتا ہے، حالاں کہ یہ صحیح نہیں ہے، جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے یہ بہت ہی مضحکانہ فیصلہ ہے

مجھے بڑی خوشی ہے، مبارک باد دیتا ہوں کہ ہمارے شہر میں یہ ایک مرکز قائم ہو رہا ہے اور ایسے مرکز کی ہر شہر میں ضرورت ہے اور مسلمانوں کو ایسے مراکز چلانے کی ضرورت ہے، اس لئے کہ اب بھی سیاست یا جمہوریت اور علم وفن کے دور میں اب بھی ٹیکنالوجی کی صنعت کی، اور تحقیقات کی اور سائنس کی مختلف شاخوں کی ضرورت ہے، اور افادیت سے ارشاد ہوتا ہے کہ یہ اہمیت اور بڑھے گی، اور ہم ہندوستان میں عزت کی زندگی اپنی صلاحیت سے گزارنے پر تیار اور خود کفیل بننے کے قابل اس وقت تک نہیں ہو سکتے جب تک ہم ان میدانوں میں بھی مہارت حاصل نہ کرلیں اور کم سے کم اس سے کام سے لگیں۔

حضرت میں اس ادارہ کے قیام پر آپ کو مبارک باد دیتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کو ترقی دے، اور اس کی شاخیں قائم ہوں مختلف امصار میں اور مسلمانوں کو ان علوم سے جو بے گانگی اور جو بعد پیدا ہو گیا ہے وہ دور ہو اور وہ ان اداروں سے پھر باہر نہ کو نکالیں کہ وہ پھر علموں کو، دیانی کی طاقتوں کو اور ان سب کے راز کو سمجھے بلکہ ان کو بنانے تک کی صلاحیت پیدا کریں تاکہ مسلم ممالک اور مسلم معاشرہ کی جو اقدار VALUES اور معیارات STANDARDS اور مقاصد ہیں ان کی حفاظت کر سکیں۔ یہ بہت بڑی خدمت ہوگی اور اسلام کو اس وقت پہنچانے کا راز ہوگا اور یہ ہے کہ معاش کے ساتھ ساتھ ایک خیر الامۃ کا کام ہوگا

وما علینا الا البلاغ المبین

اکوڑہ خٹک میں حضرت سید احمد شہید کے جہاد اور شہداء کا خون دارالعلوم حقانیہ کی شکل میں رنگ لایا

پیر ۱۹ ... ۱۹۷۱ء کو ... دارالعلوم حقانیہ ... علوم ... طلباء ... حضرت ... سے ... کی ... حضرت ... سے ... دارالعلوم ... حاصل ... ہے

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله محمد و آله واصحابه اجمعين ومن سلهم باحسان وعلى علومهم الى يوم الدين اما بعد!

عبادت کی مشقت

... ایک حدیث میں فرمایا ہے کہ اے عائشہ! ... عبادت ... ہے ... ہوں۔ ... تم ... آپ ... دیتے ... ان ... ہوئے تھے ... علم ... کی ... نے ... پیچھے ... ہے ... صدیقی ... کا مصداق ہے عشاء ... پڑھ ... جاتے ... آرام ... وہ تھے ... ہاتھ ... ہوتے ... رہتے تھے ... ہاتھوں ... ان ... کرتے ... تھے ... گرمیوں ... دیا ... تھی ... ان ... قوم ... کی ... سب ... ہے ...

اسلام ہند میں

ہیں آتا ہے

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا

ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رؤف رحیم ۝

[illegible]

مجھے نہ لگا ہے۔ پھر کہتا ہوں کہ عالم اسلام میں صدیوں بعد جو پہلا پاک جوان ہوں۔ جس میں کوئی ملاوٹ نہیں تھی۔ وہ جوں جس سر میں میں پہلی بار ہے ہوا آپ کی سرزمین سے یہ کوہ خنکی رہی ہے جس کے متعلق سر اقبال جاناں کا شعر گنگنا دوں گا

جا ہر دیش نے بقاک دوں غلامیں
ہے خاصہ کمدان ما خاکاں پاک طینت ا

جہاد کی تین شرطیں

یہاں یہ بات بھی کہ اس جہاد خصہ لوجہ اللہ کی جو بنیادی تین شرطیں قریب قریب ختم ہو چکا تھا۔ فساد کے تعلق کسی قاری کے متعلق کسی فوج کے متعلق نامے میں لکھتی ہے جو شروع سے ہے پہلے ہی نے ہلال عام بھیجا کسی جریدے کو جس کے صدف سے جہاد کرنا تھا تین چیزیں ہیں۔ پہلی دعوت تمہارا یہ ہے کہ تم اسلام قبول کرو۔ تم اسلام قبول کرو گے تو ہم یہ ہیں تمہارے جو لے جائیں گے ہم تمہارے جائیداد کے پھر تمہیں کوئی حق نہیں ہوگا کہ تمہیں تم تمہیں اس لئے ہے کہ تمہارا کا نظام نہیں ہے یہ کافر مسلک کا بالا ہے۔ یہ اسے کے ساتھ عہد پیمان کرنے ہوتے ہیں۔ اور حقدار ہو گا تمہیں یہ منظور نہیں تم جزیہ یا منظور ہو یا جنگ کرو۔ ہمارے میں جاؤ تم تمہاری حفاظت بھی کریں گے دوستیں اپنے حال پر باقی رہیں گے۔ اگر یہ بھی منظور نہیں تو پھر لڑنے کیلئے تیار ہو جاؤ جہاد کی یہ میں شرطیں تھیں۔ یہ بات تو مشہور ہے لیکن کہ نوح الملاں بلاغی میں آنا ہے کہ جب سرقند فتح ہوا تو وہاں کے لوگوں کو کس طرح پتہ چل گیا کہ اصل تہذیب اسلام میں ہے کہ سب سے پہلے اسلام کی عدالتی ہے۔ مجھے اس کے بعد جزیہ کی پیشکش کی ہے۔ وہ بھی منظور نہ ہوا تو پھر قتل ہے۔ تو لوگوں نے دیکھا کہ سرقند میں یہ جس داخل ہو گئیں بغیر دعوت اسلام دیئے اور بغیر جزیہ کا مطالبہ کئے ہو

ن ایک عرصہ کے بعد سوئٹ ۔ جب کہ مسلمان وہاں رہتے تھے وہاں گھومتے تھے
واقعات سے ہے اندازہ یہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی خدمت میں جنہیں صحابہ
تابعین میں شامل کیا جاتا ہے جنہیں خلیفہ خامس کہتے ہیں ان کا معمول تھا۔ وہ خلیفہ
بننے میں اور شریعت پر عمل کرتے ہیں ایک بھائی کے پاس بھائی کے
شکایت کی کہ فلاں علاقہ میں اتنے عرصہ سے علم شرعی پر عمل نہیں ہو رہا ہے انہوں
نے وہیں بیٹھے بیٹھے ایک پرچہ لکھا وہاں کے قاضی کے نام کہ اس وقت تمہیں یہ پرچہ ملے
اس وقت سے تم اس بات پر شہادت نہ لو کہ اس وقت سے پہلے کے دو مہینے
کے اندر اندر قتل ہوا ہے اس وقت سے پہلے یا کوئی ڈکیتی ہوئی ہے اس وقت سے
پہلے کوئی چوری ہوئی ہے اس پر یہ ہے کہ پہلے اسلام اور پھر جو بڑی ڈکیتی کی گئی تھی تو تمہیں
معلوم ہو جائیں اس وقت تک تم فوجداری کے حدود سے باہر جا چکے ہو جائیں اس
کے بعد اس بات پر ہیں پہلے اس عرصہ کو اسلامی حکومت ہیں گزشتہ دو قسم
نہ ہو کچھ جو بھی کہا جائے گی تو ہم اس پر ہاتھ کریں۔ قاضی صاحب کو پرچہ ملا
انہوں نے حساب لگایا مدینہ منورہ سے فلاں فوج نے فلاں میں اور وہاں کی رپورٹ
میں ڈیڑھ مہینہ کا فاصلہ رکھا ہے کہ ایک کو ظلم کی نے اپنی قوم تمیم سے انتقام لینے
سندھ کا راجہ داہر کی بیٹی کا واقعہ ہے ایک عورت مسلمان کی حیثیت سے حاضر تھی
کہ کچھ لوگ اس سے چھیڑ خانی کر رہے تھے انہوں نے کہا کہ ہاں مجھ سے یہ غلطی ہوئی کہ
میں نے مدینہ میں اسلامی فوجات کے سلسلہ میں اس پر عمل نہیں کر لیا اور
سب معاملات کو ۔ تو قاضی صاحب نے حکم دیا کہ مسلمان اس شہر سے نکل کر یہ
آ جائیں۔ مسلمانوں نے گھر بار چھوڑ دیئے تھے، جائیدادیں جو بھی تھیں، سب کو لوگوں
نے اونے پونے بیچا تھا سب کچھ چھوڑ کر اس کو بھاگ کر چلے گئے، واپس جا کر کفار سے
گئے، جب وہاں کے سب لوگوں نے بھاگ کر جانے والوں سے مشورہ کیا

یہ معاہدہ دیکھا کہ شریعت کا اتنا احترام ہے کہ ان کے دل میں اور عدل و انصاف کا اتنا لحاظ ہے کہ وہ اپنے قائد اور کمانڈر انچیف پر بھی اسے نافذ کرتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ اب لڑائی کی ضرورت نہیں، ہم خود مسلمان ہوتے ہیں، چنانچہ سرحد سارے کا سارا مسلمان ہو گیا اس واقعہ کے ذریعہ میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ اس وقت بھی جہاد کی اس سنت پر عمل کی وقت چھوٹ جاتا تھا اور اس کے بعد تو معلوم نہیں تاریخ کا تعین تو مشکل ہے مگر اس کے بعد مسلمانوں کی فتوحات کی تاریخ میں ہم یہ نہیں دیکھ سکتے کہ اس سنت پر عمل کیا گیا ہو۔ ہوا یہ کہ وہ جس بڑھتی چلی جاتی تھیں اور جو علاقے اور جو شہر ان کے راستے میں آتے انہیں فتح کر کے آگے بڑھتے جاتے مگر اس اللہ کے بندے نے اس سرزمین میں جس کا نام حضرت سید احمد شہیدؒ ہے اور ان کے ساتھی مولانا شاہ اسمٰعیل شہیدؒ جنہیں ان کا وزیر اعظم کہیے، یا دست و بازو کہیے یا لشکر کے قاضی مفتی اور شیخ الاسلام کہیے، ان دونوں نے پہلی مرتبہ اس سنت پر عمل کیا اور یہیں سے وہ اعلان نامہ شائع کیا گیا جو لفظ بلفظ کتابوں میں منقول ہے تو پہلی دوسری میں ہے جوان مجاہدوں کے خون سے لالہ زار ہوئی۔

خونِ شہیداں ضائع نہیں ہوتا

میرے عزیزو یاد رکھو خونِ شہیداں ضائع نہیں ہوتا، وہ ہزاروں باغ لگھاتا ہے اور اس کے نتیجے میں جیسے باغ پیدا ہوتے ہیں ویسی طرح مدرسے بھی پیدا ہوتے ہیں خانقاہیں بھی پیدا ہوتی ہیں، مسجدیں بھی صفحہ وجود میں آتی ہیں اور دور تک اللہ کی راہ میں دعوت ہو جاتی ہے، اس لئے کہ اس پر شہیدوں کا اور مجاہدوں کا خون بہا ہے تو آپ کی اس سرزمین کو یہ فخر حاصل ہے کہ یہاں پر اللہ کی راہ میں اس جہاد کا آغاز ہوا اور بھی میں راستے میں سنا رہا تھا کہ ہمارے رائے بریلی کے ایک خان صاحب تھے عبد الحمید

خاصا صاحب ان کا نام بھی اس فہرست میں شامل تھا جنہیں رات کو بھیجا جانا تھا۔ اکوڑہ کے چھاپہ کے لئے رات کو چھاپہ ڈالنا تھا اور یہاں سے مجاہدین کی جو مرکز و نگاہ تھی چھ کوس یا اس کوس کے فاصلے پر اور پھر رات ہی کو خون مار کر واپس ہونا تھا تو حضرت سید احمد شہیدؒ کے سامنے جب فہرست آئی تو ان کو معلوم تھا کہ عبدالمجید خان صاحب بیمار ہیں اور کمزور ہیں تو ان کے نام کے سامنے نشان لگا دیا کہ ان کا نام نکال دیا جائے کہ یہ کوئی جہاد کا اقدام نہیں ہے، پھر بہت سے مواقع آئیں گے ان کے جہاد کے، تو ان کو جب معلوم ہوا کہ میرا نام فہرست سے نکال دیا گیا ہے تو کوئی اور ہوتا تو اس موقع کو غنیمت سمجھ لیتا کہ چلئے سر پر آیا ایک خطرہ تو ٹل گیا کہ چند آدمی اس ہزار کی فوج پر چھاپہ ڈالنے جا رہے ہیں، رات کے نشیب و فراز سے ناواقف ہیں، تو پہلا تجربہ تھا۔ سوچتے کہ معلوم نہیں کیا صورت پیش آئے تو وہ ایسے موقع کو غنیمت سمجھ لیتے کہ مجھے بھی کچھ کہنے کی ضرورت پیش نہیں آئی میرا نام امیر المومنین نے خود ہی کاٹ دیا۔ اس سے زیادہ بہتر کیا بات ہوگی۔ لیکن ایسا نہیں بلکہ وہ خود دوڑتے ہوئے آئے اور شکایت کی میرا نام فہرست سے کیوں کاٹ دیا ہے؟ فرمایا بھی تمہیں بخار آ رہا ہے، میں سنتا ہوں کہ تم بیمار اور کمزور ہو اور یہ بڑا سخت چھاپہ ہے، اس کے لئے جفاکش اور تنومند لوگوں کی ضرورت ہے، تو انہوں نے کہا کہ حضرت آج جہاد فی سبیل اللہ کی بنیاد قائم ہو رہی ہے اور یہ پہلا موقع ہے تو کیا میں اس بنیاد کے موقع سے محروم رہ جاؤں؟ میرا نام خدا کے لئے فہرست میں شامل کر دیجئے۔ تو ان کا نام اس فہرست میں شامل کر دیا گیا۔ اللہ نے ان کو قبول فرمایا اور وہ اس چھاپہ میں شہید ہوئے۔

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی ضرورت

تو یہ ہمارے واقعات اس سرزمین کے ہیں پھر یہاں سے دوسرا مقام سیدو ہیں ہوا جو آپ کے قریب ہے۔ اس کے بعد پھر ہوتے ہوتے بمبوڈ وغیرہ کے معرکے ہوئے۔

جہانگیر وغیرہ میں ۔ میں ان سب باتوں سے ناواقف ہوں اس راستہ پر آج میں چلی مرتبہ آیا ہوں یہ اس سے قبل پیشاور سے واپسی کے راستہ آیا ہوا تھا جو آج سے چونتیس پینتیس برس پہلے کا واقعہ ہے۔ جب دارالعلوم قائم نہیں تھا اور میں آیا اور گھوم پھر کر چلا گیا کیا معلوم تھا کہ کبھی یہاں آنا بھی ہوگا اور میری عمر وفا کرے گی اور اللہ مجھے اس وقت تک زندہ رکھے گا کہ میں پھر دوبارہ یہاں آؤں گا اور اپنی آنکھوں سے اس دارالعلوم کو دیکھوں گا جہاں اس خدا کی نہ مرنے والی یادگار ہے لکڑا پتھر اب بھی اس کی طرف سے بولا جاتا ہے۔ نصرت، نصرت، نصرت برائی اسکی ہے زندہ و پائندہ رہے گی جون شہیدان مرنے ان کی نصرت اللہ کرے گی۔ اس کا مقابلہ ہے اس میں حمایت اللہ قائم رہے گی اور یہاں سے جو پھول نکلیں گے وہ حمایت کے علمبردار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ حضرت شیخ الحدیث العلماء حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی روح پر رحمت نازل فرمائے اور اس مدرسہ کی سیاہیوں کو دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور وہ خوش ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کے لگائے ہوئے اس باغ کو سرسبز و شاداب رکھے اور پھلتا پھولتا رکھے۔ یہاں اس سفر میں ایک ایسا مدرسہ ضرور ہونا چاہئے تھا جہاں قال اللہ اور قال الرسول کی آوازیں گونجتی ہوں اس لئے کہ ہندوستان کے قال اللہ اور قال الرسول ہی کا نتیجہ تھا کہ لاکھوں اللہ کے بندے جنہیں پر سر رکھے ہزاروں میل سے ہندوستان سے کہاں کہاں سے یہاں پر آئے اور یہاں یہ میدان سید ان اللہ اور قال الرسول ہی تھا جو ان کو اتنی دور کھینچ لایا اور یہاں جب تک قال اللہ اور قال الرسول کی صدائیں بلند ہوتی رہیں گی۔ شاء اللہ تعالیٰ اللہ کی رحمت برستی رہے گی

بشنو آں بد جمت رفشاں ست
خم و خمخانہ با ہر دشاں است

ابھی یہ میخانہ خالی نہیں، واہ رے ہری ہے اور حافظ کے اس شعر پر میں ختم کرتا ہوں۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ہمارے ملک کو اسلام کا مرکز بنائے رکھے اور ہمارے لشکروں کی ہمارے مجاہدوں کی مدد فرمائے۔

دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے

اللھم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم واخذل من خذل دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم ولا تجعلنا منھم

اللہ تعالیٰ ہم سب بھائیوں بہنوں بچوں بچیوں کو تمام دنیاوی و اخروی برائیوں سے محفوظ رکھے جنت عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کفر الحاد کی ظلمت سے نکال کر ہمارے قلوب منور فرمائے ہمارے دلوں کو روشن کر دے ہمارے اعضاء جوارح کو قوت عطا فرمائے ہماری آئندہ نسلوں میں اسلام بھر جائے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

عہد حاضر کا چیلنج اور امتِ محمدیہ کے فرائض

یہ خطبہ تقریب سلانہ فضل اسلام کے سلسلہ خطبات منعقدہ جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں پیش کیا گیا۔ یہ جامعہ ۱۹۷۴ء میں قائم ہوئی۔ اس جامعہ سے ۱۹۷۶ء تک ۱۲ سال میں معقول اور جدید عقلی کلامی اور تعقلی تفکر کو رواج دینے میں جناب پروفیسر حافظ احمد یار صاحب اشرف (علم و فضل کی جامع) کی جامعہ کی انتظامی خطابت اور علمی قیادت کے ساتھ ساتھ مولانا عبدالعظیم حسن صاحب (سابق جامعہ اسلامیہ بہاولپور) کی علمی و ادبی خدمات کا بڑا دخل ہے۔

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین ومن تبعھم باحسان وعلی یدعوتھم الی یوم الدین

ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم اٰیاتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ

عہد حاضر کا چیلنج اور امت محمدیہ کے فرائض

حضرات وسید ان جامعہ اسلامیہ بہاولپور و برادران خلب!

مجھے آپ کی اس مجلس میں شرکت سے مسرت ہے اور یہاں میں اپنی اہمیت محسوس نہیں کرتا اور مجھے محسوس بھی نہیں کرنا چاہیے۔ اس لئے کہ یہ سب حاضرین ہم زبان اور ہم خیال ہیں، اور ایک ہی کشتی کے سوار اور ایک ہی قافلۂ مسافر ہیں۔ علم و دین کا قافلہ، اسلام اور مسلمانوں کا قافلہ۔

عصرِ جدید کا چیلنج

میں سمجھتا ہوں کہ عصرِ جدید کا سب سے بڑا اقتصادی اور جدید اصطلاح میں چیلنج ہدایت بخش اور دولت ہے۔ یہ صدیوں سے رہا ہے لیکن یہ حقیقت اس زمانہ میں جس طرح مسلم طاقتوں اور اسلامی ملکوں کے سامنے آیا ہے، اس طریقہ سے کبھی نہیں آیا تھا، اور اب سے پوری تیرہ صدیوں میں ہدایت کے عروج کے زمانے میں بھی جو لوگ ہدایت کے ساتھ عروج پر تھے وہ ان کا کتنی دشکار تھے، وہ اپنی دولت کے ساتھ ہدایت و اقتدار کے پرستار تھے لیکن اس پر فخر نہیں تھا، بلکہ وہ بچتہ مندہ نظر آتے تھے، آج کی محسوس ہوتا تھا کہ ہم کہیں بھی رہے ہیں ہم پر کسی تسلط کا اور ہے ہیں ہدایت و دولت کی کمی کے سامنے ہیں، آپ اس زمانے کا تاریخ پڑھئے، ہدایت کے عہدِ زوال کی تاریخ پڑھئے آپ کو معلوم ہوگا کہ کس زمانے کی خود حالی سے تھی، دولت کے بوجھ سے جھکے جاتے تھے، یہ دولت ان سے سنبھالی نہیں جاتی تھی، ان کا سب کچھ لٹ جاتا تھا ان کے ساتھ آنے والے لٹ جاتے تھے، ان کے آنکھیں ہدایت کی تاب نہیں رکھتی تھیں، ان کے پہلو میں نفس کو تھامنے والا دل نہیں تھا، یہ ضمیر کس دلچسپ تھا، ان کا ضمیر بھی اسی قسم کا تھا، ہدایت کے مظاہر کے باوجود محسوس کرتے تھے، وہ بیگانہ رہتے ہیں، ان میں سے بہت سے لوگ ہدایت کے علم بردار تھے، وہ بھی ہر پہلوؤں میں ہوتے تھے، بعض ہر جگہ ان کا ضمیر بیدار ہوتا تھا، اپنی زبان سے اقرار بھی کرتے تھے کہ ہمارا استغفار ہے اور ہم پر حق کے دلائل کس طرح ہوتے ہیں۔

مشرقی اور مغربی کیمپ کا واحد نقطہ نظر

[illegible] مشرقی اور مغربی کیمپ کی کوئی [illegible] ہے۔ [illegible] کے بارے میں مغربی اور مشرقی کیمپ میں کوئی [illegible] ہے۔ [illegible] یہ ہے کہ [illegible] کس طرح کی جائے۔ [illegible] اس [illegible] رہے [illegible] کہ [illegible] میں [illegible] اور [illegible] کی [illegible] رکھنے کا اصول صحیح ہے۔ مشرقی کیمپ [illegible] اس [illegible] کی [illegible] کسی [illegible] [illegible] ہے، اسکا [illegible] کو [illegible] چاہیے [illegible] پوش [illegible] ہونی چاہئے اور [illegible] کے ہاتھ میں [illegible] چاہئے۔ لیکن [illegible] کس طرح [illegible] چاہیے [illegible] طاقتوں کو کس طرح استعمال [illegible] [illegible] کس [illegible] کی جائے اور [illegible] کس طرح [illegible] اور [illegible] کے [illegible] [illegible] کس طرح [illegible] کے [illegible] [illegible] کی [illegible] [illegible] [illegible]

کہ تمیں اور رکاوٹ کا لفظ استعمال کریں۔ اس میں جو چیز بھی حائل ہو اس کو دور کرنا چاہیے، جتنی مقدار ہے تو قطع اختلاف لیکن جو چیزیں حائل ہیں ان کی تعیین میں ان میں اختلاف ہے، کوئی کہتا ہے اس میں شادی حائل ہے، ایک خاندان کی مطلق العنانی حائل ہے، کوئی کہتا ہے اس میں دولت ملکیت حائل ہے، کوئی کہتا ہے اس میں سرمایہ حائل ہے اور سرمایہ داری کا استحصال حائل ہے، کوئی کہتا ہے کہ طبقاتی تقسیم اس میں حائل ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ اس میں جہل حائل ہے، کوئی کہتا ہے کہ اسکیل اچھے ادارہ اور طاقت کا فقدان، جو ان سب وسائل کو سب پر تقسیم کرے حائل ہے، غرض یہ کہ جو اجزاء اور عناصر ہیں ان کے درمیان اختلاف ہے لیکن مقصود میں کوئی اختلاف نہیں، اس زمانہ میں مادیت کی جو تنظیم ہوگئی ہے، جس طرح اس کو ریفائن (REFINE) کیا گیا ہے جیسے سائنٹیفک نام دیئے گئے ہیں جس طرح اس پر خوبصورت لیبل لگائے گئے ہیں، جس طرح کی توانائیاں اور صلاحیتیں کام کر رہی ہیں، جس طرح مادیت کو عام کرنے اور اس کو زیادہ سے زیادہ قابل قبول بنانے کے لئے کوششیں کی گئی ہیں، ہمارے علم میں انسانی تاریخ کے کسی دور میں اس کا کوئی ریکارڈ نہیں ملتا۔

سب سے بڑا چیلنج مادیت

اس طرح اس دور کا سب سے بڑا چیلنج مادیت کا چیلنج ہے، یہ ایک ایسی تلخ حقیقت ہے جس کے اصول و انواع تو سیکڑوں ہو سکتے ہیں، لیکن جس ایک ہے، اور وہ جنس مادیت ہے، اب اس کے انواع میں سرمایہ داری ہے، اشتراکیت بھی ہے، اشتمالیت (کمیونزم) بھی ہے اور دوسرے اقتصادی فلسفے بھی ہیں، لیکن سب کا سنگی اور مشترک جامع قدر مشترک (COMMON FACTOR) مادیت ہے، نفس پرستی ہے۔

وہ حقائق جو ہدایت پر ضرب کاری لگاتے ہیں

جب انسان اپنے پیدا کرنے والے کے بارے میں کچھ نہ جانتا تھا تو اس کی مذہبی خواہشات کا عالم کچھ اور تھا۔ جب انسان دیوتا، عورت، زمین کے سوا کسی کو خالق نہیں مانتا تھا، جب دنیا کی ہر آبادی مخلوق کے رشتے سے بھی اس کے مالک الگ الگ تھی، اس وقت علیم السلام اپنے اپنے دور میں تشریف لے آئے اور سب سے پہلا کام جو ان عالم سے ہوا وہ ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف ہجرت تھی۔ یہ ہجرت کچھ یا وہ گئی نہیں، زیادہ تر حسین جمیل سے اس عالم سے تم نہیں ہو سکتے، اس عالم میں رہتے ہوئے تم کو اس عالم میں رہنا ہوگا جیسے مچھلی کو پانی سے الگ نہیں کیا جا سکتا، اسی طرح انسان کو اس کے وطن سے الگ کرنا مشکل ہوگا۔

بازیچۂ اطفال ہے دنیا مرے آگے

[illegible] سے پہلے اللہ نے بشر کو دنیا کی یہ حقیقت منکشف کی کہ تمام بچوں کا [illegible] پڑھے لکھے بنانے میں کل بنانے میں مگر ہم سب جانتے ہیں، پھر آپ ہاتھ سے [illegible] ہیں پھر [illegible] ہیں ڈوبتے ہیں اور پھر خوشی و [illegible] میں [illegible] بچہ کھیل ہے [illegible] ہمارے سامنے کھیل پر [illegible] یہ حقیقت منکشف کرتا ہے [illegible] آپ ہر روز دیکھتے ہیں اور آپ کا [illegible] ہے گا

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا

[illegible] میں ایک مرتبہ ہم نے وہ سورۃ [illegible] دیکھا جو [illegible] مختلف [illegible] بعد [illegible] ہوا [illegible] کی بعد [illegible] ہوا [illegible] اور [illegible] کیں [illegible] سے آتا [illegible] طور [illegible] ہے [illegible] کہ [illegible] [illegible] [illegible]

سلسلہ ۔ ۔ ۔

مادیت کے مراکب یا مرکب

اس وقت مادیت کا جو جادو تھا وہ جادو لوگ توڑتے تھے جو اس مادیت سے اپنے آپ کو آزاد کر چکے تھے، جو مادیت کے غلام نہیں تھے، جن پر مادیت حاکم تھا کہ مادیت والوں نے تاج کر رکھا تھا، وہ مادیت کے تابع نہیں تھے، مادیت کے راکب (سوار) تھے، مادیت کے مرکب (سواری) نہیں تھے۔ اس اصل فرق یہ ہے کہ مادیت کے ہم مرکب ہیں یا ایسے بے اختیار کب کہ

"ہے باغ باگ پر ہے پا بہ رکاب ہیں"

لا یہ ہماری حالت ہے کہ جیسے ایک گھوڑا چھوٹ جائے اور اس کا رکاب بے اختیار ہو جائے، مادیت ہمیں سرپٹ بھاگنے کے لئے پھر رہی ہے، ہم روکی سمجھ میں نہیں آتا کہ ہم اس طوفان کے رخ کس طرف موڑیں گے اور اس کو کس طرح چھوڑیں گے، دونوں باتیں ہمارے اختیار میں نہیں، خندق میں لے کر کود جائے گا، کسی کھائی میں چھلانگ لگائے گا، سمندر میں کود جائے گا، ہمیں پتہ نہیں، لگام اس وقت ہمارے ہاتھوں کا یہ حال ہے کہ تھان ہمارے اختیار میں نہیں رہا، تھان کی باگ ہاتھ سے چھوٹ گئی ہے، مادیت کو ہمیشہ ان لوگوں نے چیلنج کیا اور ان لوگوں کے چیلنج کو اس نے قبول کیا جو اس سطح سے بلند تھے جس کو اللہ تعالیٰ نے قناعت کی دولت عطا فرمائی تھی، جو بادشاہوں کو خاطر میں نہیں لاتے تھے، وہ بادشاہوں سے اس طرح باتیں کرتے تھے جس طرح مریضوں سے باتیں کرتے ہیں، دنیا کو ہیچ سمجھتے تھے ان پر رحم کھاتے تھے، اپنے حال پر خوش تھے، ان کو نہ بادشاہوں کی آنکھ دکھا سکتی تھی نہ غریب کس مصیبت میں گرفتار ہیں، اس میں تصنع کام کرتا تھا، واقعی ان کے دل میں رہتا تھا، دیکھئے علی حسن عامر سے تم نے جب پوچھا کہ تم کیسے آئے ہو؟ تو کہا کہ ایتم کو دیا فی کال کوٹھری سے نکال کر دنیا کی وسیع فضا میں داخل

تھے جیسے عیش کا سامان تو ہمارے دل کے اندر ہے، اس کو کون نکال سکتا ہے۔ بعض عارفوں کا قول سنا ہے کہ "خدا کی قسم اگر دنیا والوں کو معلوم ہو جائے کہ ہم کس عیش میں ہیں، کس مزے میں ہیں تو ہم کو جینے نہ دیں، تلواریں لے کر جس طرح ملکوں پر حملہ کرتے ہیں اسی طرح ہم پر حملہ کریں اور تھوڑی سی جگہ جو ہم نے بنائی ہے، ایک گوشہ میں یا مسجد کے کونے میں، ہمیں یہاں بھی بیٹھنے نہ دیں، سمجھیں کہ یہاں کوئی خزانہ گڑا ہوا ہے، یہ جو فرش پر بچھا کر بیٹھے ہے، مالا تکمین ہے کہ اس کو بھوک معلوم ہوتی ہے اور نہ پیاس معلوم ہوتی ہے اس کی سمائے سمار کے نیچے یک ہوتا ہے، گلشن ہے، جہاں سے رزق ملتا ہے، جہاں سے فرحت ملتی ہے، تو وہ ہمیں اٹھا دیں اس مصلے سے اور ہم سے کہیں کہ جنگل کی راہ لو اور وہیں جا کر وہاں کھیتی کریں جیسے بندروں کی کھیتی ہوتی ہے۔

قناعت کا جوہر

حضرات! اصل چیز کا سنقامہ دو علماء کر سکتے ہیں، جس کے اندر قناعت کا جوہر ہو، جو کسی دام میں نہ آسکیں اور کہیں ؎

بروں دام برمرغ دگرنہ
کہ عنقا را بلند است آشیانہ

حاؤ کسی اور کو آزماؤ ہم بکنے والے نہیں ہیں، ہم سکوں کے عوض یا تمہارے عہدوں کے عوض، کرسی کے عوض، یا عزت کے عوض ہم اپنا ضمیر بیچ ڈالیں، اپنا سکون قلب بیچ ڈالیں، یہ نہیں ہوگا، اس کی امید نہ رکھنا چنانچہ آپ عارفین کو دیکھیں، حضرت مرزا مظہر جان شہید کو بادشاہ دہلی نے پیغام بھیجا کہ حضرت مجھے کبھی خدمت کا موقع نہیں دیتے کبھی تو خدمت کا موقع دیں، کبھی تو فرمائش کریں اور ہزار روپے کی رقم پیش کرنی چاہی تو فرمایا کہ دیکھئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "فی ما صنع الملک قلیل" ان دنیا میں سے ایک بڑا عظم

ایسے ادارے میں سے ایک ادارہ ہندوستان میں سے تحفظ اسلام بھی تھا
اپنے اپنے دل کے ارمان نکالنے کی کوشش کی ہے اور ہم نے بھی ان کی
باتوں میں نہیں لگایا۔ آخر ہم نے کل اس سے یہ بات کہی تھی۔ واقعات تو یہ
ہیں

ان دنوں ایک گروہ کے پاس عالمہ نے جو اشاعت اسلام کا ادارہ ہے
اس کے ایک جلسہ میں مجھے بھی بلایا گیا تھا۔ اور شاید وہ بھی یہ بات کہنا
چاہتے تھے کہ ہم نے اپنے کالجوں میں اور یونیورسٹیوں میں اسلام کی تعلیم
کا انتظام کیا ہے۔ ان کا مقصد یہ تھا کہ ان کی اس بیداری کا اثر ان
علاقوں سے شروع ہو جہاں یہ لوگ رہتے ہیں۔ ان کا یہ قول صحیح
تھا یا غلط اور اس کا نتیجہ کیا نکلا یہ ایک علیحدہ بحث ہے۔ جس بزرگ کی طرف
میں نے اشارہ کیا ہے وہ ان دنوں قدرت اللہ شہاب کا بڑا مشفق تھا اور جب
قدرت اللہ شہاب نے ان کا بڑا مشفق تھا اور جب قدرت اللہ شہاب نے
گورنمنٹ پاکستان سے علیحدگی اختیار کرنے کی کوشش کی تھی تو اس بزرگ
نے ہی ان کو سمجھا بجھا کر واپس بلایا تھا۔ اور یہ بات قدرت اللہ شہاب
نے اپنی کتاب میں لکھی ہے۔ اس بزرگ نے اس کو سمجھایا تھا کہ تم
اس طرح نہ کرو۔ اس کی تائید میں جو طریقہ سے لکھی گئی ہیں بہت سی
حدیثیں ایسی ہیں جن کو بعض علماء نے صحیح قرار دیا ہے اور بعض نے
ضعیف۔ ہم نے کئی دفعہ کہا ہے کہ بعض ایسی باتیں مروی ہوئی ہیں جن کی حدیث ہے، یہ نہیں
ہوتیں لیکن ہیں۔ یہ حدیث ایسے علماء نے بیان کی ہے جو اہل علم تھے اور علم کے بغیر کسی کو مسند درس پر بٹھایا
نہیں کرتے تھے

آپ نے سنا ہے آیت کریمہ

هو الذي بعث في الأميين رسولا منهم يتلوا عليهم
آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة

یہ تین نعمت کے چار شعبے ہوا اللہ تعالیٰ اس کے تابعین کو بطریق ہدایت، بطریق خلافت سونپا فرمایا ہے۔ ایک تو یہ تلاوت القرآن جس کا آپ نے نمونہ بلغائی قاریوں نے پڑھ کر سنایا اور یہ جلسہ جلسہ سنانے کا رواج ہے اور ہر مدرسہ میں حفظ و تجوید کا انتظام ہے اور یہ حمد اللہ تا قیامت رہے گا۔ "انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحفظون" اس کے بعد بعض آیتوں میں آتا ہے "یتلوا علیهم ایاته ویعلمهم الکتب" تعلیم کتاب و حکمت کو مقدم کیا ہے اور یہ سیاق و سباق کے مطابق ہے یہ بڑے اہل نظر کا کام ہے، وہ بتائے گا کہ یہاں کیوں مقدم کیا ہے اور یہاں کیوں موخر کیا ہے کیا باتوں ہے، سورۃ کا مزاج کیا نکتہ کیا ہے، یہ تو کام کرے گا ہے، کتاب کی تعلیم یہ علوم جتنے ہیں قرآن و حدیث میں تفسیر ہے۔

حکمت سے مراد اخلاق

حکمت سے مراد اخلاق فاضلہ ہیں جیسا کہ ہمارے استاد اور اپنے زمانہ کے محقق مولانا سید سلیمان ندوی کی تحقیق ہے کہ حکمت کا لفظ جہاں جہاں قرآن میں آیا ہے اس سے مراد اخلاق ہے۔ "ولقد اتینا لقمان الحکمة" اس کے بعد جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ اخلاق ہی اخلاق ہے۔ پہلے حکمت کا لفظ استعمال کیا ہے، پھر اس کی جو انواع بیان کی ہیں، وہ سب اخلاق سے تعلق رکھتی ہیں، سورۂ اسریٰ میں سارے اخلاق بیان کرنے کے بعد فرمایا "ذلک مما اوحی الیک ربک من الحکمة" یہ جتنی باتیں مذکورہ میں سے ہیں جو خدا نے وحی کی ہے تمہاری طرف وحی کی ہیں یہ سب اخلاق فاضلہ بیان کرنے کے بعد حکمت کا لفظ استعمال ہوا معلوم ہوا کہ حکمت سے مراد اخلاق ہے، اخلاق فاضلہ۔

تزکیہ کے بغیر تعلیم کتاب وحکمت ناقص

جس کے بعد نفس کا رکب آتا ہے، خالق و مالک کو نکال دیتا ہے، حسد کو بڑھاوا دیتا ہے، حب دنیا اور حب جاہ کو بڑھاتا ہے، اس کے بجائے اللہ کی محبت، آخرت کا، جنت کا شوق دل میں جاگتا ہے، روحانی بھی جو صحیح معنوں میں انبیاء کرام کی پیروی کا مقصد اصل ہے، تعلیم کتاب، علم حکمت، اور تزکیہ چاروں شعبوں میں انبیاء کرام کی پیروی کا حق ادا کرنے میں کوتاہی، حکمت ناقص رہے گی جب تک کہ تزکیہ اس کے ساتھ نہ ہو، بھی بہت سے علماء نفس کی غلامی کے چنگل سے نکل چکے ہوں ان کو دولت، عزت کی بڑی سے بڑی مقدار اپنے قبضوں سے اپنی طرف سے پھیر نہ سکے ہوں، ایسے علماء کی تعلیم سے ہمارے نوجوان نتیجہ سے بچ نہ سکے

آج عام طور میں کمی چیز ہمیں ملی ہیں لیکن کمی ہے تو راضی بہ رضا، قناعت اور قناعت کی آمدنی وہیں ہوتا ہے جہاں ہو، جو اس کو ملے جو اس کے پاس نہ ہو، یہ قاعدہ سے ہے، پس لوگوں کی چیز نہیں ہے تو میں مرعوب ہوں گا، لیکن میرے پاس اگر ایسی چیز ہے کہ لوگ کے ساتھ دوڑ پڑ سکتا ہے تو میں مارکیس کھاؤں گا، میں مارکیس کھاؤں گا تو لوگ جو لوگ ہدایت پر ہیں، ہدایت کے متلاشی ہیں، وہ جب علماء کے پاس جاتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ کسی چیز میں بھی یہ ہم سے کم نہیں ہیں اور بعض کے گھروں کا نقشہ دیکھتے ہیں، بعض کے گھروں کی زندگی اور معاشرت دیکھتے ہیں، معاملہ فہمی دیکھتے ہیں تو متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ جاتے ان کی اعتقادی بنیاد ہل جاتی ہے آج پاکستان میں وہ علماء تیار ہوں جو یتلو علیہم اٰیٰتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ ویر کیھم "پر عامل ہوں، جو سنت کے عامل ہوں ان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درھما ولکن ورثوا العلم" کے مصداق ہوں، تو ہدایت کا سرچشمہ ہے ہدایت کے اتری،

چند اور نشستوں کی ضرورت

معلوم ہو کہ دولت ہی سب کچھ نہیں ہے، جس کو سو بار غرض ہو وہ یہاں آئے ہم کسی کے دروازے پر نہیں جاتے، اگر جاتے ہیں تو دین کی دعوت لے کر جائیں گے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے جائیں گے، کسی فریضہ کسی سنت کے ادیاء کے لئے جائیں گے اپنی غرض کے لئے کسی کی سفارش کے لئے نہیں جائیں گے۔

اس خدا کو کوئی چیز پر نہیں کر سکتی

یہ پاکستان کی شدید ترین ضرورت ہے، اس خلا کو کوئی اور چیز پر نہیں کر سکتی تصنیف و تالیف، خطابت، تحقیق، سیاست، سحر بیانی، کوئی چیز اس کمی کو پر نہیں کر سکتی، یہاں کچھ آدمی ایسے چاہئیں جن کے پاس طاقت والے، سیاست والے آئے تو لرز جائیں اور اپنے دل کی دوا پائیں اور ان کو محسوس ہو کہ خاصان خدا کیسے ہوتے ہیں، ہم بالکل سچے حقیقت انسان معلوم ہوتے ہیں۔

میں نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ تزکیہ و احسان کی اگر آپ کے نزدیک ضرورت نہیں تو اس کی جگہ پر کوئی چیز ایسی ہو جو وہ کام کرے جو وہ کرتی رہی ہے، یعنی جہاں آدمی لوگوں کو اپنے اخلاق کی حرارت کا احساس ہو۔ نبی انسانی پستی، نفسانی بیماری کا کچھ احساس ہو جہاں آدمی کو ایک نئی طاقت، ایک نئی روح آدمی کو حاصل ہو، میں نے عرب شاعر حلیہ کے اس شعر پر اس مضمون کو ختم کیا تھا۔

اقلوا علیهم لا ابا لا بیکم
من اللوم اوسدوا المکان الذی سدوا

"بس بہت ملامت ہو چکی، ان کو تم نے بہت سی میں سنایا اور بہت دل کیا، اب ملامت کو کم کرو، اس جگہ کو بھرو جس جگہ کو انھوں نے بھر رکھا تھا۔"

پہلے [illegible] کرتے ہوئے [illegible] سے [illegible] سے
[illegible] آپ سے [illegible] کوئی [illegible] قائم [illegible]
[illegible] آپ سے [illegible] سے [illegible] آپ نے [illegible]
[illegible] مبارک [illegible] [illegible] سے [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

زبردست چیلنج اور دوررس نتائج کے حامل خطرات

[illegible]

الحمد لله رب العالمين و نصلي و السلام على
رسول الله على الله عليه وسلم اما بعد
فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن
الرحيم وما كان المؤمنون لينفروا كافة. فلولا
نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين
ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم يحذرون

[illegible] سوال کیا ہے کہ یہ قرآن کریم کن مدارس دینیہ کا تذکرہ ہے کہ ان کے قائم اور دائم رہنے کا حکم دیا گیا ہے تو میں کہوں گا کہ قیامت تک کے لئے اس آیت میں [illegible]

تاریخی خطرات

حضرت مؤرخ کے لیے خاص اور مشرق و مغرب کو سامنے رکھنے والے ایک تجربہ کار واقف تاریخی شیشہ سے میں عرض کرتا ہوں کہ علم ان کی تاریخ میں دیدہ ریزی سے خطرات پیدا ہوئے ایک تو عصبی کہ جس کا مقصد صرف مقدس پر قائم رکھنا تھا جبکہ ان کے پیش نظر تھیں تو قید کرنا بھی تھا اسلام صلی اللہ علیہ وسلم ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ نے اس جہد ما ہو خدا کو استاد آج عالم علم ہو ہو یا ہوتا ایک مرد فقیہ پیدا ہوا اس نے مسلمانوں کی منتشر طاقتوں کو یکجا کیا اور پوری قوت سے صلیبی پر ضرب لگائی اور ان کی شکست دی کہ پھر دوبارہ عالم اسلام پر یورش کی جرأت نہیں ہوئی اس یورش کے پیچھے کون اکوت اخریب اور فلسفہ کی خطا

دوسرا خطرہ تاتاری یورش کی صورت میں سامنے آیا تاتاری بھی وحشی قوم تھے عالم اسلام پر زبردست حملہ کیا اور ان کی اینٹ سے اینٹ بجا دی ان کا خلیفہ تہ تیغ کیا ایران اور شام کے علاقے بالکل تباہ کر کے رکھ دیے لیکن ان تاتاریوں کی رہی سہی اور غیر مسلموں معاف دلوں پر بھی چھائی ہوئی تھی اس زمانہ میں یہ

طویل سفر کے بعد آپ نے ملتان میں کی۔ آپ ایسے مرکز میں آئے ہیں جس نے دین کی خدمت کا ایک گوشہ سنبھال رکھا ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ جدید فرزند عرب ممالک کی بڑی طاقتوں سے متاثر ہو سکتے ہیں انہوں نے عرب قومیت کے نقصہ کے خلاف جو آواز بلند کی وہ ایک بگل میں گئی۔ اس وقت بھی مدوۃ العلماء ایسے نقارہ پر کھڑا ہے جو اسلام اور مسلمانوں کے لئے موت و زندگی کا نقارہ ہے۔ اس وقت تمام مغربی طاقتوں کی یہ زبردست کوشش اور سازش ہے کہ اسلام کسی طرح گوشہ نشین ہو کر رہ جائے۔ وہ قصہ ماضی کی طرح بن جائے۔ زندگی سے سارے رشتے اس کے ختم ہو جائیں۔ اس وقت اس قلعے کے خلاف صف آرا ہونے کی ضرورت ہے۔ یہ اہم ترین اور مفید ترین محاذ ہے۔ یہ اسلام کی زندگی اور موت کا محاذ ہے۔ اس محاذ پر مدوۃ العلماء کھڑا ہے۔

اس کے لئے ہم سب کو کوشش کرنا چاہیے یہی اس ادارے کی خوش بختی ہے

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

والسلام علیکم

عصرِ حاضر کا جدید چیلنج اور اہلِ مدارس کی ذمہ داریاں

یہ فکر انگیز تقریر عظیم اسلامی مفکر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی رحمۃ اللہ علیہ نے دارالعلوم ندوۃ العلماء میں تشریف آوری کے موقع پر مدارسِ اسلامیہ کے ذمہ دار حضرات سے خطاب کرتے ہوئے فرمائی تھی، جس میں حضرت موصوف نے عصرِ حاضر کے جدید تقاضوں کے سامنے اہلِ مدارس اور اسلامی درسگاہوں کی کیا ذمہ داری ہونی چاہیے اس پہلو کو خوب اجاگر کیا ہے!

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین و خاتم النبیین محمد و علی آلہ وصحبہ اجمعین ومن تبعھم باحسان و دعا بدعوتھم الی یوم الدین ، اما بعد

حضرات گرامی! یہ ناچیز اپنے اور اپنے رفقائے کار کی طرف سے حضرات ارکانِ انتظامی کا بڑا قیمتی وقت نکال کر اور سفر کی زحمت برداشت کر کے اس عکس انتظامی میں شرکت کے لئے تشریف لانے پر خیر مقدم کرتا ہے، اس چیدہ اور ممتاز منتخب مجمع کو دیکھ کر آپ سے جاننا چاہتا ہوں کہ آپ کے نظامی اسباق اور مشورہ اور فیصلہ طلب انتظامی تعلیمی معاملات کے علاوہ دائرہ سے دور بہت کم ان حقائق اور حالات کی طرف بھی اشارہ کروں اور آپ کی توجہ منعطف کراؤں جو اس اور وہ کے گرد و پیش اور نخل و مقام ہی نہیں ملک اور ملت کو بھی درپیش ہیں اور اس سب پر اثر انداز ہیں، اور کوئی ادارہ، تحریک، تنظیم اور

کون کا کون (ISOLATION) یا عزلت (ISOLATION) کی پالیسی اختیار کرنے کی
خلافت نظریات خلافت (IDEAL RIGHTS) کے مطابق نہیں ہے۔

ملت اسلامیہ کے ملی حق کا کارنامہ

مولانا رحمت اللہ کیرانوی کا کارنامہ

اس میں ایسے [illegible] مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی (۱۲۰۸ھ/۱۸۹۱ء) کی ہے کہ [illegible] اس میں داخل ہونے کے لیے عیسوی پادریوں کا مقابلہ کرنا پڑا۔ [illegible] ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد ہندوستان سے [illegible] ہوئے [illegible] ان کے [illegible] ہے

متعدد علمی کارنامے اور تحقیقی وتقابلی مطالعہ کے نمونے ہیں جن کی مثال عالم عرب میں بھی بمشکل ہے، ہم یہاں پر چند کتابوں کے نام پیش کرتے ہیں۔

مولانا شبلی کی "الکلام" مولانا سید سلیمان ندوی کی "خطبات مدراس" اور "ارض القرآن" مولانا عبدالماجد دریابادی کی انگریزی اردو دو جلد اور تفسیر جس میں جدید ترین معلومات (تحقیقات) روشنی میں قرآن کا اعجاز اور سحف سابقہ پر تفوق ثابت کیا گیا ہے، ایسے ہی ان کی کتاب "مشکلات القرآن" مولانا عبدالباری ندوی کی کتاب "مذہب وعقیدت" وغیرہ۔

اس حقیقت کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ علمائے ہند اصلاح مدارس سے بھی بیرونی اسلامی ممالک سے آنکھیں بند نہیں کیں وہاں اٹھنے والے فتنوں، تشکیکی حملوں اور الحاد، لادینیت اور قومیت عربیہ کی خطرناک اور بعید رس رکھنے والی مخالف اسلام دعوت کو نظر انداز نہیں کیا، اس سلسلہ میں (معدودے کے ساتھ) لیکن انتظار اور ضرورتیں عرض کیا جاتا ہے اور اطلاع دی جاتی ہے علماء کے فرزندوں اور فضلاء سے ہمیشہ ان بیرونی فتنوں کا تونس رہا، جو مغرب اسلام میں ریب اور تزلزل پیدا کرنے والے بلکہ نصرانیت یہودیت اور لادینیت کے لئے راستہ کھولنے والے تھے، اس سلسلہ میں جرائد سے نکلنے والے رسالے "البعث الاسلامی" اور "الفرقان" کو فراموش اور نظر انداز نہیں کیا جا سکتا، جن سے سمیع الطبع اسلام پسند عرب بڑے متاثر ہوئے ہیں، پھر مرحوم عزیز الفقیر محمد الحسنی کے رسائل اور کتابیں جن میں "اسلام المحن" اور "اسلام میں الانتم" خاص طور پر قابل ذکر ہیں، جن میں سے بعض کتابوں کو پڑھتے ہوئے راقم نے بعض عرب فضلاء اور قائدین کو انگشت بدنداں دیکھا ہے، اسی مقصد کے لئے مئی ۱۹۶۵ء میں مجلس تحقیقات ونشریات اسلام دارالعلوم ندوۃ العلماء کے احاطہ میں قائم ہوں اور اس نے عربی، انگریزی ہندی اور اردو میں، پمفلٹ، کچر شائع کیا جو بہت موثر اور اسلام کے بارہ میں غیر مسـ ـ ـ

مشترک دشمن خیال کرتے ہیں اس مقصد کے حصول میں شریک ہیں یہ ہیں پر صرف ایک امریکی فاضل سموئیل زویمر (SAMUEL ZWEMER) (۱۹۵۲ء) کا ایک قول پیش کیا جاتا ہے جو اس نے مقررہ سے خود بھی مسلمانوں کی فاضلہ میں کہی تھی

"ہر مسلمان عمل میں تاریخ اور سرمایہ کی قوتی بلا کسی کو حق کا اصل شاہد ہے جو مسلمانوں کے بھی دماغ میں انتشار پیدا کر دے تاکہ کارکردگی کے شکوہ میں مسلمان جذبہ کردہ جائیں اور ہماری یہ کوشش اصل لفظ اللہ پر ہو۔ کردیں اور یہ بھی ضروری ہے کہ اسلامی ممالک میں عمل و بیداری پر مقدم رکھا جائے کیونکہ کسی جدید کے میدان میں اسلام کی موت پیدا ہو گئی تو اسلام ایک بار پھر اپنے عنوان شباب کے ساتھ منصۂ شہود پر جلوہ آرا ہوگا۔ لہذا اس نازک صورت حال میں ضرورت ہے کہ ہم مسلم نوجوان کے دل سے اعتقاد اور ایمان کے بقیہ بقایا جات کو بھی دل سے نکال دیں کہ ان کی عقلی بنیاد پر ہماری تعلیم کے مرحلہ میں داخل ہو۔"

حضرت اس کوششوں کے نتائج بڑی تیزی سے مسلم ممالک عرب میں ظاہر ہونے لگے ہیں اور آنکھوں سے دیکھے جا سکتے ہیں ان دلائل سے یہ ہے کہ دین فاطمیت اور اسلام پر اختیار یہ تعلیم یافتہ طبقہ میں کمزور ہوتا جا رہا ہے اور صاحب اقتدار طبقہ میں معدوم و مفقود ہے۔ دوست ہنگامہ تاتاری مذہب اقتدار سے تھا اور حکمران اور خوش شاہد ہے جو تیزی سے بڑھ رہی ہے اس تحریک سے ان چند دن سے اسلام کا مغربی تہذیب سے ٹکراؤ ہے اور مغربی اور مسلمان کی بھی وجہ بھی ختم ہوتی جا رہی ہے حکومت کا رخ اور اقدار کی بنیاد SECULARISM کی طرف ہے قرآن مجید کا اجارہ تھا

غیر المغضوب علیهم ولا الضالین

عربی زبان پر عبور حاصل کرنے کی اشد ضرورت

[illegible] ہے کہ [illegible] کی [illegible] کے [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی

سکا

اس سے حقائق، دقائق، لطائف، غوامض، خطرات اور امدادات کو سامنے رکھ کر آپ میں یہ عرض کرنے کی جسارت کر رہا ہوں کہ ہمیں اس طوفان و خطرات کو سامنے لانے اور ان کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار اور سرگرم ہونے کی ضرورت ہے۔ مدعو الیہ (جو انھیں حقائق و حقیقت سے باشعور و باعلم اور ان کا مقابلہ کرنے کے عزم کے ساتھ میں وجود میں آیا) کے اجلاس میں جس میں منتخب و ممتاز علماء و دانشور شریک ہیں پیش کرنے کی جرأت کی گئی جس کے لئے سماعت بھی چاہی جاتی ہے اور توجہ و حسن استماع کا شکریہ بھی ادا کیا جاتا ہے۔

وما النصر الا من عند اللہ

وما علینا الا البلاغ المبین

عالم اسلام کا سب سے اہم مسئلہ

[illegible]

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید
الانبیاء والمرسلین محمد وآلہ وصحبہ
اجمعین ومن تبعھم باحسان ودعا بدعوتھم الی یوم
الدین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم ووصی بھا ابراھیم بنیہ
ویعقوب یبنی ان اللہ اصطفی لکم الدین فلا تموتن
الا وانتم مسلمون

میرے محترم جناب [illegible] میرے اس [illegible] اور
اچھی خوبیوں اور [illegible] میں [illegible]

ہوئی حقیقت ہے جو ہمارے سامنے ہے۔ اس کے بعد ہم آپ کو بتائیں گے کہ اس وقت اسلام کا سب سے بڑا مسئلہ کیا ہے۔ اس کا حل کیا ہے۔ اس کے لئے ہمیں کیا کرنا ہوگا۔ اور سب سے بڑا دشمن کون ہے۔ اسلام کی فکری، تہذیبی، اخلاقی، سیاسی اور معاشی قوت کو مفلوج کرنے کے لئے کس طبقے کے ہاتھ میں گئی ہے۔ اور کس طرح یہ طبقہ اسلام کے بارے میں نہ صرف اس کے اپنے ملک میں بلکہ ساری دنیا میں مسلمانوں کے ذہن کو مسموم کر رہا ہے۔ اس کے بعد ہم اس بات پر غور کریں گے کہ اس طبقے کی پیدائش کیسے ہوئی۔ اس کی نشوونما کیسے ہوئی۔ اس کے پیچھے کون سی طاقتیں کام کر رہی ہیں۔ اور اس کے مقاصد کیا ہیں۔ اس کے بعد ہم اس بات پر غور کریں گے کہ اس طبقے کی پیدائش

علمائے حق ۔ ۔ ۔

صرف ہی نہیں کہ ایک طبقہ ایسا ہوتا ہے جو ہر اہل دستے کا کام ہے اور وہ جن ملکوں پر اپنا سیاسی اقتدار قائم کرنا چاہتے ہیں اس ملک کے وہ Intellectual Class جو اس اقتدار کے زندگی کو ڈھالتا ہے معاشرہ کی تشکیل کرتا ہے اور دماغوں کو ڈھالتا ہے وہ اس میں اپنے دین کے بارے میں اپنے دین کے حصے کے بارے میں شک کا شکار ہو جاتے اور وہ اس کے بارے میں اپنا اساس کنٹرول کا شکار ہو گئے ان لوگوں نے بہت ہی منظم دور میں بہت کام کیا تھا کوشش کی تھی اور کوشش جاری ہے مطلب اس کتابوں کی تصنیفات کی شکل میں

لیکن وہ اس وقت یہ کی دیر ہی نہیں کر سکتے اس نے تھوں نے مستشرقین کا ایک طبقہ پیدا کیا ہے کہ لوگوں کو اس کا علم ہے یہ محض اتفاقی واقعہ نہیں تھا بلکہ ایک سکیم کے ماتحت ہوا یہ ایک پلاننگ تھی بہت منظم اور داشورانہ پلاننگ تھی یہ طرف تو ان کی توجہیں مشرقی ملکوں کی طرف بڑھ رہی تھیں اور ملک فتح کر رہی تھیں لیکن وہ جانتے تھے کہ ملک فتح ہونے کے ساتھ ساتھ اگر دماغ فتح نہ ہوں اور اگر وہاں کے لوگوں کو تعلیم دینے کی ذمہ داری ہے کہ یہ اچھا ہے یہ برا ہے یہ پسند ہے یہ ناپسند ہے اور یہ قدیم ہے یہ جدید ہے اور یہ قابل عمل ہے اور یہ ناقابل عمل ہے جب تک کہ اس کے بارے میں وہ ہمارا نہ ہو جائے اس وقت تک کی سیاسی فتح پوری نہیں ہو سکتی ہے درمیان کی رکاوٹ یہ بات تھی کہ ساتھ ساتھ مستشرقین کے ذریعہ اور اپنے ہاتھوں کے مصنفین کے ذریعہ وہ اس بیچ پیدا کرتے رہے کہ اسلام کے بارے میں اسلامی تعلیمات کے بارے میں اسلامی شخصیت کے بارے میں قرآن مجید نے جہاد اور قرآن کے کلام اللہ ہونے کی الٰہی ہونے کے بارے میں شکوک پیدا کر دیے اس طرح سے پیدا کر دیے اور اس طرح ایک تہذیب کا جدید اور قیادت کا اساس پیدا کر دیے ہیں قابل اعتبار ہے جس کے ساتھ مادی فتح ہوا اور جس کے ساتھ وہ ذہنی تسخیر ہے وہ میں تسخیر کا لفظ خاص طور پر بولتا ہوں تو

[illegible] [illegible] [illegible] [

یہود کا تعلق ہے ہوں ۔ یہ سمجھا ہے کہ اس وقت نہ مغربی اقتدار کو خطرہ ہے نہ صرف مسلمانوں کی تباہی سے اور اسلام کے عروج کا ری بیداری سے ہے اور کی ہے تمہیں۔ ان کے کتابوں کا، پروٹوکولز کا مطالعہ ہے اس میں صاف صاف یہ تصریحات دیکھی جا سکتی ہیں کہ دنیا کو اخلاقی طور پر اتنا پست بنا دیا جائے اور یہ طے بنا دیا جائے یہاں تک (Euridcard) کی کتاب جو انگریزی میں نکلی تھی۔ یہودیوں سے اس کو چھینے کیں، اس میں صاف صاف لکھا ہے کہ ہم سے ریڈیو، سینما کے ذریعہ فحش کے ذریعہ فحش کے ذریعہ، ہر ذریعے سے اخلاقی اقدار کو یعنی اخلاقی (character) اور بھی ایک انسان کو جو ایک کردار عطا ہوا ہے فطرت کی طرف سے بہر حال اس میں جو بہتری ہے تم اللہ تعالیٰ سے اس کو بھی ہے تو تم کر دیا جائے ۔ پوری دنیا کو ایسا بنا دیا جائے کہ جیسے شطرنج کی ایک بساط ہوتی ہے، اس میں ہے تمہارے قبضے میں ہو، ہم جس مہرہ کو جہاں چاہیں اٹھا دیں اور جہاں چاہیں رکھ دیں اس پر اس وقت امریکہ اور یورپ عمل کر رہا ہے ایسا اقتدار ہوا ہے جو ایک بڑی بات نہیں ہے، یہ حقیقت حاصل ہو گئی ہے

تو اس وقت کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ وہ طبقہ جس کے ہاتھ میں صرف سیاسی قیادت ہے سیاسی قیادت اپنے اندر وہ سانچے اور مصروفات رکھتی ہے وہ اثرات رکھتی ہے جو کسی چیز میں نہیں ہے۔ اس لئے اس کو مدتوں تک سے اہمیت دی گئی ہے اور اس کے لئے خدمت اسلامی کا نظام بنایا گیا ہے، اس کے لئے مسلمانوں کو تربیت دی گئی ہے وہ مسلم اسمبلی کی رہبری قبول کرے اور وہ قانون بنائے اور اس کو خدا کے بنائے ہوئے اور رسول ﷺ کے بنائے ہوئے راستے پر چلائے، تو بہر حال یا ان اقدار خمس و اخلاقی جس کو جو چیز بار بار کہی جاتی ہے اس کا بڑا کم ہو جاتا ہے، جن لوگوں کے ہاتھ میں سیاسی اقتدار ہے پھر اس کے حدود جن کے ہاتھ میں فکری اقتدار ہے اور دینی اقتدار ہے، ان کی تحقیق کا میدان ہے اور جس تک مسلمانوں کا تعلق ہے وہ طبقہ تیار کیا جا سکتا ہے

میں پہنچ گئی اور ان سے پورے قومی پروگرام، جو آج پیش ہو رہے ہیں، بڑی حد تک مختلف ہے۔ یہ صرف بیان نہیں تھا بلکہ وہ اسلام کی فکری تاریخ میں بھی ہو رہا ہے اور حسن فکر کا وہ کارنامہ ہو رہا ہے جو کبھی نہیں ہوا تھا۔ اس میں سب سے بڑا مطالعہ کرنے والے کے لئے یہ ہے کہ آپ کے یہ بتانے پر کہ اسلامی تعلیم کا کام ہے دنیا کی حیثیت سے کیا بتائیں، تحریک کی حیثیت سے بھی کہ اس کو جو پڑھایا جاتا ہے اور جس چیز کا مطالعہ کیا جاتا ہے اس میں یہ فرق ہے یہ فرق بنانا آپ کا کام ہے اور ایک دماغ کی بات ہے اس سے غلط نتیجہ نکالنا علم یہ نفسیاتی نکتہ ہے کہ کوئی ایک طرح جیسے قومی سرکاری ہو سکتی ہے کوئی پرائیویٹ ہو سکتی ہے اس کے مقاصد تعلیم کی اور اس کی تدریس جماعت کی ایک خاص مناسبت سامنے آتی ہے اس سے دو ایک طرح کے نتائج ہیں جو ہمارے لیے عالمانہ کتابوں پر مبنی ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہر اس قدم میں توفیق عطا فرمائے

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

ملت کا تحفظ، تحریک نفاذِ شریعت

اور غلبۂ اسلام

مفتی اعظم، اور قومی وملی مفکر

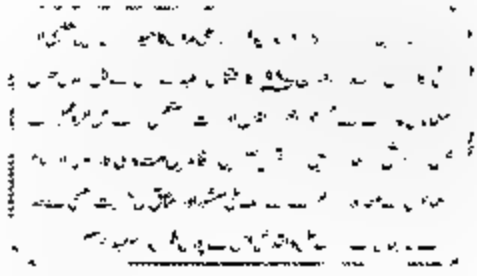

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، وعلی آلہ وصحبہ
وسلم تسلیما کثیرا، وعلی من تبعہم بإحسان
إلی یوم الدین، أما بعد

کرام کے بعد اس کو اپنے دل کی بات کہنے اور اپنے مطالعہ و تجربات کے نچوڑ کا موقع ملا ہے۔ یہ حصہ کتاب کا سب سے دلچسپ حصہ ہے جس میں آپ کی بات صرف علوم اور تحقیقات میں دلچسپی رکھنے والوں ہی کے لئے نہیں بلکہ ہر اس شخص کے لئے بھی ہے جو اپنے دین کی صحیح روح سمجھنے کا خواہش مند ہو۔ آپ کی تحریر میں جو بے ساختگی اور بے تکلفی ہے وہ بھی دیدنی ہے۔ مجھے امید ہے کہ یہ حصہ آپ کی طرف سے اور زیادہ اصرار کیا جائے گا۔ بلکہ ایک عقیدت مند کی حیثیت سے میں آپ سے اس کا مطالبہ کرتا ہوں۔ اس حصہ کے مطالعہ سے مجھے اس خیال کی تائید ہوتی ہے کہ آپ کی ذات سے اسلام کو بہت کچھ توقعات وابستہ ہیں۔

بزرگوار محترم والد صاحب سے ملنے اور آپ کے کسی مخلص دوست کے ذکر سے آپ نے فرمایا ہے کہ اپنے معمولات میں سے ایک وقت کی نماز پر آپ نے خود فرمایا ہے کہ بہت کم لوگ ہیں جو آپ کے اس معمول سے واقف ہیں۔ اس سے آپ کی عبادت اور بندگی کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس حقیر مصنف کی خوش قسمتی ہے کہ اس کو بھی آپ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل ہوا ہے اور اس کو بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھنے کا موقع ملا ہے۔ اس مسائل سے آپ کا طریقہ ہے جس حضرات نے آپ کی اقتدا میں نماز پڑھی ہے وہ اس کی شہادت دیں گے۔ اس مختصر سے تذکرہ میں اس کی گنجائش نہیں ہے۔ ہم اشارۃً یہ لکھ دینا کافی سمجھتے ہیں کہ آپ کی نماز سنت کے عین مطابق ہوتی ہے۔ جناب حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی کے شاگرد تھے۔ علامہ حضرت شاہ انور محمد صاحب کشمیری اور مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی کے شاگرد تھے۔ شیخ الہند حضرت سید احمد شہید اور شاہ عبدالعزیز صاحب اور شاہ ولی اللہ صاحب سے شاگردی کا تعلق تھا۔ یہ سلسلہ ان حضرات کے ذریعہ سے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔

ذٰلِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ

لیکن یہ اچھے خاصے عالم جو کہ امتحان میں کوئی مشکل پرچہ حل کرنے میں دقت نہ محسوس کرتے تھے اور اس کے بعد نشست اور صداقت سے سند لیتے

کے قرار واقعی معنی کا سوال ہے۔ تو تاریخ اسلام کے طویل سلسلہ اور فقہ اسلامی کے وسیع ذخیرہ میں اس کے دو حوالے ملتے ہیں۔ پہلا نمونہ یہ ہے کہ مسلمان حاکمانہ حیثیت میں اور ملک اسلامی حکومت کے زیر اقتدار رہے جیسا کہ خلافت راشدہ کے بعد بنو امیہ اور عباسی سلطنتوں کے ماتحت مسلمانوں کے یہ علاقے آئے اور مسلمان جزیرۃ العرب سے لے کر مراکش تک پھیل گئے۔ انہوں نے افریقہ کی پوری شمال مغربی پٹی فتح کر لی اور اس سے آگے سمندر کو عبور کر کے یورپ کے اسپین پر قابض ہو گئے۔ اس حیثیت کے متعلق صریح احکام ہیں۔ قرآن مجید کے اشارات ہیں۔ حدیثیں ہیں۔ صحابہ کرام کا طرز عمل ہے۔ عقل سلیم کا فیصلہ ہے کہ ایسے موقع پر مسلمانوں کا منصب کیا ہے۔ مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے۔ ان کے داعیوں و مصلحین کی کیا ذمہ داریاں ہیں۔ ان کے علماء فقہا اور مفتیوں کو مسائل کس ڈھنگ سے سمجھانے چاہیے؟ اور ان کے مصنفین و مولفین و مفکرین کا طرز عمل ان کا طرز فکر اور اسلوب کیا ہونا چاہیے۔ یہ بات واضح ہے اور اس کے لئے پورا تاریخی ریکارڈ موجود ہے۔

دوسری مثال یہ ہے کہ مسلمان کسی جگہ مختصر و محدود اقلیت میں ہوں وہ اس ملک کے حالات پر مطلقاً اثر انداز نہ ہو سکتے ہوں۔ اس ملک کے نظم و نسق میں کوئی حصہ نہ ہو وہ خالص محکومانہ زندگی گزار رہے ہوں اس کے لئے بھی کتابوں میں فقہ و شریعت کے احکام موجود ہیں۔ لیکن ہندوستان میں ہماری نوعیت اس وقت دونوں سے مختلف ہے اور وہ بڑی فکر انگیز اور تنہا طلب مسائل رکھتی ہے۔ حقیقت پسندی اور سخت جدوجہد کی طالب ہے اور اس سے بڑی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ یہاں ہم اقلیت میں تو ضرور ہیں لیکن وہ اتنی بڑی اقلیت ہے کہ اکثریت کے بعد اس کا دوسرا نمبر ہے اور اس کو اقلیت کہنا بھی صحیح نہیں۔ بلکہ اس کو "ملت" کہنا چاہئے ہم یہاں ۴ سے ۵ کروڑ کی تعداد میں ہیں۔ بہت سی خالص اسلامی سلطنتوں میں مسلمان اتنی بڑی تعداد میں نہیں ہیں۔ کوئی اسلامی ملک میں

اگر ہم اپنے سیرت محمدی کا مطالعہ کریں تو اس ملت کی حیات اور اس نے طویل سفر اور تجربوں میں یہ بالکل اوگھی نشان ہے کہ ہر ایک ایسے ملک میں رہتے ہیں۔ ہم عظیم اکثریت میں ہیں۔ یہ اتنی بڑی اقلیت ہے کہ اگر وہ اپنی امتیازی ملیت کا ثبوت ہے۔ اکثریت سے زیادہ محنت سے کام کرے اور اپنی اہلیت و افادیت اپنے خلوص، صداقت، مظاہرہ سے وہ قیادت کا مقام بھی حاصل کر سکتی ہے اور اگر یہیں تو کم از کم ملک کا رخ تبدیل کر سکتی ہے اور صاحب اقتدار جماعت کو اپنی ضرورت و افادیت تسلیم کرنے پر مجبور کر سکتی ہے۔ پھر اس کے ساتھ اس میں حقیقی زندگی کی دھڑکن باقی ہے۔ (میں اس کو زندہ قوم کیوں کہوں گا) وہ یہ کی اکثر ملتیں کھو چکی ہیں روحانی حیثیت سے یہاں حیثیت سے اور نصب العین کے لحاظ سے وہ ملتیں، اس آخری اخلاقی شعور اور حمیت زندگی و بیداری سے محروم ہو چکی ہیں۔ بس کو زندگی کی رمق کہا جا سکتا ہے۔ یہ ملت اپنی ساری کمزوریوں کے ساتھ اس رمق کی محافظ ہے

ایسی حالت میں اس ملت کے علماء کی علوم دینیہ کے اہل نظر و اہل فکر ماہرین کی ملت کے بے لوث، بالغ نظر قائدین کی، اس ملک میں عہدہ اور اس ماحول میں دعوت داری اتنی عظیم ہونے کے ساتھ اتنی نازک اور اتنی پیچیدہ ہے کہ اس کا تصور اس سے پہلے کسی ملک میں کر مشکل تھا۔ پندرہ کروڑ کی تعداد میں مسلمان ایک ایسے ملک میں موجود ہیں جو مرزہ جیسے مسائل، ہوشربا مسائل سے دوچار ہے۔ جہاں عرصے سے انسان سازی کا، اخلاق، کردار بنانے اور ان کو انسانی سانچے میں ڈھالنے کا دیانت کی کشش اور مادیت کے کھرے مقابلہ کرنے والی اخلاقی و روحانی طاقت پیدا کرنے کا کارخانہ بند ہو چکا ہے۔ اس کے جو بھی اسباب ہوں (ان اسباب کی اس مختصر تقریر میں تشریح نہیں ہو سکتی) یہ واقعہ ہے کہ ہندوستان کا معاشرہ ایک اخلاقی خلا میں مبتلا ہے جس کے آثار و نتائج قومی زندگی کے ہر شعبہ میں نمایاں ہیں

اسی حالت میں ایک ملت پیدا ہوتی ہے جو چند دلوں کی محدود میں بنائی جاتی ہے وہ اپنے پاس محدود نہ تاب محفوظ رکھتی ہے۔ سنت جن حدوں اور محفوظ طریقہ پر اس نے پاس ہے اسلامی کا اتنا بڑا حصہ ہے جو زندگی کے تمام احکام و عبادات سے لے معاملات و سیاست تمدن و اخلاق و اجتماع کے آداب تک پر مشتمل ہے جس کی مثال دنیا کی کسی قوم میں نہیں پائی جاتی۔ فقہ کا جتنا بڑا کام اہل اور اسلامی حرکات و اعمال کا حلال و حرام، جائز و ناجائز کے تعلق سے جو بنا ہے اس روایت کی مسلسل تشریح کرنے کے سلسلہ میں جو محنت اسلام کی تاریخ میں ہوئی ہے اس کی کوئی مثال مجھے معلوم نہیں اور اس کو کسی نظیر کو تاریخ میں نہیں ملتی

حضرات ہم ایسے ملک میں جہاں اگرچہ ہم اصطلاحی طور پر اقلیت میں ہیں لیکن حقیقت میں پوری قوم ہیں بستے ہیں۔ اس کے ساتھ ایک تاریخ ہے۔ ہندوستان میں کچھ برس تک اس نے حکومت کی ہے۔ اس ملک کو بنایا سنوارا ہے۔ ملک کا نام دنیا میں روشن کیا ہے۔ اس نے ملک کو دولت کی کسی سے وہ عرصے تک مالا مال چلا تھا۔ اس میں پہلی مرتبہ سیاسی، سماجی وحدت پیدا کی۔ اس کو صفات و خوبیاں اسلامی تاریخ ہیں اور ہندوستان کو جو عزتیں ملی ہیں بنا رہا ہے۔ ایک طویل، وسیع، مضبوط، مستحکم نوآبادی، نظم و انتظام، بیرونی دنیا سے تعلقات عطا کی

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم ہر قسم کی ہمت رکھتے ہیں۔ ہم کو عمل قرآن میں کوئی ایسی بات نہیں ملتی جو ہم سے نہ ہو سکے۔ ہم نے مختلف کائنات میں، عقل سے، ایمان کی زبان سے یہ حقیقت دریافت کر لی ہے۔ اس سے ہم نے اس کی بھی شریعت میں مختلف قوموں کے بارے میں کہا ہے اور مختلف حدیں بنائی ہیں۔ اس کی بھی سے ہم کو کام سے کام اور نظام سے نظام ہر کو اختیار کرنے کی اجازت دی ہے۔ جمہوریت سے فکر و رائے، حکومت سے حفاظت سیاست سے خلق سے بنی ہے کہ

فقط فردا کی جیت کا یہ عالم ہے کہ آج
کا چلتے ہیں کو بسار و مرغزار و نے و ہے و
میرے آقا وہ جہاں زیر و زبر ہونے کو ہے
جس جہاں کا ہے فقط تیری سیاست پر مدار

ابلیس نے ان تمام خطروں کو کوئی اہمیت نہیں دی اس کے برعکس اس نے کہا

نفس ڈرتا ہوں اس امت کی بیداری سے میں
ہے حقیقت جس کے دیں کی احتساب کائنات

اس نے کہا

ے ا جہ کو ہے کوئی خوف اس امت سے ے
ب ب ما ہے میں سے اب تک شمر د
دس سال کی قوم میں اب تک نظر آتے ہیں دو
رہتے ہیں اشتراکی سے جو ناآشنا ہو

علامہ اقبال مسلمان قوم کا یا خصوصاً اس ملک کا جمہوری نظام پھر مسلمان قوم کی اس بڑی آبادی پر سرسری نظر ڈالتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ ہم یہاں کے نظم و نسق پر غور کریں۔ یہاں قانون ساز مجلس کا انتخاب ہو سکتا ہے پھر اس ملک کے جمہوری ہونے کی حیثیت سے اس ملک کی قیادت کا منصب بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر ہم اپنے کو خلافی طور پر ماضی طور پر، ہیں طور پر اور عملی طور پر کسی ممتاز قائل قیادت کر دیں تو اس ملک کی قیادت کے ہم طالب نہیں ہوں گے ملک کی قیادت خود ہماری طالب ہوگی۔ ہمیں سورج کا چراغ لے کر ڈھونڈنے پڑے گی۔ یہاں کی خاک کے ذرہ ذرہ درخشندہ کے پرتو سے آفتاب کی اس ملک کو چلانے والے یہاں ہیں آئیں اور اس ملک کو چلائیں۔ آپ کی نیت درست نہیں ہے کہ آپ کو یہ آسانیاں چاہئیں آپ ملک کے خدمت دہندہ ہیں۔ آپ کی

ملک کی آخری امید ہیں۔ اس ملک کے باشندوں کو باہم عدل کا پیغام دیں۔ مثل سلیمان
پیغام ہے۔ خدا تعالیٰ اور اس دوستی کا پیغام ہے اور اس میں اس کا نام نہیں کہ ہمارا وہ
پیدائشی عقیدہ ایمان جس سے تمہیں بیزار ہونا چاہیے اور جو ہمارے ملک کے اس نئے
دین کو بدقسمتی سے عام طور پر لوگ شامل عطا فرمائی ہے (جو معجزات میں بھی اسی
طرح کافر فرق ہے جیسے ماہیت میں) اس کو ہی انسانی طاقت میں سمجھ
لیا ہے خوش ہو جاتے ہیں۔ محسوس کرتے ہیں کہ وہ خود غرضی کا پیغام نہیں۔ سیاست کا
پیغام نہیں۔ اس سے پیچھے یا کسی اور مقاصد نہیں۔ وہ پیغام ہے جس کو ان لوگوں
نے ایک مقدس ہستی سے سنا تھا اور جو اپنی طاقت میں ہے۔ اس لئے
ہر شخص اس کو قبول کرتا ہے (اور نہ خدا نہیں سے اور خدا سے ان
کا ان کو دینے والے نہیں بنا سکتے تھے رہے ہیں۔

اب ہم کو اس بات سے تو کوئی بحث نہیں کہ ہم اس ملک میں عزت سے رہنے کے
لئے اس ملک کی زبان سیکھ لیتے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے مصر
کے ہم میں سے جس نے بعد میں "یہ نہیں" کہ کوئی شخص کیسے کتنا ہو کوئی
دیوتا کے کوئی بھی رتبہ لیکن انسان سے نیچے رہتا ہے۔ پھر عملی حیثیت سے
اپنی محدود ذاتی طاقت سے اپنی دوستی سے جس نے ہمارا بھی پتا ہے
کہ وہ معجزات ہیں جن کے پاس ایمان ہے جس نے اس کا کام کیا ہے
کے پاس عملی حیثیت سے اس کے پاس دوستی کا صدیوں کا ثبوت ہے
آخر بادشاہ مصر اس کو جیل سے بلواتا ہے لیکن وہ خودداری کے ساتھ کہتے ہیں

ارجع الی ربک فسئلہ ما بال النسوۃ التی قطعن
ایدیھن ان ربی بکیدھن علیم ۝

"آپ آقا کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو کہ ان عورتوں کا کیا

ان سب کے باوجود صالح قیادت، عادل قیادت، خدا ترس قیادت اور انسان دوست قیادت کا منصب خالی ہے آپ اپنی حیثیت پہچانیں، اپنا منصب جانیں اور ملک میں خدمت، ملک میں صالح انقلاب لانے اور صف کو صحیح رخ پر لگانے اور چلانے کی اپنی صلاحیت کو پہچانیں اور اس سے کام لیں۔

جمیں ملک و ملت دونوں کے حقوق میں سے کسی حقیقت سے آنکھیں نہیں بند کرلی چاہئیں۔ ملت کی ساری دلچسپیاں حیثیت، تجارتی بے لوث اور خدا اندیش فطرت اور ہمارا دوامی مسلک، اس کی بناء پر ہم کو "غیر امت" کا لقب ملا اس پر غالب رہنا چاہئے۔ اس سے دور یا سائی دینے میں ان قدروں سے سیاست میں ہماری اصولی پسندی ہمارا خلوص کردار کا استحکام اقبال شعور سے بر غالب رہنا چاہئے۔ جمیں ان سیاسی پارٹیوں کی پست سطح پر کبھی نہیں آنا چاہئے جو دوسروں کی تخریب میں اپنی تعمیر اور دوسروں کی بربادی میں اپنی ترقی کا راز دیکھتی ہیں اور جن کا سیاسی نظر صرف کرسی کے سوا کچھ نہیں جمیں اس ملک کے بارہ میں بھی اور اس ملت کے بارہ میں بھی اپنا ذہن ہوئی اور اسلامی تعلیمات کی اساس پر تعمیر کرنا چاہیے

حضرات! اس کے ساتھ ساتھ ہمارا فرض ہے کہ مسلمانوں میں دینی شعور پیدا کریں۔ آپ کی ذمہ داری ہے کہ مسلمانوں میں دینی شعور پیدا کریں۔ ہماری آئندہ نسلیں ارتداد کے خطرہ میں مبتلا ہیں۔ تہذیبی اور دینی ارتداد تو بالکل کھلی بات ہے لیکن اعتقادی ارتداد کا خطرہ بھی سر پر آگیا ہے۔ آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ مسجدوں میں، گاؤں میں، بستیوں میں محلوں میں، گھروں میں اور راہ گیروں میں دینی تعلیم دینے کا نظم پیدا کریں۔ مدارس اور مساجد قائم کریں اور ان کا جال بچھادیں۔ میں اس موقعہ پر اپنی ایک گذشتہ تقریر کا اقتباس پیش کروں گا جو میں نے کچھ عرصہ پہلے دینی کونسل کے پلیٹ فارم پر کی تھی۔

ا ۔ ۔ ۔

ہوگئی ہے اس کو جاری رکھیں ہم کو کسی ملک میں دیمک کی مچھلیوں کی طرح (جن کی کوئی شناخت نہیں ہوتی) زندگی گذارنے کی اجازت نہیں۔ شاہ بانو کیس میں سپریم کورٹ کے فیصلہ نے پوری ملت کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا اور اس کے نتیجہ میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے جو پہلے سے قائم تھا۔ اس کو اپنا موضوع بنالیا۔ پھر یکساں سول کوڈ کا مسئلہ ہے۔ ان سب مسئلوں کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ یہاں بھی میں اپنی گذشتہ تقریر کا کچھ حصہ پیش کروں گا، جو آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے اجلاس بمبئی منعقدہ ۱۵، ۱۶ دسمبر ۱۹۸۶ء میں کی گئی، میں نے کہا تھا

"مسلمان اگر مسلم پرسنل لا (شرعی عائلی قوانین) میں تبدیلی قبول کر لیں گے تو آدھے مسلمان رہ جائیں گے۔ اس کے بعد خطرہ ہے کہ آدھے مسلمان بھی نہ رہیں۔ فلسفۂ اخلاق، فلسفۂ نفسیات اور فلسفۂ مذاہب کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ مذہب کو اپنے مخصوص ماحول معاشرت و تہذیب سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔ دونوں کا فطری تعلق اور رابطہ ہے کہ معاشرت مذہب کے بغیر صحیح نہیں رہ سکتی اور مذہب معاشرت کے بغیر مؤثر و محفوظ نہیں رہ سکتا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آپ مسجد میں مسلمان ہیں (اور مسجد میں بھی پورا مسلمان رہتا ہے اپنے سارے شوق عبادت کے باوجود) اور گھر میں مسلمان نہیں۔ اپنے معاملات میں مسلمان نہیں۔ اپنے عائلی و خاندانی روابط تعلقات میں مسلمان نہیں۔ اس لئے ہم اس کی بالکل اجازت نہیں دے سکتے کہ ہمارے اوپر کوئی دوسرا نظام معاشرت تھوپا اور عائلی قانون مسلط کیا جائے۔ ہم اس کو دعوت ارتداد سمجھتے ہیں اور ہم اس کا

اس طرح مقامات پر کئے جائیں جیسے حکومت ارتداد کا مقابلہ کیا جاتا
ہے اور یہ ہمارا شہری، جمہوری اور دینی حق ہے اور ہندوستان
کا دستور اور جمہوری ملک کا آئین ہر معاملہ میں ہر ایک
جماعت کو یہ حق دیتا ہے بلکہ اس کی ہمت افزائی کرتا ہے کہ جمہوریت کی
بقاء اپنے حقوق کے تحفظ اور اظہار خیال کی آزادی اور ہر فرقہ اور
ملت کے حقوق واطمینان میں مضمر ہے۔"

حضرت نے چند سال بعد خود میں ٹیگور پارک میں پیام انسانیت پر تقریر کی اس موقعہ پر RSS کے لوگ موجود تھے۔ اگلے دن ایک وفد میرے قیام گاہ پر آیا۔ مجھے معلوم ہوا کہ اس میں RSS کے ذمہ دار اور اس سے ہمدردی رکھنے والے ہیں اور مجھ سے باتیں کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ کل آپ کی تقریر سن کر ہمارے دل پر یہ چوٹ لگی کہ آپ کو اس ملک کی ہم سے زیادہ فکر ہے۔ "میں نے اثر اور شہادت کو اپنے اور پوری ملت کے لئے قابل فکر سمجھا ہے اس ضرورت سے کہ آپ کی ہر بات سے اس کا اظہار ہو اور یہاں سے شبہ یہ سمجھیں کہ آپ کو اس ملک کی مجھ سے زیادہ فکر ہے۔ آپ کو دولت سے زیادہ ملک عزیز ہے۔ آپ کا یہ حاشر عزیز ہے یہ وہ جوہر ہے جو ملتوں کو ہوتا رہا ہے۔ اب یہ سوال کیا جاتا ہے کہ اس سے اہل کتاب میں بھی یہ بات نہیں ہی وہ بے تکلف پانی دینے میں اقدام کرتے ہیں اس کے پاس آتے ہیں اور وہ کام کرتے ہیں جس سے ملک خطرہ میں پڑ جاتا ہے۔ مغربی طرز والوں کا انکار بڑھتا رہا ہے اور پوری پوری یورپی بلکہ ملک کی اس تعلیمیافتہ میں اس معاملات سے تحقیقی طور پر مضطرب و بے چین ہوتے ہوئے اور اپنی تہذیبی، ملی فرقہ اور جماعت کی مدحت و تحمید یا مدح و تعریف سے بے پروا ہے بغیر اس تحمید و انتساب کا فرض ادا کرنے والا اور خطرہ کا بگل بجانے والا دور دور نظر نہیں آتا۔

حضرات! آپ کے اس اجلاس میں بڑے بڑے علماء فضلائے علوم دینیہ، رؤسا، تاجدین، اہل قلم، مفکرین موجود ہیں۔ میں اپنی اس گذارش کو اسلام کے عہد اول کے ایک عبرت انگیز اور سبق آموز واقعہ کو یاد دلانے پر ختم کرتا ہوں جو ہمارے لئے پورا پیام رکھتا ہے

جس وقت جزیرۃ العرب میں ارتداد کی آگ پھیل گئی تو یہ سب کی ذمہ داری تھی۔ لیکن ذمہ داری کے احساس میں فرق ہوتا ہے۔ یہی فرق آدمی کو بڑا اور بڑا جلیل بناتا ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ اس وقت خلیفہ وقت تھے۔ انہوں نے کہا۔

ایتقص الدین وانا حی

کیا میرے جیتے جی دین میں کوئی کمزوری ہو سکتی ہے؟ کوئی قطع برید ہو سکتی ہے؟ حیف ہے میری زندگی پر اگر میرے سامنے شریعت اسلامی میں ترمیم ہونے لگے لوگوں کے عقائد و احکام میں انتخاب کیا جانے لگے تو نماز تو ٹھیک، روزہ بھی ٹھیک لیکن زکوٰۃ نہیں، یہ زکوٰۃ بھی ٹھیک۔ روزہ نہیں میں زندہ ہوں اور میرے سامنے یہ تحریف ہو یہ ہو ہی نہیں سکتا۔

بس یہ کہنا تھی جو دل کی ان کی زباں پر آئی اور یہ الفاظ ان کی زباں سے نکلے اور اس نے زمانہ کی کایا ہی پلٹ دی اور تاریخ کا دھارا بدل دیا۔

اللہ جل جلالہ ہم سب کو اپنی ذمہ داریاں احسن طریقہ سے انجام دینے کی توفیق بخشے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین. وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

زمانہ جس زبان کو سمجھتا ہے وہ نفع اور زندگی کے استحقاق کی زبان ہے

[illegible]

[illegible] میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا میری یہ حاضری آپ سے [illegible] کسی ذاتی مفاد کے لئے نہیں ہے یا کسی [illegible] کی غلامی سے [illegible] ہے [illegible] کیا جا سکتا ہے [illegible] کی خدمت عام ہے لوگوں کو [illegible] قوت ہو [illegible] جس کا آپ نے اپنے کئی خطاب میں [illegible] میں [illegible] اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ [illegible] ہے [illegible] اور [illegible] میں [illegible] ہیں [illegible] کہتا ہوں کہ آپ [illegible] والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ بھی یہاں تشریف لاتے تو وہ بھی اس [illegible] پر خوش ہوتے اور ان کی خدمت میں وہ آتے ان کو بھی اس سے بڑی مسرت

ہوتی

میرا قدیم اور عمیق تعلق

[illegible] میرا [illegible] سے [illegible] اس [illegible] سے [illegible] اس [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] اور [illegible] عمیق [illegible] ہے [illegible] اور [illegible] اس [illegible] تعلق [illegible] پر [illegible] اس [illegible] بھی [illegible] ہوں [illegible] شکر [illegible] گذار [illegible] بھی [illegible] اور [illegible] اس [illegible] خدا [illegible] سے [illegible] دعا [illegible] گو [illegible] بھی [illegible] کہ [illegible] اس [illegible] تعلق [illegible] کو [illegible] ہمیشہ [illegible] برقرار [illegible] رکھے [illegible] میں [illegible] یہاں [illegible] بالکل [illegible] مختصر [illegible] طور [illegible] پر [illegible] اس [illegible] کا [illegible] ذکر [illegible] کروں [illegible] گا [illegible] کہ [illegible] کس [illegible] طرح [illegible] اس [illegible] تعلق [illegible] کی [illegible] ابتدا [illegible] ہوئی [illegible] اور [illegible] کس [illegible] طرح [illegible] وہ [illegible] بڑھتا [illegible] گیا [illegible] یہاں [illegible] تک [illegible] کہ [illegible] اب [illegible] وہ [illegible] ایک [illegible] ایسی [illegible] منزل [illegible] پر [illegible] پہنچ [illegible] گیا [illegible] ہے [illegible] جہاں [illegible] سے [illegible] اس [illegible] کے [illegible] ٹوٹنے [illegible] کا [illegible] خیال [illegible] بھی [illegible] میرے [illegible] لئے [illegible] ناقابل [illegible] برداشت [illegible] ہے [illegible] میرے [illegible] والد [illegible] مرحوم [illegible] اور [illegible] حضرت [illegible] والد [illegible] صاحب [illegible] قبلہ [illegible] میں [illegible] شروعات [illegible] تو [illegible] کچھ [illegible] ایسی [illegible] تھی [illegible] کہ [illegible] اس [illegible] کو [illegible] یاد [illegible] کرکے [illegible] اور [illegible] اس [illegible] پر [illegible] غور [illegible] کرکے [illegible] مجھے [illegible] یہ [illegible] سمجھ [illegible] میں [illegible] آیا [illegible] ہوگا [illegible] کہ [illegible] یہ [illegible] تعلق [illegible] کوئی [illegible] معمولی [illegible] تعلق [illegible] نہیں [illegible] ہے [illegible] میں [illegible] اپنے [illegible] والد [illegible] مرحوم [illegible] اور [illegible] حضرت [illegible] والد [illegible] صاحب [illegible] قبلہ [illegible] کے [illegible] ان [illegible] خیالوں [illegible] کو [illegible] جو [illegible] میں [illegible] نے [illegible] آپ [illegible] سے [illegible] سنے [illegible] ان [illegible] مختصر [illegible] لفظوں [illegible] میں [illegible] بیان [illegible] کرنے [illegible] کی [illegible] کوشش [illegible] کرتا [illegible] ہوں [illegible] [illegible] [illegible]

کہنے کی باتیں تو بہت ہیں

میرے عزیز! اس وقت آپ سے بہت سی باتیں کہنی ہیں۔ ہم آپ سب لوگ ہی کشتی کے سوار ہیں۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ دنیا کی ہر کشتی (چاہے وہ خواہ وہ سمندر میں ہو، خواہ دریا میں، خواہ دن میں، خواہ رات میں، خواہ صبح میں، خواہ شام میں، خواہ دھوپ میں، خواہ بارش میں، خواہ طوفان میں، خواہ سکون میں) سب کی سب ایک ہی کشتی کے سوار ہیں۔ یہ کشتی کس وقت ایک تلاطم سمندر میں ہے اس کے لیے بالکل اس کشتی کی طرح ہے جو بہت سخت ہے۔ اس میں اس وقت طوفان آ رہا ہے اور بڑے بڑے جہاز جو بڑے بڑے انتظامات سے مسلح ہیں اور جن کے تحفظ کا پورا سامان بیا ہوا ہے اور جو سمندر کے رخ پر بہہ رہے ہیں، وہ بھی اس وقت تلاطم میں ہیں۔ وہ بھی اس وقت ایک خطرہ محسوس کرتے ہیں جبکہ ہوا آپ جو دریا کے رخ ہے بالکل خلاف اپنی کشتی کو لے جا رہے ہیں۔ اس سے ہم آپ کو بہت سنجیدگی کے ساتھ اپنے مسئلہ پر غور کرنا چاہیے۔

دو فریق

اس میں ایک تو وہ ہے جو دینی مدارس کے مستقبل سے بالکل مایوس ہے، جن کی افادیت کا منکر ہے اور اس کی سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کس غرض کے لئے ہیں اور یہ کیا خدمت انجام دیتے ہیں۔ اور اس کا کوئی فائدہ بھی ہے یا نہیں۔ ان کے پاس مدلل دلائل سے کوئی بات نہیں ہے، بس اپنے اندر کوئی افادیت نہ پاتے ہیں۔ ان کے اندر یہی احساس کمتری ہے۔

ایک فریق وہ ہے جو بالکل جذباتی عقیدت میں مدہوش ہے۔ وہ حقائق کو بالکل نہیں سوچتا۔ وہ یہ سمجھتا ہے کہ جتنا آس سے چار سو برس اور جتنا سو برس پہلے کا زمانہ ہے، جاہد

نظام بدلا ہوا کا زمانہ ہے۔ اس کو کسی تغیر و انقلاب کی خبر نہیں دیا گیا ہے تو اس نے اپنے کو اس سے بالکل بے تعلق بنا رکھا ہے، جیسے کہ آپ نے سنا ہوگا کہ شتر مرغ ریت میں چھپا سر دھنس دیتا ہے اور خارجی دنیا سے اپنا تعلق بند کر لیتا ہے اور پھر اس کو خبر نہیں ہوتی کہ کیا ہوتا ہے، جب وہ نہیں دیکھتا تو سمجھتا ہے کہ کچھ ہو ہی نہیں رہا ہے۔ یہ دونوں طریق دو سرے پر ہیں۔ دونوں دو مختلف انتہاؤں پر ہیں۔ ہماری ملی زندگی میں بھی عربی الفاظ کہتے ہیں میاں میں کوئی بھی حقیقت پسندی سے کام نہیں لے رہا ہے، اور کسی کی بھی راہ اعتدال کی راہ نہیں ہے۔

زمانہ تیزی کے ساتھ بدل رہا ہے

آپ سے کوئی چھپی ہوئی بات نہیں ہے اور اس کے لئے کسی بڑے انکشاف اور کسی بڑی تحقیق کی ضرورت نہیں ہے کہ زمانہ بہت تیزی کے ساتھ بدل رہا ہے بلکہ بدل چکا ہے اور اس کے بعد بھی وہ ایک جگہ پر رکا ہوا نہیں ہے بلکہ بدلتا چلا جا رہا ہے اس لئے ہمارے مدارس کے طلبہ کو ان دونوں دقتوں سے بالکل ہٹ کر ٹھنڈے دماغ سے اور بہت صبر و سکون اور بڑی سنجیدگی کے ساتھ غور کرنا چاہئے کہ ان کا مستقبل کیا ہے، وہ کیا خدمت انجام دے سکتے ہیں۔

مذہب کوئی عجائب خانہ اور میوزیم نہیں

عربی مدارس میں آپ نے کہ دیا کہ یہ بڑی بڑی کتابیں آپ پڑھ سکتے اور آپ نے پڑھی ہوں گی، اور اگر پڑھنے کا بھی موقع نہیں ملا تو آپ آئندہ پڑھ سکتے ہیں۔ اس موضوع پر بڑی اچھی اچھی کتابیں ہیں، لوگوں نے علمی حیثیت سے تحقیقی طریقے پر اس پر بحث کی ہے کہ کسی علم کو محض روایات پر حتی، محض قوت مقلدہ اور محض حافظہ پر اور ذہن کے

سے تو ہم بات نہیں کر سکتا کوئی صانع سے صحیح نظام ہو، اس کو محض روایت پرستی پر اور ایک مقدس درجے کے طور پر یا آثار قدیمہ کے طور پر باقی نہیں رکھا جا سکتا، یا ایسی آثار قدیمہ کی گنجائش تو ضرور ہے، آپ نے بڑے بڑے شہروں میں آثار قدیمہ کے عجائب گھر دیکھے ہوں گے، وہاں رہ، عجائب خانے بھی ہیں اور مردہ کتابیں بھی رکھی ہیں، شاید آپ نے بھی دیکھے ہوں گے، اور اگر نہیں تو پھر بھی کوئی بات نہیں ہے۔

ایسے آثار قدیمہ کی ایسی صرف یہ کہ باقی رہ جاتے ہیں بلکہ ان کو دیکھنے کے بھی لئے جاتا ہے، وہاں سے لئے بہت بڑا قطعہ زمین مخصوص کر دیا جاتا ہے، اور ان سے متعلقہ سے بھی ایک بہت بڑا قطعہ بھی مخصوص کر دیا جاتا ہے۔ صحیح سے یہ کیسی اس کی نسبت یا ہے اس کی حیثیت یہ ہے عموماً یہ چیز محقق ایک قابل زیارت، قابل دید اور قابل تعریف ہے یہ ایک عجائب ہے طور پر قدیم یادگاروں کے ایک مخصوص سے کا ہے ہے جو ہمیں ہمارے اوائل سے کیسی رہنمائی کرتا ہے زندگی میں ان کی ضرورت ہے۔ ان سے بغیر کام نہیں چلتا، وہ اب بہت اہم حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔ بالکل نہیں، بلکہ صرف اس لئے کہ ان مشغول زندگی میں بھی کچھ تفریح کی ضرورت ہوتی ہے، تو ان سے تفریح حاصل ہوتی ہے، یا پھر قدیم تاریخ کے ایک موقع مثلاً کہ قدیم حکومت کا وہ نظام ہے کسی قوم یا کسی ملک کے ایک دور کی تہذیب کا صحیح پتہ، تو آثار قدیمہ کے مطالعہ سے ہوتا ہے جس کی طرف ان آثار قدیمہ کی نسبت ہے وہ اگر زندہ ہوتے تو ہرگز اس صورت حال پر خوش نہ ہوتے۔

یہ پوزیشن کوئی زندہ اور صاحب دعوت قوم قبول نہیں کر سکتی

کوئی زندہ جماعت جو یہ سمجھتی ہے جس کا ایک مقام ہے جس کو بعض حقیقتوں پر اصرار ہے، جس کو بعض چیزوں سے انکار ہے، جس کا اپنا ایک راستہ ہے، جس کو خط سے

دشمنی سلطانی ہے، جو کچھ چیزوں کو غلط سمجھتی ہے، کچھ چیزوں کو صحیح سمجھتی ہے وہ ہرگز اس پوزیشن کو قبول نہ کرے گی جب تک کہ اس کے لئے کوئی جگہ مخصوص نہ کر دی جائے اور اس کو اسے ضرر سمجھ کر وہاں رہنے کا موقع نہ دیا جائے جیسا کہ قراءخانہ قدیم کی لائبریریوں کی حالت ہوئی ہے مصر میں رکھی ہوئی ہیں۔

عربی مدارس آثار قدیمہ کے طور پر

جولوگ عربی مدارس کی وکالت اور ان کی مدافعت اس انداز سے کرتے ہیں کہ یہ بھی آپ کے یہاں بڑے بڑے میوزیم ہیں آپ نے یہاں بڑے بڑے دارالآثار قائم کئے ہیں نظام کی قوم کا حال یہ ہے کہ اس کو سب سے زیادہ شغف ہے تو علم سے۔ شاید جتنے بڑے بڑے میوزیم خدا میں ہوں وہ یا تو کسی شہر میں ہوں گے اس لحاظ سے یہ عربی مدرسے آثار قدیمہ کی حیثیت سے باقی رکھے جائیں تو میں کم از کم ایسی پوزیشن کو ہرگز قبول کرنے پر تیار نہیں، میں سمجھتا ہوں کہ جس نظام کی وکالت حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اور حضرت مولانا محمد علی صاحب مونگیری نے کی جس کے لئے ندوۃ العلماء کی درسگاہ قائم ہوئی اور جس کے لئے دارالعلوم دیوبند قائم ہوا، جس سے ہم سب لوگوں کو تعلق ہے اس کی بنیاد ہرگز اس پر نہیں تھی۔ یہ قطعی کوئی درخواست نہیں تھی۔ یہ ہم کے لئے کوئی استثنا نہیں تھا کہ صرف چند بہت ہی چیزیں آپ نے چھوڑ دی ہیں قبرستان بھی باقی ہیں بڑے بڑے زیادہ اور ایسے شہر کہ جہاں پر ایک گز زمین ملنا بھی مشکل ہے، وہاں پر بہت بڑے رقبہ میں قبرستان پڑے ہوئے ہیں۔ ان کا کوئی مصرف نہیں ہے اور وہ ایک بہت بڑی جگہ گھیرے ہوئے ہیں۔ بہت سے لوگوں کے مکانات بھی بن سکتے ہیں مکانات کے لئے لوگوں کے پاس جگہ نہیں ہے، شہر تنگ ہو رہا ہے، پھیلتا چلا جا رہا ہے مگر یہ قبرستان ہیں، آپ نے قبرستان چھوڑ رکھے ہیں آپ کا کیا حرج ہے

آپ اس بات کو کبھی اپنی طرف نہ آنے دیں کہ کم سے کم میں اس پر عمل نہیں کر سکتا۔ اس کو بالکل نکال دیں۔

بہر حال ایک تو دنیا یہ کہتا ہے کہ جو مرد اپنی ازدواجی زندگی کی ساری لذتیں ختم کر چکے ہیں اور اب اس کو تارک دنیا کے طور پر باقی رکھنا چاہتے ہیں تو میں آپ سے کہہ رہا تھا کہ دل تو میں اس پر راضی نہیں ہوں گا۔ دوسرے یہ کہ قیاس بھی اس پر آمادہ نہیں ہے کیونکہ ہر مرد کو اللہ تعالیٰ نے ایک مقصد کے لئے پیدا فرمایا ہے اور اس کے لئے ہر زندگی کی ایک گنجائش ہے۔ کبھی وقتی آسانی کے لئے بعض لوگوں نے کئی وجہ سے چھوڑ رکھا ہو گا۔ ان کو نہیں چھوڑنا چاہئے۔ چنانچہ آپ دیکھتے کہ دعوت و تبلیغ میں حضرت جو جماعتی بھیجتے تھے اس کے لئے ہمیشہ یہ کوشش ہوتی تھی کہ جانے والے یہاں کی ساری ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو کر جائیں۔ میں بھی جب شروع میں دعوت کا کام کرتا تھا تو یہی کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے تجربہ عطا فرمایا ہے۔ ہزاروں ہزار قرنیں میں نے اس کو حاصل کرتے رہے۔ اب جہاں حضرت جولہ کا حکم ہوتا ہے اس کے آس پاس کا تھوڑا سا حصہ باقی رہتا ہے اس لئے کہ شروع میں وہاں جاتی ہیں تو شہر کی صورت دوسری حقیقت سمجھ آتی ہے اور جو یہ محض ایک دھوکہ ہے کہ کھجوروں کے باغ اس قدر ہیں اور اس قدر کھجور کی مقدار نہیں ہوتی۔ اس نے اول تو اس علاقہ کی پوری صحیح نہیں دوسری بات یہ ہے کہ وہ مقدار بھی ہوتی ہے۔ پچیس لاکھ روپے کی کھجوریں ہوتی ہیں اور حقیقت پسند ہوتا ہے۔ اور جو مرد کی ساری چیزوں سے زیادہ محبوب ہوتا ہے وہ اس کے ہاتھ سے نکل جاتا ہے کہ کہ یہ حصہ میں سے حصہ پانے کے لئے تیار نہیں ہے زیادہ سے زیادہ کیا ہو سکتی

محض قدامت اور تاریخ کے سہارے پر کوئی
اور روزمرہ نہیں رہ سکتا

[illegible] کوئی [illegible] سکتا کہ [illegible] سے [illegible] پہلا کام [illegible] عام [illegible] تھی محض تاریخ کے بل پر [illegible] سے [illegible] کوئی [illegible] کوئی نظام [illegible] گا۔ اگر آپ کو [illegible] کے لئے [illegible] حاصل [illegible] کی تاریخ [illegible] اس [illegible] خدمت [illegible] نوٹس [illegible] پائیں گے [illegible] کوئی [illegible] ہوگا [illegible] پر [illegible] اور [illegible] پیدا [illegible] کی [illegible] چاہئے

بقاء اصلح کا [illegible] قانون

[illegible] کی [illegible] جاری [illegible] ہے جو [illegible] آن مجید [illegible] تاریخ [illegible] معلوم [illegible] ہوتا [illegible] اصلح [illegible] کا [illegible] ہے [illegible] اس [illegible] دیتا [illegible] ہے [illegible] ان [illegible] کو [illegible] لیکن (SURVIVAL OF THE FITTEST) [illegible] حقیقت میں آن [illegible] کو [illegible] ہوئے [illegible] اصلح [illegible] قانون [illegible] صاف [illegible] آن مجید [illegible] ہے [illegible] آپ [illegible] بہت [illegible] ہوئی [illegible] کو [illegible] نہیں [illegible] ہوئی

فَاَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ ۝

اس [illegible] میں [illegible] نہیں [illegible] کس [illegible] میں [illegible] کوئی [illegible] نہیں ہے، جو [illegible] کوئی [illegible] اہم

خدمت انجام نہیں دے رہی ہے جس پر انسان کی بقا اور نشوونما اور انسان کی راحت اور
فی کا کوئی انحصار نہیں ہے اس لفظ میں جمد نے رد کے لفظ سے ادا کیا ہے۔ جو جمد کی
ضد ہے اور سلامت اصح اور سلیم لفظ ہے۔ رد صحافی سے لیا ہے۔ رد بچین کو کہتے ہیں یعنی
رسا کا وہ جھاگ جو پانی کے اندر کوئی شی نہیں رکھتا جس کے اندر ثبات استقامت کی کوئی
صلاحیت نہیں ہوتا ہے جوش کی ایک مثال ہے دریا کے جوش کا ایک خارجی ظہور ہے
اس کے اندر وہی استقامت نہیں کوئی صلاحیت نہیں بس ایک چھوٹی سوئی سی چیز ہے جس
نے اندر کی طرف سے ہوا بھر دی ہے جو اس پانی کے اوپر آ گیا ہے اس کے اندر
اس کو ثابت رکھنے کی کوئی صلاحیت نہیں ہے وہ اوپر اوپر بہ جائے گا یا وہ پھٹ
جائیں گی جیسے ہی ٹک جائے گا باقی نہیں رہے گا اس لئے کہ اس میں باقی رہنے کی
صلاحیت نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا جو قانون مربیت ہے وہ اس کی اجازت نہیں دیتا کہ یہ بلبلے دیر تک باقی رہیں اس لئے کہ یہ عالم اتنی وسعت نہیں
رکھتا کہ اس میں یہ بلبلے اس جھاگ اور پانی کا جھاگ اور پانی کا بن اس طرح باقی رہے
سکے جس کا باقی رہنا ہمیشہ کے لئے مشکل ہو جائے تو اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض وہ ٹھہر جاتا ہے

زمانہ جس زبان کو سمجھتا ہے وہ نفع اور زندگی کے استحقاق کی زبان ہے

تو آثار عالم سے ہمارا اس پر جانچتے ہیں کہ وہ باقی رہیں اور وہ اس زندگی میں اپنی جگہ بنا
سکتے ہیں زندگی کا استحقاق ثابت کرنا چاہتے ہیں تو ان کو ہے اندر نافعیت پیدا کرنی
ہوگی اس لئے زندگی کی کل عمارت ہے [illegible] جس نے اس لئے کہ اس

[illegible] [illegible] [illegible] [

سمجھ کر ایک منزل کے طور پر منزل ہی نہیں مانا ایک فیصلہ کے طور پر اس نے کیونکہ
قبول کر لیا ہے تو اس میں تو اب بالکل اس کی گنجائش نہیں رہی کہ ہم یہ سمجھ کر یہاں ہیں
فلاں حکومت سے باقی رکھا ہم فلاں دور میں باقی رہے، آپ بھی ہیں باقی رکھے یا آپ
نہیں کہ ہم نے جنگ بندی میں اتنا حصہ لیا تھا یہ تو الاستحقاق ہے اس کو اب دوسرے
کے لئے تیار نہیں ہے۔

آپ ایک اہم محاذ پر تعینات ہیں

آپ یہ ثابت کیجئے کہ آپ ایک ایسے مورچے پر کھڑے ہوئے ہیں، زندگی نے
ایک ایسے محاذ پر کھڑے ہوئے ہیں کہ اگر آپ نے وہ محاذ چھوڑ دیا تو اس کو سنبھالنے
کوئی نہیں۔ آپ ثابت کریں کہ آپ خلوص کے محاذ پر کھڑے ہیں۔ محبت خلق کے محاذ
پر کھڑے ہیں، آپ علمی بلندی کے محاذ پر کھڑے ہیں، آپ علمی تحقیق کے محاذ پر کھڑے
ہیں۔ اگر آپ نے اپنی جگہ چھوڑ دی یا آپ کو ہٹا دیا جائے گا یا ہٹا دیا جائے گا
علاوہ ازیں اس وقت تو یونیورسٹیوں پر کمیشن کی علمی تحقیق پر کمیشن بنا رہا ہے
پر تعلیمی اور سائنسی اور کلچرل کمیشن بنانے کے بعد کہا جائے گا واقعی قابل
قدر ہیں۔ حمیدی اس بیت میں بیان کیا ہے۔

"فالماء الزبد فيذهب جفاء وأما ما ينفع الناس فيمكث
في الأرض كذلك يضرب الله الأمثال"

پس یہ ثابت کیجئے کہ آپ اس وقت تمام مسلمانوں کے نقطہ مسلمانوں کے جذبے کو
مسلمانوں سے بین پسندی، اسلام پسندی، حق مسلمانوں کے دین شریعت کے احترام
یا بعض بعض علماء کی قربانی یا بعض علماء کی بزرگی کے بل پر قائم نہیں رہ سکتے، میں دل پر پتھر
رکھ کر یہ اقدام کہہ رہا ہوں دوستو مجھے اس سے تکلیف ہے، لیکن یہ حقیقت ہے جس کا

[illegible] طلبہ کے لیے [illegible] کے [illegible] ہے
[illegible] کے لیے [illegible] ہے [illegible] ہے

حضرت مولانا محمد علی مونگیری کی فراست و بصیرت

حضرت مولانا محمد علی صاحب مونگیری رحمۃ اللہ علیہ [illegible] ہے
[illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے
[illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے
[illegible] ہے [illegible] ہے

[illegible] ہیں، یہ حضرت مولانا محمد علی کی جگہ کا خطاب ہے مگر مجبوراً خطاب کرنا
[illegible] میں نے حاضرین سے یہ وعدہ کیا تھا کہ میں تو حضرت مولانا محمد علی کی
[illegible] آنے کا وعدہ کرکے نہ آسکا اور وعدہ کے خلاف کر رہا ہوں۔ وعدہ تھا دن پہلے
[illegible] سے وعدہ خطاب لیا، لیکن جس تعلق سے آج میں آپ کو خطاب
[illegible] ہے اس کے لحاظ سے میں آپ سے معافی کا خواستگار ہوں

کرنے کے دو کام

[illegible] میں آپ سے یہ عرض کروں گا اور امید ہے اس میں حضرت امیر
[illegible] کے ارشادوں سے بھی وہ مدد حاصل ہوگی جو اخلاص سے مجھے توقع ہے
[illegible] کی۔ میرا رخ بالکل ہٹا ہوا ہے میں آپ سے آپ کی زبان اور آپ کے
[illegible] کی بات کہنا چاہتا ہوں۔ آپ بطور تحدیث نعمت کے اپنی [illegible] ثابت کرتے ہیں، اور
[illegible] ہیں، جو دو قسم کے ہیں اور دونوں کا تعاون چاہ سکتے ہیں ایک قسم تجارت
[illegible] ہے اور دوسری کاشتکاری کا۔ آپ علم کی مدد سے آپ علم میں مال پیدا کرتے ہیں
[illegible] جہاں کہ آپ کی تجارت کے بنانے کا تعلق ہے اس کے متعلق بہت سے لوگ
[illegible] ہیں اور حضرت امیر شریعت نے بھی فرمایا ہے اس میں کوئی تعریف کی بات نہیں
[illegible] خیال کی حضرت تھی کہ مجھے اس جلسے کا خطاب [illegible] صرف اس لئے
[illegible] تھا کہ میں ہوا ملک مجھے ہیں کہ اس مجلس میں شرکت کا استحقاق ہوا ہو علمی مسائل پر تو
[illegible] سے متعلق ہیں، اس مجلس کا روں سے میرا مستقل تعلق ہے۔ میں
[illegible] ہوں کہ آپ نے اس [illegible] قیمت سمجھی ہے کہ میں خاص [illegible]
[illegible] آدمی کی بات سنی ہے اس مجلس میں میرے [illegible]

مرے لیے ہوئے ہیں شرق و مغرب سے مکاتب

میں نے مشرق و مغرب کے میخانے دیکھے ہیں، سنائے آپ سے یہ عرض کرتا ہوں کہ علم میں کمال پیدا کرنا خواہ وہ کوئی علم ہو آپ کے لئے مفید ہے۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم عربی میں اور علوم دینیہ میں کمال پیدا کریں گے تو جنگل میں مورنا چاکس ۔ دیکھا؟ بھلا اس کمال کا قدردان کون ہے یہ آپ کی بے خبری کی بات ہے، میں آپ کو بتاتا ہوں کہ یہاں سے لے کر امریکہ تک، یورپ تک میک گل تک، اور آکسفورڈ اور کیمبرج تک ہر جگہ اس علم کی قدر ہے بشرطیکہ آپ نے اس میں کوئی کمال حاصل کیا ہو۔ لیکن حال کس کو کہتے ہیں، کمال خدا کو نہیں کہتے، کمال کاں لکوں کو نہیں کہتے کمال اس کو نہیں کہتے کہ آپ عربی کی عبارت پڑھ لیں اور سمجھ لیں، اس کا نام کسی نے بھی کمال نہیں رکھا۔ کمال وہ ہے جسے کہتے ہیں کہ "جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے۔" کمال وہ ہے جو اپنا اعتراف کرے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں زمانے کے انقلابات و تغیرات کی یہ سب داستانیں بالکل بے بنیاد ہیں، یہ لوگ آپ کو بالکل دھوکا دیتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ زمانہ بدل گیا ہے۔ آپ کہاں ہیں اس چکر میں میں، آپ کہاں اپنا وقت کھو رہے ہیں۔ اسے بھائی کالج، یونیورسٹی میں پڑھا ہوتا، سائنس پڑھی ہوتی، انگریزی لٹریچر پڑھا ہوتا، آپ نے اکنامکس (ECONOMICS) کا مطالعہ کیا ہوتا۔ آپ نے فزکس کا مطالعہ کیا ہوتا۔ آپ نے ٹیکنالوجی (TECHNOLOGY) کی تعلیم حاصل کی ہوتی یہ سب اعلیٰ فزیکی اور خیالی ہے اس کے سوا کچھ نہیں۔ کمال آپ کسی چیز میں پیدا کریں اور امتیاز حاصل کر لیں، پھر آپ کو کبھی یہ شکایت نہیں ہوگی کہ زمانہ ہم کو نہیں پوچھتا، ہماری کوئی جگہ نہیں ہے۔ آج جو کچھ بھی آپ ہماری دینی تعلیم کا انحطاط دیکھ رہے ہیں وہ بے کمالی کی وجہ سے ہے۔

طب یونانی کو اس لئے زوال ہوا کہ باکمال لوگ ختم ہو گئے

میں آپ سے ایک بات پوچھتا ہوں، شاید میں اور کوئی مثال دینا تو اس کے سمجھنے

میں اتفاق ہوتی، یہ کہتے کہ ایک زمانہ میں سارے ہندوستان میں طب یونانی کا رواج تھا۔ ہر ہر جگہ مطب کھلے ہوئے تھے، ہندو اور مسلمان، اور نیک و بد اور جاہل و عالم سب حکماء کے پاس جاتے تھے اور ان کے مطب کا یہ حال تھا کہ اس ایک کھیڑ لگی رہتی تھی، اور معلوم ہوتا تھا کہ ایک تیوہار کے ساتھ ہیں ہے۔ کیا آپ کہتے ہیں کہ طب یونانی روز افزوں اس لئے کہ ڈاکٹری آ گئی ہے، وہ پیچھے آ گئی ہے اور جدید میدان آ گئی ہے اس لئے طب یونانی کو زوال ہو۔ میں بالکل نہیں مانتا کہ طب یونانی کو اس سے زوال ہوا کہ اب اس طرح کے طبیب نہیں پیدا ہوتے، اب اس طرح کے ذہین طباع، ذکی، متقاد اور مجتہد ذہن کے طبیب نہیں ہیں۔ اگر آج وہ پیدا ہو جائیں تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کے پاس دائقہ جائیں، اس میں ذرا مبالغہ نہیں، آپ کے شہر کا سول سرجن جب ہار کے ان کے پاس جائے۔ جب اس کی تکلیف رفع نہیں ہوگی تو کیا کرے گا۔ آپ ایک ایسا طبیب پیدا کر دیجئے میں حاذق اور فرد فرید کا نام لیتا ہوں حکیم اجمل خاں، حکیم عبدالحفیظ، حکیم محمود الملک حکیم اجمل خاں کا ذکر کرتا ہوں، حکیم محمود خاں کا ذکر کرتا ہوں، ان کے پاس کائیں اس کے آگے کالی کا بھی بولی بند ہو جائے تو طب یونانی کے زوال وغیرہ کی ساری داستان ختم ہو جائے اور معلوم ہو جائے کہ طب یونانی زندہ ہے، بات یہ ہے کہ پہلے دور نظامی پڑھ کر لوگ طب کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ جتنے بڑے علماء ہیں تقریباً سب پڑھتے تھے حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مجھے معلوم نہیں لیکن اکثر علماء اس زمانہ میں طب پڑھتے تھے ان میں سے بعض پیشہ کے طور پر اس کو اختیار کر لیتے تھے اور بعض اس سے اشتغال نہیں رکھتے تھے، وہ منطق و فلسفہ پڑھتے ہوئے اور اشارات طوسی وغیرہ پڑھتے ہوئے۔ مرتے ہوئے جب جب کی طرف جاتے تھے، تین چار ساتھیوں کے افراد ہوتے تھے بحث کرتے تھے تو ان کو ایک ایسا ملکہ حاصل ہوتا تھا کہ نبض پر ہاتھ رکھا اور اندر تک پہنچ گئے ایک ایک رگ،

۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

حل مسئلہ کا طریقہ

کے بہترین جوہر نے جمع کر دیئے گئے ہیں، آج ایسے لوگ نہیں پیدا ہو رہے ہیں مگر نصاب کی نا مناسبت ہوتا تو اب پیدا ہونا چاہئے اور ہم ہی لوگوں کو دیکھ لیجئے مولانا مسعود عالم صاحب ندوی ہمارے رفیق تھے اور ہمارے بڑے دوستوں میں تھے انہوں نے عربی لکھنے میں جو کمال پیدا کیا اور انھوں نے پڑھا کیا تھا، بیکن تحریری وغیرہ پڑھی تھی میرے زمانہ میں بھی عبارت وغیرہ لکھی گئی تھی۔ اپنی طالب علمی کے زمانے میں میں نے بھی تحریری پڑھی اور دوسری کتابیں پڑھیں تو اس میں بہت کچھ انھوں اساتذہ کی محنت اور ذوق آفرینی اور طلب کی محنت اور جد وجہد پر ہے۔ نصاب معاون ہے، میں اب بھی نصاب کے تغیر کا داعی ہوں لیکن تنہا اس پر انحصار نہیں۔

اصل بات

حضرات گرامی اصل میں شکایت تو یہ ہے کہ آپ حضرات نے محنت کرنی چھوڑ دی ہے۔ آپ حضرات کے اندر دخول نہیں، مسابقت کا جذبہ نہیں، آپ حضرات کسی میں کامل ہونے اور درس کی قوت پیدا کرنے کو فکر کی چیز ہی نہیں سمجھتے، اور ہمارے اسلاف ایسے تھے کہ ان کو بادشاہ بلاتے ہوتے مدرسی کی خاطر اس کو وہ قبول کرنے کو تیار نہ تھے۔ مدرس بننے میں وہ اپنا بڑا اعزاز سمجھتے تھے کہ وزارت کو ٹھکرا دیں، اور بعض بعض ایسے حضرات تھے کہ ہیں وزیر روس دے رہے ہیں لکھنؤ میں وزیر آصف الدولہ کے زمانہ میں سعادت علی خاں کے زمانہ میں ہر مدرس کے یہاں دولت کو درس ہوا کرتا تھا اور درس کو وزارت کا کام ہوا کرتا تھا۔ اسی بہت سی آپ کو مثالیں ملیں گی۔ فضل حسین عظیم آبادی کے بہت بڑے عالم گزرے ہیں، یہ وزیر رہ چکے تھے۔ لیکن درس اس طرح دیتے تھے کہ گویا صرف مدرس ہیں۔ لکھی بہت سی مثالیں ہیں لیکن اب ہمارے آپ کے اندر مدرس بننا جذبہ افتخار نہیں رہا بلکہ ہم اس سے شرماتے ہیں کہ ہم مدرس بن جائیں تو ایک بات آپ سے یہ کہنا ہے کہ

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] کوئی نظام [illegible] ہے [illegible] ہیں [illegible] مرتبہ [illegible] جا [illegible] ہیں آپ سے معافی کے ساتھ یہ بتا دوں [illegible] ہوتے ہیں یہ کہتا کہ آپ کا پاسپورٹ [illegible] سے نکلنے کے بعد آپ اس [illegible] سے [illegible] کو [illegible] [illegible] [illegible] سے [illegible] [illegible] [illegible]

ہے۔ ہر چیز کو جنگلا کر کیا جا رہا ہے۔ یونیورسٹیوں کی ساری آمدنی مسلم یونیورسٹی کی ساری آمدنی کل ملا دو تو ساری آمدنی ہے تو اس کے لئے مکانات کا جال بچھا دیتے ہیں اور مسجد کو سلاخوں کی زندگی کا سر کر دیتا ہے۔ سب سے آخر میں انقلاب کے قدم جہاں پر پہنچیں گے وہ مسجدیں ہیں۔ اس لئے آپ کسی جگہ اپنے مرکز بنائے، جہاں پر میں انقلاب پہنچے یا وہاں تک انقلاب پہنچتے پہنچتے قیامت آجائے ممکن ہے موقع ہی نہ ملے تو آپ مساجد کو مرکز بنائیے اور کثرت سے مساجد قائم کیجئے اور بالکل اس کی پروا نہ کیجئے کہ آپ سے مدرسہ میں یہ پڑھا تھا اور وہ عوام جاہل اور سخت بد اخلاق پڑھے تھے اور سب یہاں بچوں کو پڑھا رہے ہیں مدرسیاتیوں سے بالکل کہہ رہے ہیں۔ آپ نے علم ضائع کیا بچوں کو پڑھا رہے ہیں۔ مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا ہے اور اسلام کا تحفظ یہ دونوں ہیں۔ یہاں رہتے ہوئے اخلاص پیدا کرنا اپنے علم میں تواضع پیدا کرنا اپنے قلب میں بندگی اور پابندی شریعت کا انقلاب اور مساجد کا آباد کرنا۔ اگر آپ نے یہ دو چیزیں کر لیں تو آپ واصلاح ینفع الناس فیمکث فی الارض کے مصداق ہوں گے اور کوئی بد سے بد ہاتھ کوئی ظالم ہاتھ اور کوئی خطاب و تغیر آپ کے مقابل کہیں نہ سکتا اور آپ اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہو سکتے اور یہی بات ہے اس لئے آپ کے لئے اضطراب کیسی ہے آپ کے کون تغیر نہیں ہے اس لئے کہ آپ نے اپنی ماہیت ذات مروی تو جلد تبارک وتعالیٰ کے یہاں اس کے لئے خاص طور پر صفات ہے جو دین کے راستہ میں اپنی ماہیت ذات کر دے جب ہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا۔ ان لولک هذه الصنعة لمی سعید، اے اللہ تیری عبادت کا انحصار اس پر ہے۔ تیری توحید کی منادی کا انحصار اس پر ہے آپ بھی طلب کریں کہ اللھم ان لولک هذه الصنعة لمی تعبد فی هذه الارض کہ ہم میں بندوں کے متعلق نہ دیجئے یہ کون آپ کا مل رہا کہیں

ملتا

میر کی درخواست

[illegible] ہے [illegible] کا تعلق ہے [illegible] کا تعلق ہے [illegible] کا تعلق

زبان وادب کی اہمیت اور اس کی ضرورت

[illegible]

نحمدہ ونصلی ونسلم علی سید
المرسلین وخاتم النبیین محمد وآلہ وصحبہ
اجمعین ومن سلک مسلکہم واھتدی بھدیھم الی یوم
الدین اما بعد!

عزیز طلبائے یونیورسٹی اورینٹل کالج!

مجھے یہ سن کر بڑی خوشی ہے کہ مسلمانوں کی اس ہمارے دارالعلوم دوسرے خاندان میں سے اپنے [illegible] دیکھ کر کامل یقین ہوتا ہے کہ اسلاف کی حقیقت اس قوت [illegible] کی جڑ ہے جس کی بدولت اس قلیل [illegible] کے باوجود [illegible] کی بڑی بڑی [illegible] ان کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہ کر سکے [illegible] اس [illegible] کے [illegible] کے [illegible] کے

ہوں یعنی ہوں یا معنوی ہوں کسی چیز کی ضرورت نہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کئی مگہ نعمت بیان کیا ایک نعمت کے طور پر تذکرہ کیا ہے اور اس کی تاثیر بیان کی ہے مثلاً اس نے کہا۔

"نزل به الروح الامین علی قلبک لتکون من المنذرین"

یہاں تک ہی کافی تھا، اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کے لحاظ سے کہ لتکون من المنذرین "تاکہ آپ ڈرانے والے بنیں" لیکن اس کے بعد فرماتا ہے بلسان عربی مبین۔ آپ ڈرانے والے بنیں عربی زبان میں جو واضح کرنے والی ہو دل نشین ہو اور جو دل و دماغ کو متاثر کرے اور جو یقین پیدا کرے اور فرمایا

"انا انزلناہ قرآنا عربیا لعلکم تعقلون"

(سورہ یوسف)

یہاں عربی کہنے کی ضرورت کیا تھی انا انزلناہ قرآنا کافی تھا لیکن چونکہ اہل عرب مخاطب ہو رہے ہیں اور عرب ہی والی ہوں میں رہتے ہیں اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کے لئے یہ صرف عربی زبان کا انتخاب کیا بلکہ عربی مبین کہا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمت کا جہاں ذکر کیا ہے خلقت انسانی کے موقع پر تو وہاں پر بھی اس کو فراموش نہیں کیا یہ تو کتاب ہدایت ہے۔ بلکہ اس نعمت کو نہیں فرمایا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

"الرحمن علم القرآن خلق الانسان علمه البیان"

(سورۃ الرحمن)

اور انسان کو پیدا کیا اور آگے فرماتا ہے کہ علمہ البیان اس قوت بیان عطائی کا ذکر کیا یہ بات کہ وہ اپنی بات کو واضح کر سکے دل نشین کر سکے یہ ایک طاقت

CONFLICT BETWEEN RELIGION AND SCIENCE
HISTORY OF EUROPEAN EMPIRE

CONFLICT BETWEEN RELIGION AND SCIENCE ۵ لیکن مجھے یہاں اس کا ترجمہ کرنا پڑا۔
معلوم ظنی جان کا تاریکا دور ہے جو کہ مذہب اور سائنس یا کہنا اصلاح سے ملا
اور اپنے کی HISTORY OF EUROPEAN MORALS تاریخ اخلاق یورپ کی پہلی
کا اصل چیز تھی اور ان دونوں کتابوں سے پہلی کتاب ۱۸۶۵ء
مدد لی اس نے ان کتابوں سے بہت کچھ لیا اور
نے قلم سے جو سدکا بدلتے تھے ایک
یہ مولانا عبدالماجد دریابادی کے قلم سے رشید اخلاق کا کس
دل اور کس جانفشانی سے اصلاح میں یہ صلاحیت پائی۔
ایک

دشمن آپ کی مدد کرنے اور آپ کے ساتھ تعاون کرنے کے لئے تیار ہیں۔ آپ کی کتابوں کی فہرست تیار کریں، اچھے اہل قلم سے مشورہ سے اور خبیث اور فکر انگیز اور مواد فراہم کرنے اور رہنمائی کرنے والی کتابوں کی مدد اور اس کے بعد آپ کا بجٹ اس کے لئے کافی ہوتو میں اعلان کرتا ہوں کہ اعظم اس میں مدد کرے گا، تو اس وقت یہ قوت پاشیہ خوابوں کی تعبیریں [illegible] ہوا۔ وقت کو زیادہ مسخ ہوگئی ہے اور مسخ ہی نہیں بلکہ جیسا کہ ہمارے عزیز نے اصلاح کے غالباً ناظم ہیں انھوں نے جو مضمون پڑھا اس میں انھوں نے کہا کہ ہاں میں نے بہت دن پہلے کہی تھی کہ صدیوں کے بعد یہ بات پیش آئی ہے کہ یہودی دماغ اور عیسائی وسائل و طاقت دونوں متحد ہوگئے ہیں اور یہ ایسا جس دو ملکوں میں زیادہ سے زیادہ قصد ہو سکتا ہے وہ یہودیت اور عیسائیت ہیں، عیسائیت کی بنیاد اس پر ہے کہ مسیح ابن اللہ ہیں اور یہودیت کی بنیاد اس پر ہے کہ وہ حضرت مسیح پر تہمت لگاتے ہیں، کسی تہمت لگاتے ہیں، جو کوئی عیسائی برداشت نہیں کر سکتا لیکن اس کو عیسائیوں نے فوقیت دی یہاں تک کہ پاپائے اعظم نے یہ قصور معاف کر دیا یہودیوں کا جو صلیبی جنگ شروع کرتے تھے تہمت لگاتے تھے، تو اس وقت ایک بڑی گہری سازش ہے دنیا میں اور پوپ نے اس وقت عنوان اختیار کیا ہے FUNDAMENTALISM کا یعنی دین کے دخل کے بعد امریکہ نے یہ سمجھ لیا اور برطانیہ اور عیسائی و یہودی بڑی طاقتیں ہے کہ کراب عصر ہو سکتا ہے اور کوئی حریف میدان میں آ سکتا ہے تو وہ صرف اسلام ہے اس لئے بڑی ہوشیاری سے اور اس میں یقیناً یہودی دماغ کام کر رہا ہے انھوں نے اس کو عنوان دیا ہے FUNDAMENTALISM کا اصول پرست، کٹر، قدامت پرست، دین حق پرست یوں کہئے کہ جو قدیم ذخیرہ ہے اسلام پر ستار، اس کی اصطلاح کی جگہ پر FUNDAMENTALIST کی اصطلاح استعمال کی جارہی ہے اور اس قدر پروپیگنڈہ ہے اور اس زور و شور سے اور بلند آہنگی کے ساتھ اور بے محل بلکہ منظم طریقہ پر یہ بات کہی جا

رہی ہے کہ کسی آدمی کے لئے مشکل ہو گیا ہے کہ وہ اقرار کرے کہ میں
CHRISTIAN FUNDAMENTALIST ہوں حالانکہ ایک مذہبی کے لئے
CHRISTIAN FUNDAMENTALIST ضروری ہے۔ مذہبی کے معنی تو یہ ہیں کہ وہ منصوصات قطعی پر فصوص دین پر ایمان
رکھیں پورے کتاب اللہ پر۔ عیسائی اگر ہو تو انجیل اور اگر مسلمان ہے تو اللہ کے آخری
کلام قرآن مجید کے ارشادات پر اس کے احکام پر اس کی تعلیمات پر یقین رکھتے ہیں اور اس
وقت FUNDAMENTALIST کی اصطلاح اتنی عام ہو گئی ہے کہ بہت سی تاسف اور
ندامت کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ مسلمانِ عرب میں بھی یہ اصطلاح اچھی نہیں
سمجھی جاتی ہے پاس ایک خط یا شاید ایک سے زیادہ خط K اس نام نہیں لکھا اور ایک لمبی
چوڑی جگہ سے آیا کہ جہاں کے عام مسلمان ہم سے دلی طور پر عاقف ہیں احترام کرتے ہیں
ہمارا ان فائنڈنگ میں ساتھ دیا ہے اور انہوں نے اپنی ایک تقریر میں کہا کہ اپنے منطقہ میں
جس جگہ کے وہ امیر ہیں ایک سڑک کا نام ہمارے نام پر رکھا تھا "شارع ابی الحسن مودودی"
اس وہ خیال کرتے ہیں ایک بڑے چین الاقوامی ادارے میں وہ ہمارے ساتھ رہے
ہیں ان کے قریب قریب کی بلکہ ان کے ترجمان کا خط آیا ہمارے نام کہ تنظیم و دین کے
بارے میں آپ کا کیا خیال ہے ہم چند عسکری اور چند سماجی کاموں کو اول نا سمجھتے ہے
ہیں کہ تنظیم دین کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کریں جس کو عربی اصطلاح میں
منہج فکر کہتے ہیں حالانکہ یہ FUNDAMENTALIST کا ترجمہ اصطلاحی نہیں ہے جو
مساوی پر یقین رکھتے ہیں

حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ اس وقت دنیا کا سارا نظام اس لئے ہے کہ کسی اصول پر کسی
بنیاد پر یقین نہیں ہے خاص کسی پر بھی اور عالمی فائدہ اندوزی اور اپنے نفس کی
تسکین کا سامان فراہم کرنا ہے جو بھی تم دنیا کے مسلمہ اخلاقی اصول کے خلاف ہو
چاہے اس کا پوری انسانیت پر بہت برا اثر پڑے انسانی اور پورے عہد پر برا اثر پڑے لیکن

ایسا کام نکالنا ۔ یہ معنی تھے بے اصولی کے تو اس بے اصولی نے رواج دیا کہ اس جلد بچگا دیا ہے کہ کسی وقت قیامت آ سکتی ہے۔ وہ قیامت تو آ نہ سکتی ہے، اس قیامت کا تو نہیں ایک دوسری قیامت بھی قیامت صغریٰ وقت ہو گئی ہے۔ وہ کل جس عظیم جنگ کی قیامت صغریٰ تھی، دوسری جنگ عظیم بھی کسی حصہ میں اس سے خوفناک پیمانے پر ہوئی اور وہ صرف یہ صورت کی جنگ تھی اور اس میں صرف سپاہی شامل ہوتے تھے اور دوسری جنگ میں ساری کی ساری قوم لڑتی ہے۔

[illegible] ہتھیار بھی [illegible] ہتھیار بھی [illegible] ہتھیار سب تجربہ [illegible] ہتھیار [illegible]

[illegible] یا اظہار ایجاد [illegible]

عبر الفصاد فی سبیل الشجر ما کسبت یداہ الدنس

یبیضہم بعض الذی عند الغیم یرجون

[illegible] کسبت یداہ الدنس [illegible]

[illegible] کسبت یداہ الدنس [illegible]

[illegible] کے بعد آئے نہیں جائیں گے

[illegible] کا مطلب یہ ہے کہ [illegible] اس میں [illegible] حال [illegible] تحریری صلاحیت [illegible] صلاحیت، حساب کی صلاحیت [illegible] صلاحیت [illegible] صلاحیت [illegible] ضرورت ہے [illegible] حرف کی [illegible] ہے [illegible] ہے بچانے کا [illegible] آپ [illegible] [illegible] [illegible]

کہیں سکا تھا اس کی نوبت ہی نہیں آئی تھی۔ لیکن یورپ کا مذہبی اسکول آگے بڑھ گیا ہے۔ یہ اس وقت گہری سازش ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی سازش نہیں ہو سکتی۔ آتا جاتا ہوا بھائی ہے۔ روابط میں تعلقی ہو تحریری چٹا پچھ عرب ممالک میں بھی ہے۔ بات اگل ہوئی ہے کہ متشددین کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ متشددین کے معنی وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ معاشرہ اسلام کے احکام کے مطابق ہونا چاہئے ہیں میں خوف معاد یعنی خوف آخرت ہونا چاہئے محاسبہ ہونے کا پابند ہونا اس میں دوسرے مخلوق کے حقوق کا خیال اور جو لوگ احکام شریعت وجاری کرنا چاہتے ہیں، حدود شرعیہ قائم کرنے کی بات کرتے ہیں تو یہ چیز یں بڑی چیز ہیں۔ حنفاء کم ہے یا جدید ہے یہ چیز یں تو ہر جگہ ہیں اس کی نوبت نہیں آئی۔ لیکن جو دور کے حالات ہیں اور جب قائل ہیں حدود کے اندر یہ نظام شریعت کا جاری ہونا چاہتے ہیں ان سے بھی خوفزدہ ہیں اور یہاں سے نکلنے والے اخبارات میں اور خصوصیت یہ بات نظر آتی ہے جیسے کہ ہمیں ان کا جواب دینا ہے کہ آپ متشددین سے ملتے ہیں یا کہتے ہیں اور خطا کا اندیشہ رہتا ہے کہ وہ متشددین سے متعلق لکھوانا چاہتے ہیں، وہ یہ لوگ چاہتے ہیں جس کی مداخلت کریں کہ شیخ ابوالحسن علی الندوی جو معروف ہیں، مصنف ہیں ایسے ہیں، ویسے ہیں اور انھوں نے نام لکھے ہیں بہت سے ہمارے حلقے ہیں اور آپ فلاں سے کہ ان کے پاس بھی بھیجا گیا اور آپ کا بھی بھیجا جا رہا ہے کہ آپ متشددین کے بارے میں اپنا نقطہ نظر ظاہر فرمائیں

اب بالکل FUNDAMENTALIST کے بارے میں امریکہ اور برطانیہ اس طرح سوچ رہے ہیں اور پلاننگ کر رہے ہیں۔ ایک صدی بازگشت آدمی ہے ان ملکوں سے آپ کو اس سب خطرات کو سامنے رکھنا چاہئے اب حالات صرف اتنا نہیں ہے کہ سیاسی حالات بدلنے کی بات ہے۔ اس کی بنیاد اپنی جگہ مسلم ہے نوشتہ ہے وہ شناعت سے اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اب صرف یہ ہیں کہ کہیں کوئی میں یا وہ مت پڑھ، فضول خرچی

مت کرو، اب یہ اصلاح معاشرہ کا کام بہت اہم ہے، میں اہل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے ایک رکن کی حیثیت سے اس کی پوری وکالت کرتا ہوں، یہ کام آپ کو کرنا ہے اپنی اپنی حیثیت پر، اصلاح معاشرہ کی دعوت دینی ہے، مکاتب و مدارس کو جاری کرنے کی آپ کو دعوت دینا ہے، مساجد مکتب قائم ہوں اور کچھ گھروں پر بھی اس کا انتظام ہو جیسے پہلے ہوتا تھا، کئی پڑھے لکھے آدمی بیٹھیں اور وہاں کے بچے آئیں اور اردو لکھنا پڑھنا سیکھیں، قرآن مجید پڑھ لیں اور حوادین کی نیز کی، تم میں مثلاً کلمہ اس کو صحیح پڑھ لیں اور وہ شرک و توحید کا فرق سمجھ جائیں اور سیرت نبوی ﷺ سے ضروری حد تک واقف ہوں، یہ سب کام آپ کو کرنا ہے، لیکن اس سے بڑی ایک کمی ہے ساری اس وقت سے جس کے لئے ہمیں آپ کو عملی تیار کرنی ہے وہ ہے عدم اصول پرستی کے خلاف جہاد، اس وقت امریکہ نے خاص طور پر جو مہم چلائی ہے اور قریب بہت بڑی سازش اور ایک بہت بڑا منصوبہ ہے اس میں یہودی دماغ کام کر رہا ہے اور عیسائی دنیا کی عیسائی طاقتیں اس کے پیچھے ہیں، وہ یہ ہے کہ اس وقت سارے عالم میں عقیدہ کو، ایمان کو، تعلق باللہ کو، ایک دین کی پابندی کو اور آخرت کے خیال کو مسترد کریں اور یہ کہہ کر یہ سب بیوقوفانہ باتیں ہیں، پرانی باتیں ہیں فرسودہ باتیں ہیں تو اس کے لئے FUNDAMENTALISM وغیرہ کے نام رکھتے ہیں، اگر کسی نے آپ کو تیاری کرنا ہے، میں نے اصلاح کو مختصر تقریر و تحریر کا ایک شعبہ نہیں کہتا ہوں کہ ندوۃ العلماء کے ایک مقصد کے پورا کرنے کا یہ ایک ذریعہ ہے اور وہ ہے دین اور تعلیم یافتہ طبقہ کو مطمئن رکھنا، اسلام پر معتقد و پابند رکھنا اور خاص طور پر ترقی یافتہ جو اسلامی ممالک ہیں ان میں اسلام پر اعتماد و مسترسل ہو چکا ہے الجزائر میں کیا ہو رہا ہے؟ الجزائر میں خالص دین داروں اور حکومت کے نمائندوں کے درمیان جنگ ہے، نہ اسرائیل کی ان کے خلاف ہے نہ امریکہ کا ان کے خلاف معرکہ ہے اور نہ کسی یورپین طاقت کی ان کے خلاف جنگ ہے اور ملک میں بگاڑ و فساد پیدا

[illegible] سے پہلو دیتے ہیں اور ان کے دوستوں نے کہا کہ ہم سے پہلے ہی سے ملتے [illegible] جدید تعلیم [illegible] واپس کلاس کرتا ہے، دیتی ہے تو آپ اس کو [illegible] اس میں اسلامی صفات [illegible] پیدا کریں اور اسلام کے [illegible] میں علماء دین اور اسکول سے لے کر خدا پرستی اور مغرب [illegible] تک ان سب طبقوں پر اس وقت جو اثرات ہیں کہ امریکہ کیوں اور ہمارے ان سازش سے ان سب مشنوں کے [illegible] جو تعلیم چلتے ہیں تو اسلام پر علماء مسلمان ہو جاتے اور اسلام پر عمل کرنے والے اور [illegible] اور رحمت [illegible] FUNDAMENTALISM سے تعبیر کرتے ہیں اور ایک پڑھے لکھے آدمی کو شرم آنے لگے کہ ہم جاہل دقیانوسی FUNDAMENTALIST ہیں، آپ [illegible] کہ کوئی [illegible] اور تعلیم یافتہ [illegible] کہ ہاں ہم FUNDAMENTALIST ہیں اور ہمارے [illegible] ایک FUNDAMENTALIST کی ذہنیت کو پا سکتا ہے [illegible] FUNDAMENTALIST [illegible] FUNDAMENTALISM [illegible] کوئی اصول نہیں کوئی معیار نہیں بلکہ [illegible] صرف نعرہ پر ہے [illegible] صرف واقعہ [illegible] صرف [illegible] ہے [illegible] اس لئے آپ کو بھی تیاری کرنی ہے اور دوسروں کو بھی تیار کرنا ہے [illegible] میں [illegible] چھوڑ کر [illegible] اور آپ کو اس بات پر [illegible] ہونا [illegible] آپ کی [illegible] میں [illegible] موجود ہیں

[illegible] محمد کریم [illegible] تشریف رکھتے ہیں [illegible] ان کے [illegible] ایک [illegible] آئے ہیں [illegible] اللہ [illegible] بھی [illegible] ہیں [illegible] ان کی [illegible] کے [illegible] ایک [illegible] کے [illegible] ایک [illegible] ہے اور [illegible] تحقیقی [illegible] بھی [illegible] ہیں [illegible] آپ نے [illegible] کی [illegible] [illegible]

اور آپ کے لئے ذریعہ استفادہ بھی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے دین حق کی خدمت کیلئے قبول کرے۔ آمین یارب العالمین

وما علینا الا البلاغ المبین

اپنے کو نیلام کی منڈی میں نہ پیش کیجئے

تاریخ ۲۲ فروری ۱۹۸۸ء کو چہارشنبہ بعد نماز مغرب قاسم یتیم خانہ دارالعلوم دیوبند کے احاطہ میں لکھنؤ سے دورہ پر آنے والے علماء کے اعزاز میں جو جلسہ منعقد ہوا اس میں مولانا سید ارشد مدنی صاحب نے یہ فکر انگیز و بصیرت افروز خطاب فرمایا جو دارالعلوم میں پڑھنے والے طلباء کے لئے بھی بڑا سبق آموز ہے۔ (ادارہ)

الحمد للہ رب العالمین والصلاۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وخاتم النبیین محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین ومن تبعھم باحسان ودعا بدعوتھم الی یوم الدین، اما بعد!

میرے رفقاء بزرگ اساتذہ و اعاظم، برادران عزیز اور فرزندان عزیز! مجھے سب سے پہلے اپنے اس تاثر کا اظہار کرنا ہے کہ میں نے رخصت ہونے والے بھائیوں کے روداد عرض حسابات میں جو بعد و شکر اور کمی اور بیشی پر اظہار خیال کرتا ہوں کی اللہ رب العزت جو خوشیں ہو رہی ہیں وہ صحیح نہیں ہو رہی ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وان لیس للانسان الا ما سعی وان سعیہ سوف یری۔

میں نے عزیز رفقاء اور اساتذہ دارالعلوم کو مبارکباد دی ہے ان کی کوششوں پر دارالعلوم کے تعلیمی حسنات کا اثر ان جلسوں میں ہے۔ میں سالہا سال سے ہونے والی جلسوں میں شریک ہوتا رہا ہوں وہ کبھی کسی اجلاس کی کسی مجلس میں کبھی شرکت کا اتفاق ہوا ہے نگری جلسی لحاظ سے یعنی وقت تقریر و مدت بیان کے لحاظ سے کبھی اور قدرت تحریر اور

جائے، اور وہ صرف دینی فکر، تعلیمی اور تقافتی اعتبار سے نہیں بلکہ اقتصادی اعتبار سے بھی
سکے۔ اس وقت سب سے بڑا فرض یہ ہے کہ جو لوگ تمہارے مدارس سے فارغ ہوں وہ
اس بات کو محسوس کریں کہ ان کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ اپنے کو اس نظام کے لئے وقف کر دیں، بلکہ
کوشش کریں کہ نسلوں کی آئندہ نسل جو ابھی آٹھ دس برس کے بچے یا بارہ پندرہ برس
کے نوجوان کی شکل میں ہے اسلامی اصول فقہی اور کلامی تعریف پر صادق ہوں اس کے
لئے ضرورت ہے اس بات کی کہ قصبے قصبے شہر شہر اور گاؤں گاؤں مدارس مکاتب اور
مساجد کی بنیاد پڑ جائے اور جہاں ایسا انتظام ہو وہاں سماجی و مسائی درجات پر سرکار جو
لوگ جدید تعلیم یافتہ مسلمان ادارے بچوں کو سرکاری اسکولوں میں بھیجنے کے لئے مجبور ہیں ان
وقت بچا لیں۔ ان کو ابھی سے بچانے کی کوشش نہیں کی گئی تو ڈر ہے کہ اس میں ایسی
نسل کو آگے چل کر کافی اور فقہی اعتبار سے مسلمان کہا نہ جا سکے گا نہیں، وہ توحید، شرک اور
کفر و ایمان کا فرق نہ سمجھ سکیں گی یا نہیں، مرسلِ معصوم رسالت اور دین اللہ ﷺ کو ہی
آخر الزماں اور آپ کی شریعت کو ناسخ کہہ سکیں گی یا نہیں

ان الدین عند اللہ الاسلام ۔ اور ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل
منہ، پر اس کا ایمان ہوگا کہ نہیں

عزیز طلباء آپ کے بلند عزائم اور بلند خیالات، آپ کے مطالعے اور پختہ
خیالیوں پر خدا کا شکر ادا کرتے ہیں اور اس پر آپ کو مبارک باد دیتے ہیں، لیکن اس
وقت مسئلہ یہ ہے کہ لوگوں کس طرح کو سنبھالا ہے، آپ بھی سے بیت بچئے کہ ہم اس
خطاب کو اور مبارکباد کے لئے سینہ پر رہیں گے پھر اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے گا،
اسباب مہیا کرے، والا آئندہ نسل جو مارچ اور آپ کی ہوگی اس کو مسلمان رکھنے
لئے جو بھی کوشش ہو سکتی ہو جائے جو ہاتھ پیر مارے جا سکیں مارے جائیں اور آج سے
دیدہ خوں بکار بہا جائے، یہ سب سے بڑا کام ہے

۲۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ ملت اسلامیہ اپنے کل شخص کے ساتھ باقی رہے یعنی پوری قوم قرآن مجید کے عوامی قطعیہ اور احکام قطعیہ، نکاح و طلاق کے احکام، تجارت کے احکام پر عمل کرے اگر وہ اس پر عمل نہ کر سکے تو بعض وقت دوبارہ ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِیْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِیْهَا فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۔

بہت سخت الفاظ میں اگر صدائے حق سنی جاتی تو کیا کہ مسلمان یہاں نہ رہتے وہ چلے جاتے کلمہ پڑھ لیتے آل شریف کی تلاوت کرتے لیکن اور قرآن مجید کے عائلی احکام پر عمل نہ کر سکتے پھر اس وقت ہجرت واجب ہو جاتی ہے۔ [illegible]

کامیاب ہوئی ہیں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو دین اور اجتماعی طریقہ پر اتحاد و تفاق کے ساتھ اور تعاون سے ساتھ جو کام چلائی رہے وہ ضرور کامیاب ہوگی حالانکہ اسے پہلے پیش آنی والی مشکلات مشکل تھا کہ مسلمانوں کے حق میں فیصلہ ہوگا یا نہیں اور ان کا مقدمہ چل پڑے گا یا نہیں؟ یعنی اللہ کے چند مخلص بندوں سے اللہ تعالیٰ نے مدد اور صداقت سے قرآن مجید کی روشنی اور تدبر کے جو پر شش صحیح طریقہ اختیار کیا تو اس کامیاب ہوں۔

۳۔ میسر کھلا پیغام سماعت کا ہے ہمارے ملک میں اس طرح میں رہنے والے اپنے دین کو باقی رکھنے کیلئے بھی اپنے دین پر عمل کرنے کے لئے اپنے اداروں اور مرکزوں کو محفوظ رکھنے کے لئے بھی دعوت کا کام کرنے کے لئے بھی علم و تعلیم کا کام انجام دینے کے لئے بھی مقاصد اور بیانات مدلل کرنے کے لئے اپنے مخصوص عقائد کے ساتھ پیش و مستقیم رہنے کے ساتھ اس ملک میں زندگی گزارنے کے لئے ضرورت ہے کہ قضاء معتقدین، مخلص اور متفکر رہنما ورنہ کسی وقت بھی سیاسی کوششوں پر پانی پھر سکتا ہے جو قوم اس کی ضرورت و اہمیت محسوس کرتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ یہ چند آدمی کے اس کی تنخواہ یا کام کا نتیجہ نہیں ہے جو کسی ہوا سے پیدا ہو گیا ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ حالات کے حقیقت پسندانہ اور گہری مطالعہ نے میری رہنمائی کی ہے کم جیسے اور بھی بہت سی مطالعہ سے مجبور کیا کہ وہ کوشش کریں حالانکہ اس کوشش کا تاریخی اتفاقات سے ہاتھ سے کچھ بھی نہیں آیا جو بدھ مت میں ہے جس کے بارے میں یہ سمجھوں کہ بات ٹھیک کی شکل اختیار کر سکتی لیکن کیا تعجب ہے کہ اللہ جان آپ سے وہ کام لے لے جو آپ اس وقت بھی یا کبھی اور بھی نہ کر سکے ہوں سے ہمارا احترام ہمارے اندر پیدا ہونا چاہئے۔

اپنی کالیہ خوش آیا ہال پر مست ہی تو ہیں لکھی ہی ہیں اس میں ایک بات بہت زور کہ یہ ہے کہ وہاں علم و تعلیم کی بھی بہت کمی تھی اور وہاں خدائی پہنچنے کے لئے ایسے

[illegible] سے بڑے ہوئے جن سے چوٹی کے [illegible] پیدا ہوئے۔ بعض دوں سے نو یہاں تک [illegible] ہے [illegible] مشرقی گراہیاؤں سر مین سے [illegible] مغرب دیاری سر مین سے [illegible] کرتی [illegible] ہیں عربی جیسے [illegible] مشاخ پیدا ہوئے اسی طریقے سے تو بھیڑ کو بھی دس [illegible] ترقی ہوئی۔ مدرس کا یہ مستقل دین دو تاں ہے اس کا [illegible] لاسفلیہ [illegible] میں [illegible] چوٹی کے [illegible] پیدا ہوئے [illegible] کے مصنف علامہ شیخ [illegible] [illegible] [illegible] پیدا ہوئے [illegible] کی بہت ہی کتابوں کے مصنف پیدا ہوئے اور سول [illegible] [illegible] [illegible]

دین کی طرح ہمیں کے ماننے والوں بلکہ ساتھ کے جاہر لیڈر جب مقصول و چرا کرتے ہوئے اور اس کی شان، ادب کی رعایت نے ساتھ ملوہ دیتے کو زندہ رہے اور ان کام رہے اور رہا کا۔ صرف ساتھ دینے بلکہ اس کی حیات لڑنے کے قابل بنا گئی اس لئے عربی مدارس تو بڑھ کی حیثیت۔ کہتے ہیں ان کو رقی دیں اور ان سے استفادہ تار ہوں۔ ندوۃ العلماء کے ارکان مدرس اور اپنی پچاس ساتھ سے متجاوز تعلیم دینے کے باوجود استفادہ نہیں لیتے آپ اس کے لئے بھی تیار ہوں، نئے مدارس قائم کریں۔ علوم دینیہ میں ہی زندگی اور تازگی پیدا کریں صرف یہ نہیں کہ آپ فرسودہ چیزوں کو فرسودہ اور بوسیدہ چیزیں سمجھ کر پڑھائیں بلکہ ان میں ہی روحوں توانائی پیدا کریں تصنیفات نئی ہوں تقریر بات نئی ہوں، نئی ترجمانی ہو، نئی طرز تدریس ہو، نئے دور کی تعلیم ہو اور نئی ذہنی صلاحیت اور اس کے ساتھ ذکاوت حافظہ اور مطالعہ کی وسعت ہو

یہ چار چیزیں جو میں نے اختصار کے ساتھ بیان کی ہیں ان کی طرف توجہ رکھنا نہایت ضروری ہے۔

اور اب دو چار چیزیں بیان کرتا ہوں جو آپ کی ذات سے متعلق ہیں ہمیں آپ سرسری نہ سمجھئے کا یہ ہزاروں تصنیفات کے مطالعہ کا نچوڑ ہے گو چند صفحات ہے اور ان میں کوئی فضیلت نہیں ہے مگر اپنی بات میں اہمیت پیدا کرنے کے لئے کہتا ہوں کہ بہت کم لوگوں کو علماء سلف اور علماء متاخرین اور دور حاضر کے علماء خاص طور پر ہندوستان کے علماء کے تراجم پڑھنے کا موقعہ ملا ہوگا جتنا مجھے ملا ہے۔ اس لئے خاص سبب تھے کیونکہ میں ایک تاریخی گھرانے میں پیدا ہوا اور گھر میں سارا ذخیرہ سوانح تھا۔

"مرھۃ الخواطر" جس میں ساڑھے چار ہزار سے زائد علماء ہند کے تراجم ہیں اس کو میں نے کئی بار پڑھا ہے مسودے کے مرحلہ سے لے کر طباعت کے بعد تک ہر مرحلہ میں

تی پر اختیار ان طرح ولیات ظاہریں اور طبقات کی جوان میں پڑھیں۔ علاوہ
ازیں اللہ تعالیٰ نے رسولوں کی حفاظت میں رہنے کا وعدہ بھی فرمایا۔

سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ معاملہ درست ہو کسی وقت میں
تقوی ولیات کا تعلق مع اللہ ولیاں کی فکر ہو اسکی جیوں بات سے کہ جس کے
لیے نہ کسی کام میں رات ہوتی ہے۔ حضرت اولیاء تعلق تو ہی وقت ہوتا ہے جب وہ
رسول کے ساتھ جاتا ہو۔

میں یہ کہتا ہوں کہ آپ سب کے سب شب بیدار ہیں جو میں صوفی درویش بنے
ہوئے ہیں ان سے لئے ہوئے ہیں لیکن ایک ضروری حصہ رہ دیا ہے کہ ایک حقیقی
تعلق اللہ تعالیٰ سے ہو جو ہمارے اندر ہے اور اپنی ذات کی فکر ہو اور اپنی ذات کی فکر ہونا کا
دوسرا نام ہے اپنی اصلاح کی فکر ہو یہ سب سے اہم اور بنیادی چیز ہے
اسے بھی نہیں چھوڑا ہے ہم نے کئی حصوں کو بہت سے درجے میں ان میں سے
ایک تو یہ کمی ہے کہ ہم نے اپنے اوقات کو ضائع کر دیا اور اس کے طریق پر نمازوں کو بہتر
بنانے کی کوشش کی ہے اس سے بڑھ کر چیز ہے کہ ہم نے اپنے اندر ریا کے جذبات
چھپے ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے عیب کو دور کرنے کی کوشش نہیں کی ہے تکلف
بتاتا ہوں کہ اس سلسلہ میں سب سے بڑھ کر حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی
تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی جو تعلیم ہے اس کی ملفوظات مواعظ بہت اچھا اثر رکھتے
ہیں میں نے بھی اس سے بہت فائدہ اٹھایا ہے اپنے نام دینی اور دنیا کئی اللہ تعالیٰ وقت کے
ماہروں سے فائدہ اٹھایا ہے آپ بھی مشورہ دیتا ہوں اس سے آپ کو بڑی مدد ملے گی۔
حسد بغض اور معاصی میں ریا کا علم ہونا خاص طور پر اخلاص کی اصلاح بنتا کی
کا میں بہت ضرورت ہے یہاں پڑا دوا بتا رہا ہے اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر اس سے
یہ کام لیا ہے اب اس طرف صرف توجہ دیں آپ کے اندر اس کی کوئی مقدار ضرور ہوگی

پہنچے۔

[illegible] سے کہ [illegible] کی تاریخ کی [illegible] پر [illegible] کی [illegible] کے [illegible] کے [illegible] کے

شایع متشکل سے ملے گی۔

والد صاحب مرحوم نے رسمت الخواطر کی آخری جلد میں مولانا نجم الغنی صاحب رامپوری کے حوالہ سے لکھا ہے کہ مولانا عبدالرحیم صاحب معقولات کے اور ریاضیات کے بہت بڑے ماہر تھے وہ قلم دان پڑھاتے تھے اور انہیں ریاست رامپور سے پندرہ سو روپے ماہانہ ملتے تھے ان کی اپنے فن میں قابلیت کی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی جب بریلی میں پہلی مرتبہ کالج قائم ہوا ہے تو اس کے پرنسپل مسٹر بالکس نے ان کو آفر (پیش کش) کی کہ آپ بریلی کالج میں آجائیے اور دو سو روپے آپ کی تنخواہ ہوگی تو انہوں نے بڑی سادگی سے جواب دیا کہ میرے پندرہ روپے بنا کر جائیں گے مسٹر بالکس نے کہا کہ آپ ریاضیات کے اتنے بڑے ماہر ہیں لیکن پندرہ اور سو روپے میں فرق نہیں سمجھتے پھر انہوں نے جواب دیا کہ جس لڑکوں کو میں پڑھاتا ہوں ان کی تعلیم ادھوری رہ جائے گی پھر اس نے کہا وہ سب لڑکے یہاں آجائیں گے اور کھانوں کا الگ انتظام مقرر کر دیا جائے گا انہوں نے جواب دیا کہ ایک بڑی دقت یہ ہے کہ میرے گھر کے سامنے گنگا ندی ہے جس کے تازہ پھل سے صبح صبح ناشتہ کرتا ہوں وہاں جانے کے بعد اس کا پھل نہیں ملے گا جس کی وجہ سے صحت پر اثر پڑ سکتا ہے پھر اس انگریز نے کہا کہ وہ پھل بھی صبح صبح ڈاک کی گاڑی سے آپ کو مل جائے گا تو پھر انہوں نے جواب دیا یہ سب ٹھیک ہے لیکن آپ یہ بتائیے کہ کل قیامت میں جب خدا یہ سوال کرے گا کہ تم رامپور چھوڑ کر بریلی اس لئے گئے تھے کہ یہاں پندرہ روپے ملتے تھے اور وہاں دو سو روپے ملیں گے تو میں اس کا کیا جواب دوں گا؟ انگریز بہرحال انگریز تھا اس نے کہا کہ میرے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔

میرے عزیزو! میں تم سے صاف کہتا ہوں کہ ایسی مثالیں پھر زندہ ہونی چاہئیں اللہ کا فیصلہ ہے اور اس کی سنت ہے، سارے آسمانی صحیفے بتاتے ہیں انبیاء علیہم السلام بھی

یہ بات سے معلوم ہوتا ہے اور مصنف کی تاریخ تانی سے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سکون قلب اور روحانی سرور عطا فرمانے اور ان سے ساتھ جو برکت ہوتی ہے وہ سب زیادہ تر پر نوشتہ سے اور اب پھر وہ [illegible] سے حاصل ہوئے اور بعد [illegible] اس زیادہ اہتمام سے عطا ہوئیں یہ بہت بڑی روایت شروع ہوتی ہے جس زمانہ میں پہلے جہاں وہ آسانی حاصل ہوئی اور جہاں سے خاندان کی آسانی سے [illegible] ہیں جانا چاہئے یہ بہت کی آزمائش سے اس سے پہلے کی اعطائی چاہئے

۲ تیسری بات جو مصنف نے کی ہے وہ یہ ہے کہ میں سے بھی کتابیں بھی ہیں اعلاء کے مدارج اور اس سے باہر کل رسالی مقالہ دیا ہے شاید کم کی لوگوں نے اس طرح کا مطالعہ کیا ہو جس قسم سے مطالعے سے چھوٹے بڑے [illegible] ہوتے ہیں کہ جس سے سب سے ملک سے کی نہ ہوگا۔ اس لئے لکھنے چاہئے آپ کا مطالعہ بھی ہے آپ کی [illegible] آپ کو کسی کی لے جاتے کبھی بھی لوگ [illegible] پاٹیر کے ملک سے [illegible] حضرت کی حمایت کے ساتھ ہی سے جس کے شولہ وقرنی ہندی تاریخ میں [illegible] چھوڑ اللہ تعالیٰ کو اس [illegible] باقی رہے مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی اصلی حالت پر قائم رہے اور بدھ مذہب یا بانی سے جیسا کہ [illegible] سے جیسا کہ [illegible] کے بارے میں [illegible] ہے کہ وہ [illegible] سے بالکل بدل چکی ہے اللہ تعالیٰ نے چونکہ اس دین اسلام کے ذمہ لیا ہے [illegible] اور [illegible] کے ساتھ [illegible] ہے جو [illegible] ہیں جو [illegible] قلب سے [illegible] کے ساتھ جو بہترین انسانوں کی [illegible] اور [illegible] کے [illegible] ہیں اور ان کا جو اعلیٰ [illegible] اور [illegible] سے وہ [illegible] مذہب کو [illegible] ہے [illegible] آپ کے [illegible] سلیمان مدنی نے اپنے [illegible] دیا [illegible] صاحب کہ [illegible] صاحب [illegible] کرتے تھے اور یہ

[illegible] وقد قال الشیخ [illegible] فی الحجۃ العلم وبعضہ [illegible] فی غنیۃ [illegible] کذا فی [illegible] [illegible] [illegible]

نشانِ منزل

[illegible]

[illegible] نحمده و نصلي و نسلم على رسوله الكريم
[illegible] اما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم
[illegible] بسم الله الرحمن الرحيم لقد جاءكم رسول من انفسكم
[illegible] عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم بالمؤمنين رؤف
[illegible] رحيم فان تولوا فقل حسبي الله لا اله الا هو عليه
[illegible] توكلت وهو رب العرش العظيم

[illegible]

اگر کوئی انسانی ہستی، اگر دنیا کی کوئی بھی مخلوق ماں کی محبت سے بڑھ کر دعویٰ کرے تو سب اس کو جھوٹا کہتے ہیں، جھوٹا سمجھتے ہیں، اور اس پر اعتبار نہیں کرتے اور سکو باوث، مفاق، اور جھوٹا دعویٰ سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے بچے کی محبت ماں کے دل میں ڈال دی ہے۔ جس سے نظام عالم قائم ہے، یہ محبت رہی ہے۔ اس نظام عالم میں جسمانی پرورش کا نظام ایک خاص انتظام پر چل رہا ہے۔ اگر ماں کے دل میں بچے کی محبت نہ ہو تو بچے کی پرورش بہت مشکل ہے چنانچہ جو بچے اپنی ماؤں سے محروم رہتے ہیں، کسی وجہ سے ماں کی پرورش کے لئے بہتر سے بہتر سامان کیا جائے لیکن وہ قدرتی، وہ بے تکلف، وہ خدائی محبت اور ممتا کا جوش اور فکر اور درد جو ماں کے دل میں ہوتا ہے وہ پیدا نہیں ہوتا اور وہ بچے اس دولت سے محروم رہ جاتے ہیں، اس طرح سے باپ کی شفقت بھی بالکل قدرتی بات ہے مگر حالانکہ باپ کے دل میں بھی محبت و شفقت کا مادہ رکھا ہے اور کیوں نہ ہو اولاد اس کے جگر کا ٹکڑا بلکہ اس کے دل ہی کا ٹکڑا ہے، اس لئے جیسا اپنے آپ سے محبت ہوتی ہے ویسے اپنی اولاد سے بھی محبت ہوتی ہے، سوائے اس کے کہ فطرت مسخ ہو جائے۔ انسان کی زندگی میں کوئی ایسی بات ہو جائے اور کوئی ایسا عنصر شامل ہو جائے جس سے فطرت متاثر ہو، لیکن ماں اور باپ اپنے علم کے مطابق، اپنے تجربے کے مطابق اپنی سمجھ کے مطابق، بچے کے لئے بھلائی چاہتے ہیں، اس کو تعلیم دینا چاہتے ہیں اس کی تربیت کرنا چاہتے ہیں۔ اس میں اچھے اخلاق پیدا کرنا چاہتے ہیں اور بری باتوں سے بری صحبتوں سے بچے کو بچانا چاہتے ہیں۔

مخلوق کے ساتھ انبیاء کی غیر معمولی شفقت

لیکن کبھی کبھی ماں کی محبت بھی اندھی ہوتی ہے، کہتے ہیں کہ محبت اندھی ہوتی ہے اور ماں کی محبت تو بہت اندھی ہوتی ہے، وہ اندھا دھند کام کرتی ہے۔ اس کو فکر نہیں ہوتی کہ

تکلیف محسوس کرتے ہیں، ان کے پاس میں ان کے تکوے میں ڈالنا چاہتا ہے، اگلی میں اس کے جسم کے کسی حصہ میں بھانس لگتی ہے تو اس کی خلش وہ دوسرے جسم میں محسوس کرتے ہیں، اپنے اسی کے ساتھ ان کا ایسا تعلق بنتا ہے اس کا اندازہ کرنا دوسرے کے مشکل ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، میں نے تو آپ کے ساتھ آیت پڑھی آپ کو مسلمانوں کی حیثیت سے اور اگر اللہ تعالیٰ نے ہم کو علم دیا ہے سیرت کا آنحضرت ﷺ کے سیرت سے ہم کو تھوڑی بہت واقفیت ہے تو ہم اس کی قصد بالفاظ نہیں تحریف نہیں بلکہ نظر خط تصدیق کر لیتے

"لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم. فان تولوا فقل حسبی الله لا اله الا هو علیه توکلت وهو رب العرش العظیم"

اس چیز کو اپنے حاشیہ میں سے ہے اور اگر وہ ہم میں سے نہیں ہوتا تو اس کو ہمارے دکھ کا احساس نہ ہوتا، ہماری مشکلات وہ جانتا ہے جاننا بھی تو اس مشکل میں شریک نہ ہوتا، اس کو اس میں محسوس ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی لطیف سبحانی محسوس کرتا ہے ایک کانٹا کسی کے چبھنے والے ایک دوسرے کے اندر لوہے میں ایک کانٹا ہے تو کچھ بھی نہیں، لیکن ایک دوسرے کی مشکلات کو نہیں سمجھ سکتا، ریاست صرف ملک تو ہی چیز ہیں اور نیز اور بعد میں بھی ہے ایک چھوٹے سے گاؤں کے لوگ ایک دوسرے کی مشکلات کو نہیں سمجھتے، تمہارے پاس یہ پیغام دینے والے تم میں سے تمہاری جنس میں سے ہے، جس چیز سے تم کو تکلیف ہوتی ہے اس کو محسوس کرتا ہے وہ اس کو برداشت نہیں کر سکتا، دوسرا کوئی حل نکالتا ہے اس کی جان پر بن جاتا ہے، علیہ ما عنتم اس سے تم کو جو بھی تکلیف ہوتی ہے اس کا احساس وہ

اچھی باتوں کے سوا وہاں اور کیا ہو سکتا تھا، اسلام کی تبلیغ کی باتیں، اسلام کو پھیلانے کی تدبیریں، کوششیں، اور علم قرآن و حدیث۔ لیکن آپ کو حضور نماز کا جو مقام تھا، نماز سے جو تعلق تھا، آپ نماز کے لئے بے چین ہو کر بلالؓ سے کہتے اے بلال! اذان کہہ کر ہم کو آرام دو۔ بہت انتظار کیا اب انتظار نہیں ہوتا، بلالؓ خدا کے لئے اذان دو تا کہ ہم کو سکون حاصل ہو تا کہ ہم کو آرام ملے، اس نماز سے آپ کا یہ تعلق تھا، امامت کے ساتھ آپ ﷺ کا جو تعلق تھا، آپ ﷺ کہتے ہیں کہ میں کبھی کبھی نماز میں ہوتا اور پیچھے سے کسی بچے کے رونے کی آواز آتی، میں تو چاہتا کہ نماز لمبی کروں، دل کھول کر قرآن شریف پڑھوں، اپنے خدا کے سامنے خشوع و خضوع کے ساتھ لمبے لمبے سجدے کروں، خوب اس سے باتیں کروں، خوب اس سے دعائیں کروں، اس کا نام لوں، کبھی طرح سے اس کو پکاروں، راضی کروں اور مناؤں لیکن اس بچے کی آواز میرے کان میں آتی ہے اور میں سوچتا ہوں کہ اس کی ماں بھی نماز میں ہوگی۔ اس زمانے میں مسلمان عورتیں بھی نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں آتی تھیں اور وہ زمانہ فتنہ و فساد کا زمانہ نہیں تھا، خیر القرون کا زمانہ تھا، اس لئے عورتوں کو اجازت تھی کہ اپنے بھائیوں کے ساتھ، اپنے باپ کے ساتھ اپنی اولاد کے ساتھ وہ بھی مسجد کے گھر آئیں اور نماز پڑھیں، آپ فرماتے ہیں کہ میں نماز میں ہوتا ہوں، اور میرا اس وقت ارادہ ہوتا ہے کہ اپنے خدا سے دل کھول کر باتوں باتوں میں کروں گا، دل کھول کر قرآن شریف پڑھوں گا، اتنے میں کان میں ایک بچے کی آواز آتی ہے میں سمجھتا ہوں کہ شاید اس کی ماں نماز میں ہو اور اس کا دل بے چین ہونے لگے گا اور اپنے بچے کو بلانا چاہے گی، اس وقت میں نماز مختصر کر دیتا ہوں اور جلدی سے نماز پڑھ کر کیا تعلق ہو سکتا ہے، ہم کو نماز سے اس قسم کا تعلق کہاں ہے، جس لوگوں کو نماز سے تعلق ہے وہ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ کتنی بڑی قربانی ہے، یہ تمہارے رسول ﷺ کی کتنی بڑی قربانی تھی، وہ نماز میں دیر

[illegible] خرچ سے ڈر ہو جاتے تھے آپ کو فائدہ نہیں بلکہ یہ صورت نہیں ہوتی [illegible] ساتھ یہ ہو رہے آپ اپنے حد سے تصور میں بڑھ رہے ہیں [illegible] نکلوانے میں مصروف ہے اس میں آپ ایک پیسے کی آمد [illegible] تھے کیوں؟ اس نے کہا میں کو تکلیف ہو آپ کا پیٹ تھے [illegible] آپ نے فرمایا ہے سلمان میری مثال اور تمہاری مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک شخص کا دوست کہ بہت ہی تیز گھٹ جلانی جیسے کہ بکریوں میں آگ لگی ہے ایک شخص چاروں طرف بیٹھ کر تاپتے ہیں ہر ایک ہی [illegible] آگ سے پاس کیا ہوتا ہے پروانے آ کر گرتے ہیں، اڑ اڑ کر تعداد میں گرتے ہوتے ہیں ایسے ہی دنیا روتے ہیں کہ کافی سے دنیا کی چیزیں جو عذاب ہیں ان کو پکڑ کر چیخ سے دوڑ آتے ہیں، ہمیشہ آتے ہیں مکھیوں کی طرح آ آتے ہیں اور آپ نے سب لوگ میں آ کر نوش پر ہیں تمہاری ستار اس کی ہے تھی ہے یہ اور تھے [illegible] ان کے لئے ان طرح سے [illegible] ہیں کہ جو ہے اس [illegible] آپ [illegible] کی [illegible] کی کریں [illegible] کرم [illegible] ہے [illegible] اپنے [illegible] ہے [illegible] ہیں [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

کے مستحق ہو جائیں۔ آپ کا مقام تو بہت اونچا ہے، آپ کے غلاموں کا یہ حال تھا کہ آپ کے مشائخ صوفیائے کرام، اور صحابہ کرام کی سوانح عمریاں پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ ان لوگوں نے نبوت کی وراثت میں آپ کے صدقے میں وہ محبت اور شفقت اساتذہ سے ناطہ جماتی، اپنے تعلق رکھنے والوں کے ساتھ، اپنے ساتھیوں کے ساتھ، ان لوگوں کا جو تعلق تھا، جو محبت و شفقت تھی، وہ گویا حضور ﷺ کا صدقہ تھا، حضرت نظام الدین اولیاء جو غلامان محمد میں سے تھے، ان کی سب سے بڑی صفت یہی ہے، ان کا یہ حال لکھا ہوا ہے کہ ان کی مجلس عام یہی تھی، اللہ اور رسول کی باتیں ہو رہی تھیں، لوگ جمع ہونا شروع ہو گئے، آپ کے پاس جگہ ہی کہاں، وہ لوگ جمع ہونا شروع ہو گئے نتیجہ یہ ہوا کہ جو سایہ کی جگہ تھی وہ بھر گئی، جو لوگ بعد میں آئے وہ دھوپ میں کھڑے ہو گئے، آپ نے ایک مرتبہ ترحم کر فرمایا کہ خدا کے لئے سایہ میں آ جاؤ، دھوپ میں تم کھڑے ہو، اور میں جلا جا رہا ہوں، یہ حالت تھی حضور ﷺ کے غلاموں کی، یہ آپ ﷺ کے غلام تھے، آپ ﷺ کے نام لیوا تھے، وہ دوسروں کی تکلیف کا ان کو اتنا احساس ہوتا تھا کہ دوسرے دھوپ کھائیں اور تکلیف ان کو محسوس ہوتی تھی، وہ سوزش محسوس کرتے تھے، اور ایک مرتبہ حضرت نظام الدین کا واقعہ ہے کہ حضرت سے کسی نے پوچھا کہ آپ کچھ کھاتے نہیں؟ وہ روزہ رکھتے تھے، انہوں نے کہا کہ روزہ رکھا ہوا ہے، عید اور عید الفطر کے بعد ایام میں وہ روزہ سے رہتے تھے، ان لئے کہ ان دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے، سال بھر روزہ رکھا لوگ جلوا لاتے تھے، دسترخوان بچھا ہوا تھا، مغلظہ میں وہ کھاتے تھے اپنی پسند کے مطابق، بعض مرتبہ دیکھا گیا کہ ہاتھ بڑھا رہے ہیں، رہ گئے، دسترخوان اٹھ گیا، برائے نام کچھ کھا لیا تو کھا لیا، کسی سے پوچھا آپ کیوں نہیں تناول فرماتے، اور دیکھتے ہیں کہ آپ برائے نام ہی کھاتے ہیں، آپ نے فرمایا کہ تم جو کچھ کھاتے ہو وہ میرے حلق میں جاتا ہے مجھے محسوس ہوتا ہے کہ وہ میرے ہی حلق کے

اندر جا رہا ہے اور ان کے ایک ساتھی تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ رات غربی لے آتے تھے ان کی بیوی تھی کہ پان وغیرہ صوفے سے رکھ آتیں اور وہ خواں بھی لے آتیں تو کچھ بچا رہتا وہ کھاتے تھے وہ کہتے ہیں کہ سب کھاتے تھے اور حضرت روزہ رکھتے تھے یعنی یہ کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ پیٹ بھر کر کھانے ہوں، ہائے نام کھانے تھے وہ کچھ بہانے سے کھانے تھے یا دنوں کا توں جیسا ہی خوان میں سے تیا ویسا ہی واپس آ رہا ہے میں سے حضرت سے روکر کہا کہ حضرت! آپ بھی کچھ کھا لیجئے ناں کہ اس سے کام ہوگا۔ شرف اس (۸۰) سے اوپر ہوتے آئی تھا ہیں، بوڑھوں کی طاقت کھانے ہی سے ہوتی ہے مگر کھائے بغیر کام کیسے چلے گا حضرت روکر فرمانے لگے کہ میں قبل جو کچھ کھا کر کیا تم کو معلوم نہیں کہ کتنے اللہ کے بندے مسجدوں میں بھوکے پڑے ہیں کیا تم کو معلوم ہے کہ دنیا کے مسافر خانوں میں کتنے مسافر ایسے ہیں جو نان جویں کے محتاج ہیں میں لوگوں کو کیسے کھا سکتا ہے پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ میں سیر ہو کر کھاؤں، یہ عاشق رسول محمد ﷺ کے چند لمحات ہیں جو میں نے سنائے، حضرت عبدالقادر جیلانیؒ اور خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ اور بڑے بڑے اولیاء کے واقعات میں نے عرض کیا سو سب ان کا عمل تھا، وہ دنوں کے ساتھ یہ سب نمونہ یہ صدقہ تھا نمونے کی ایک جھلک ہے حضور کی شفقت کی جو آپ کو اپنی امت کے ساتھ تھی میرے دوستو! اللہ کے سب پیغمبر اللہ کا سلام ہوں پر سب نے اپنی اپنی امتوں سے محبت و شفقت کا برتاؤ کیا حضرت محمد ﷺ ماں باپ کی محبت سے بڑھ کر محبت کرتے آپ کو یہ فکر تھی، یہ حرص تھی یہ ارمان تھی کہ امت کا بیڑا پار ہو، اس کی نجات ہو امتیوں میں سے کوئی بھی جہنم میں نہ جانے پائے، ایک بھی ہلاک نہ ہونے پائے، یہ مقام تھا حضور ﷺ کا آپ نے انسانیت کے سامنے جو درس قرآنی و ہدایت کا نمونہ پیش کیا اس پر چل کر مسلمان ہمیشہ کامیاب ہوتے دنیا میں بھی آخرت میں بھی دنیا میں

راحت ہوں آخرت میں جنت کے حریر اور ریشم دنیا میں جنت کے مزے لوٹ رہے ہیں گے اور جس کی ہوا چلے گی ہلا دیا کرم کا سورج نے کہ صدا کی قسم ہم کو جنت کا مزہ آ رہا ہے ہو ہے ہے ہے

ت آسیکی کے ۔۔۔ میں نوجوانوں سے آپ کی کے راستے میں سعادت ہے آپ
ے وطرح چھ ویسے ای طرح یہ تھ میں ہارنے کا سیاسی مزاج ہے ۔۔۔ دی مثل ہم
کیا سمجھا ہے؟ ہاں مثل ہے یہ سمجھ ۔۔۔ کہ آج کے فلسفہ اور آس کل کے فلسفہ
میں آس کل کی دنیا میں آج ۔۔۔ ہے اور آس ہم کو یہ طریقہ بتاتا ہے یہ فلسفہ یا سے
علمی مسئلہ بتاتا ہے کہ تیسری دنیا اور یہاں ۔۔۔ یا ان فکر سیاست جامعہ کیا ملک ۔۔۔
اور ۔۔۔ سال فلسفہ میں ۵ مسئلہ ۔۔۔ یا کے مسئلوں کا مسئلہ کیا ۔۔۔ ہندوستان کے
مسئلوں کا مسئلہ کیا ہے کھانا پینا ہے کہ کیا زندہ رہنے یا مرنے کا اور اول نے
یا ۔۔۔ سا تھوڑا ۔۔۔ جو ۔۔۔ ۔۔۔ ہے اور بیٹھے بٹھائے ۔۔۔ یا ۔۔۔ یا ۔۔۔ ہیں جو ۔۔۔ ہیں ۔۔۔ ہیں
چھ ۔۔۔ ہیں ۔۔۔ ہیں ۔۔۔ ہیں

نفس ہم کو بتاتا ہے، وہ یہ شیطان ما کانوا یعملون۔ شیطان ان کے اعمال کو آراستہ کر کے دکھاتا ہے، وہ بتاتا ہے کہ دوسروں کی نظر میں تم کیوں گھٹیا درجے ہو، مرد قوت لوگوں کے عہد میں مبتلا رہتے ہو، یہ سرمایہ اور یہ بیماری حس دلگ گئی وہ کھلا چلا جاتا ہے۔ اس کی بڑی کوشش گھاریتی ہے، یہ ہمارا نفس ہم کو بتاتا ہے اور ہمارا نفس سمجھاتا ہے کہ کہاں کا سرمایہ، کہاں کا جینا، ان ھی الا حیاتنا الدنیا نموت ونحیی یہ سب کھیل ہے، یہی دنیا کی زندگی ہے، آج ہم زندہ ہیں کل مر جائیں گے کہاں کے ملک کے مسائل، یہاں کی دستاویز کہاں کے لیے مدون کیسی تعلیم و تربیت اس ملک میں کر رہے ہیں، کیا ہونے والا ہے آنے والی نسلوں کا حال کیا ہوگا، ہم پر کیا ذمہ داری ہے ہم پر صرف اتنی ہی ذمہ داری ہے کہ کھا لیں، پی لیں، بچوں کو پڑھا لیں ان کو آگے بڑھا لیں، بس کوایک کامیاب انسان بنا لیں، ان کے مستقبل کا کیا ہوگا اس ملک میں کیا ہونے والا ہے، مسلمانوں کا کیا ہونے والا ہے، اس فکر میں ہم کیوں پڑیں یہ فلسفہ ہے نفس کا نفسانیت کا اور جو نتیجہ کا انفرادیت کا، جب کوئی قوم اس فلسفہ میں مبتلا ہو جاتی ہے اور نفسی نفسی میں پڑ جاتی ہے، اس کا نتیجہ کیا ہوگا، ایک چھوٹا سا کنبہ آج وہ کتنا بھی مختصر ہو، بالے، اپنی ہی زندگی میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ کنبہ روز بروز مختصر ہوتا جا رہا ہے، پہلے چچا زاد تایا زاد بھائی، ماموں زاد پھوپھی زاد بھائیوں کا پورے کنبے سے تعلق تھا، جب اسلامیت کا تعلق تھا تو پوری برادری کے ساتھ تعلق تھا، اگر اس کا بیٹا بچہ اپنا بچہ معلوم ہوتا تھا اور برادری اپنا بچہ معلوم ہوتا تھا، جب اس کے بعد ملایہ کا رقبہ ہو گئی تو ریاست ہی کہ اگر ایک محلے کے کسی بچے کو دوسرے محلے کے بچے نے چھیڑ دیا مار دیا تو اس پر لڑ گئے کہ ہمارے محلے کے بچوں کو مارنے کی کیسے ہمت ہوئی، کیسے مجال ہوئی، ہمارے محلہ کے بچے کی طرف نظر اٹھا کر کیسے دیکھا اب اس محلہ کے لوگ اس محلہ کے لوگوں سے ایک دوسرے سے جس طرح انگریزوں کی لڑائی کی طرح دونوں کے سامنے

ہوتے ہوئے، پچھلے ۔۔۔ کی شروع ہوئی، پہلے خاندان میں ۔۔۔ بھائی
پہلے ۔۔۔ بھائی ۔۔۔ بھائی ۔۔۔ انگریزی میں (COUSINS) کہتے ہیں
۔۔۔ آباؤں سے بھی ۔۔۔ کے لئے ۔۔۔ طرح ۔۔۔ بھائی
بھائی اور ۔۔۔ بھائی ۔۔۔ کے ۔۔۔ کے ۔۔۔ بھائی
۔۔۔ میاں ۔۔۔ کہ ۔۔۔ بھائی کی ۔۔۔ بھائی ۔۔۔ کی
بھائی ۔۔۔ آپ ۔۔۔ کے ۔۔۔ ہیں ۔۔۔ کی ۔۔۔ کی
سال ۔۔۔ ۔۔۔ کی ۔۔۔ ہوتی ۔۔۔ کا ۔۔۔ بھائی ۔۔۔ آپ ۔۔۔ ہے
۔۔۔ باپ ۔۔۔ کا ۔۔۔ باپ ۔۔۔ کے ۔۔۔ کرے ۔۔۔ باپ ۔۔۔ کی
قطعات ۔۔۔ کرنا ۔۔۔ کہ اپنے ۔۔۔ کہاں ۔۔۔ ۔۔۔ بھائی
بھائی ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ کا ۔۔۔ رہا ۔۔۔ ہے ۔۔۔ کا ۔۔۔
۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔
۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔
۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔
۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔
۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔
۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔
۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔
۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

پر دیتے ہیں ویسے ہی جا کر کھا لیجئے منہ کو مزہ آئے گا پیٹ میں جائے گا یہ فلسفہ ہے بتاتا ہے دیکھو اس وقت دیا کی حالت کیا ہوتی ہے جسم سے مدد ہو جاتی ہے کسی لڑکیں ہوتی یہ سمجھ لیجئے تو ہے بدہ اور نیکل کی طرح مدد نہ کرے گی کوئی کام نہیں ہوگا کوئی مسئلہ حل نہیں ہوگا، انصاف اور بے انصافی سے اتفاق ہے معنی ہو جاتے ہیں کوئی کسی کا حق تسلیم نہیں کرتا، ایثار و قربانی دس بدتر ایک قصہ پارینہ اور ایک داستان بن کر رہ جاتے ہیں، کہاں کا انصاف اور کہاں کی ناانصافی، کہاں کی قربانی، یہ باتیں پرانے زمانے کی کہانیاں بن جاتی ہیں، اللہ کے پیغمبر ہم کو اس کے خلاف احکام زندگی دیتے ہیں اور ہم کو زندگی گذارنے کا طریقہ بتاتے ہیں یہ بھی کیا زندگی ہے کھایا پیا پی لیا پھر، یہ بھی کوئی زندگی ہے، خدا ہو ایسی زندگی پر جانوروں کی زندگی پر کرے کی زندگی پر لیکن انسان کی زندگی پر خدا کی رحمت ہو، وہ کیا آدمی ہے جس کے دل میں انسان کا درد نہ ہو، جو اپنے بچوں کا پیٹ بھرنے کی فکر ہو دنیا میں کیا ہو رہا ہے کسی دوسرے کا پیٹ بھر رہا ہے کہ نہیں وہ یہ نہیں دیکھتا

پیغمبروں کی میراث

پیغمبر جو زندگی بسر کرتے ہیں اس زندگی کے لئے شریعت آئی ہے اس زندگی کے لئے قرآن اترا ہے خدا کے بندوں نے کوشش کی ہے کہ تعاون کی، ہمدردی کی محبت کی، ایثار و قربانی کی زندگی ہو، انسان ہو سب ہے، انسان گدھا نہ بنے، کس کی قسم کرے کہ اس کو کھانا مقرر ہے جتنا وہ مقرر ہے، جتنا جانور مقرر ہے وہ اس کو مل جائے بلکہ اس کو فکر ہو کہ میرے ہم جنس بھوکے ہیں جیسے انسان ہیں اس کو کھانے کو نہیں ملا ہے ان کو بھی کھلاؤں اور وہ اسی میں خوشی محسوس کرتے ہیں وہ دوسروں کو کھلا کر کھاتے ہیں بھوکے کر کے نہیں آرام نہیں ملتا یہ ہے پیغمبروں کی میراث اس کے لئے پیغمبروں نے

وحشی کی ہے پھر اس نے بڑے بڑے کافروں میں اور مسلمانوں میں بڑی کیفیت
[illegible] کہا کہ وقت آپ سے ہوں گے ایک رحمی صحابی کے پاس پان
کا پیالہ لے کر گئے تھے یہ کہا کہ میں نے بھی رکھا تھا دودھ رحمی بھرا ہوا
آپ پیئے اور پیالہ پھیر دیا میرے کہا تیسرے رحمی میں کی کہ وہی تھی
نے پان پی لئے تو اس نے کہا جو تھے لعانی نے کہا وہی تھی آخر میں پان لے
پیا تو اسے کے سب دنگا فرما گئے تھے یہ [illegible] حیات طیبہ کی
[illegible] کی ذات کا اس نے لئے اسلام قبول کیا یا اس نے
[illegible] کی ہے [illegible] نفس کے اعضاء پر چھا گئے اور اس
[illegible] کی بیڑیوں میں آ گئے جو [illegible] حقیقت کو حقیقت نہ سمجھے اور انکار پر اڑے رہے
[illegible] کھانے پینے اور کوئی کام نہیں ہے تو کہیے کہ [illegible] ہے
[illegible] نہیں دی جنہوں نے فرمایا کہ اپنے میں [illegible] ہے میں
[illegible] ہے جب [illegible] میں [illegible] آ گئے تو اسلام کی
[illegible] ہے [illegible] سب بوجھ گئے یاد [illegible] ہے
[illegible] ہم نے اسلام کی [illegible] ہے [illegible] ہمارے کھیت [illegible]
[illegible] کا [illegible] ہے [illegible] ہم ہے والی کاروبار
[illegible] کے بعد [illegible] اسلام کی [illegible] میں لگ جائیں گے وہ سب کی طرح سے
[illegible] کے [illegible] قصے کی [illegible] میں [illegible] کہ [illegible] ہوئی کہ [illegible]
[illegible] ہے [illegible] ہوا [illegible] ہے [illegible] کہ [illegible]
[illegible] کہا [illegible] ہے [illegible] کہ [illegible] ہے [illegible] کہ [illegible]
[illegible] کہ [illegible] ہے [illegible] کہ [illegible] ہے [illegible] کہ [illegible]
[illegible] کہ [illegible] ہے [illegible] کہ [illegible] ہے [illegible] کہ [illegible]

کہ تم اپنے کاموں کو کرتو تمہارے دل میں یہ فکر رہے کہ تم امن سے رہو اور دین کے کام میں پشت نہ ہل وہ تو یاد رکھو تم مرجاؤ گے اس لئے کہ تھوڑی دیر کے لئے اگر تم اپنا کام چھوڑ بھی دے جاؤ گے تو کیا ہوگا ملت کہیں بچے گی ولا تفسدوا فی الارض وفساد کبیر، جہاں مسلمانوں کے درمیان ایک تیار شدہ قائم کیا، ایک نئی برادری بنائی الا تفعلوہ اگر تم نے اپنی ملت کے کام سے ہاتھ کھینچ لیا، اگر غفلت سے کام لیا، اسلام کی برادری توڑ ڈالی تکن فتنۃ فی الارض وفساد کبیر، تو دنیا میں ایک عظیم انقلاب برپا ہوگا، یہ انسانیت تاراج ہو جائے گی، خاک کا ایک تودہ بن جائے گا، جنگل کا ایک ڈھیر ہوگا، ساری ملت کو ایک سمجھ، ساری ملت کے مفاد کے لئے بڑی سے بڑی قربانی سے کام لو، اسلام کی بنیاد پر ایک عالمگیر برادری بناؤ، ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی بن کر رہے۔

صحابہ کرامؓ کے ذہن میں جب یہ بات آئی کہ ہم اپنے دنیا کے کاروبار کو لیکر بیٹھ گئے ہیں تو اللہ گواہ ہے کہ دین کا تقاضا تو ان کو سمجھایا گیا بتایا گیا کہ ہمارا یہ بہت بڑا امتیاز دنیا میں ہے یہ ذہنی مسائل کو سوچنا اور ملت کے مسائل کو حل کرنا تمہارے حق میں ہم قاتل ہے اور صحابہ کرامؓ نے حضور ﷺ کی زندگی میں اس کے بعد خلفاء راشدین کے دور میں کر کیا ہر وہ چیز دین کیلئے تھی، اس کیلئے مال اپنی جان ملیا وقت دیا، وہ یا گھر بار کسی کی پرواہ نہیں تھی سب چھوڑ دیا سب خدا کے دین کو سونپ دیا، کسی کی پرواہ نہیں تھی، تجارت کی پرواہ نہیں تھی، کسی چیز کی پرواہ نہیں تھی، عمر بھر کی کمائی کی پرواہ نہیں تھی، یہاں تک کہ جوں ہی ماں باپ کی پرواہ نہیں تھی، صحابہ کرامؓ نے اسلام کو جو طاقت بخشی وہ ہماری آنی نالائقی، تاظلم اور جینے کی بچ کے بعد بھی قائم ہے اللہ تعالیٰ قیامت تک قائم رکھے گا۔

نفسی نفسی کا کاروبار چھوڑیے

[illegible] کرنا چاہتا ہوں کہ [illegible] کرنے سے بڑھ کر [illegible] ہوسکتا ہوں [illegible] مسلمانوں کے پچھلے پچھلے [illegible] کاروبار کو چھوڑ دیجئے

[illegible] کی فکر ہے یہ حال ہے [illegible] تعلیم کا مسئلہ ہے جس پر یوپی میں حل کرنے [illegible] ہیں لیکن مسلمان سرمایہ دار [illegible] ہیں [illegible] کے لئے جوڑنے سے سرمایہ دار [illegible] کی پوائنٹس [illegible] کا مسئلہ ہے جس کو لاکھوں سے [illegible] چار [illegible] چلا لیتے ہیں [illegible] بنا کر [illegible] ہیں جب وقت آتا ہے [illegible] ہوتی ہے [illegible] کے وقت اسے کاسب [illegible] ہوتی ہے [illegible] جب [illegible] ہوتا ہے [illegible] مسلمانوں [illegible] گھن لگ گیا ہے مسلمانوں [illegible] ایک ایک جگہ کے مسلمان [illegible] ہندستان کے مسلمان [illegible] آواز [illegible] ذمہ داری [illegible] لیکن [illegible] مسلمانوں کے کاروبار کی حیثیت [illegible] دیکھئے [illegible] مسلمانوں کا کاروبار ٹوٹ [illegible] کاروبار [illegible] ہاتھوں میں ہے

[illegible] کی تجارت مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے [illegible] کی

[illegible] کے لئے کچھ نکلے تو ایک جوہ یہ ہے کہ آپ کی پرانی نہیں ہوتا [illegible] جاتے ہیں کہ جب وقت آئے گا تو کوئی نہ کوئی سبب نکل آئے گا، وصیت کی ہمت نہیں پڑتی [illegible] کی نوبت ان کے پاس جاتی ہے تو پوچھتے ہیں [illegible] وں آئے ہو

ہلاکت کا سامان

تم نے اب زیادہ تر انہیں باتوں کا حوالہ دیا جو تم پر نکلیں۔ وسط یا، وقوم کا تو پھر خدا ہی مقرر کرے، ہوں، تم کو [illegible] ہے نہیں وسط ہو جاتے ہیں جیسے کی کہانی ہے کہ ایک گھر میں بیوی بیمار تھی۔ محلہ والوں سے پوچھا کہ کوئی بھی آپ کی تیمارداری کے لئے آیا ہے؟ وہ کہتی ہیں صاحب ہمیں بتائیں سے جو ہماری اس کے گھر میں وہ جانے کا نام نہیں لیتی۔ دراصل اس کو بچہ ہونے والا ہے جو ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ اس کا پیٹ کاٹ کر نکالنا پڑے گا، بیمار کے پیٹ کاٹنے سے نہیں بچ جاتا ہے کہ پیٹ کاٹ کر نکالا جائے۔ یہ مرض کھانے پینے والوں کو لگتا ہے ان کو کوئی اور بیماری ہوتی ہے جس کو (HOBBY) کہتے ہیں۔ عرض یہ کہ پہلے راستے پر چلنے سے [illegible] روکا گیا تو دوسرے راستوں پر چلنے سے تم کو کوئی روک نہیں سکتا۔ اسلام کو خدا نے انسانیت کو بچانے کے لئے بھیجا ہے۔ ہلاکت کے سامان تو تمہارے پاس بہت سے ہیں۔ ہلاکت کا سامان ایک یہ ہے کہ مسلمان کا سرمایہ اور عزیز روپیہ دولت کے ساتھ کہ جس سے پہلی پشت کا ان دیکھے خدا کرامت فاطمہ جو امت ان کو پیسہ کی قوت پر دوست تھی یہ کہ اس کہانت کے مسائل سے سمجھ میں نہیں آتا۔ گھر میں بچا ہوا دے کر آتے تھے وہ لوگ محلہ کے ہی ایک دفعات اپنے لوگوں دیا ہوں گے پھر بھی ایک دن تم کو بتاؤں جو تم کو معلوم ہے پوچھو اللہ [illegible] ہے۔ پوچھو تم نے گھر میں کیا چھوڑا ہمیں سے ہمارا اللہ اس کے دل کا نام چھوڑ [illegible] یہ دولت تھی محلہ کرا دیا

نہیں ہوا نہیں کہتا کہ یہ ہے کہ یہ ایسا ہوگا اسے ہندگی کا راستہ نہیں ہے لفظ ہا کہ کہتا ہے ہوا نہیں کہتا کہ یہ ہے چلے رکھنا ہوں کرنے والا راستہ نہیں ہے لفظ ہا کہتے ہیں کہ یہ ہے ملاقات کا راستہ ہے ہاں ان کی بات سچی نکلی ہے اور اچھا سوچتے ہیں کہ ہم نہ ہوں گے ہمارے ہاں ہوتے ہیں ہوں گے ہم ہیں اور ہوگا اہل ہیں چار پانچ قاروں سے ہوتے ہیں لیکن ہاری ملت کی بیماری ہے اور ہماری ملت کی عزت کہاں رہی ہے اور ہماری ملت دوستوں کی ہو ہے ہی ہے جہاں چاہو فساد کرادو مسلمانوں کی عزت ہوتی مرعب ہوتا ہے اور کہ ہوتا ہے ہر یکٹر کے لوگ ہوتے ہیں ایجی ٹیٹر کرنے والے ہوتے ہیں روپے پیسے جو تحفے دیے ہوتے ہیں ان کی محل بھی کہ جہاں چاہے اس ایک جھنڈی لے چلا جائے یا اسلامی (ہاتھوں) لے کر گئے فلانا چلا جائے ہمارے گھر میں کیا مجال تھی کسی کی کہ کوئی فساد اسکی ملت سے عزت ہوگئی ہے بے ہوگئی ہے یہ واقعت ہوتی ہے ملت ہی جہاں ہوں تک ری ملت کی عزت عزت نہیں رہی ملت ہے رہی رہتی ہے ہی ہوتی ہے اور آپ ہی ہوتی ہے جو ہوتی ہے ہاں ہوتی ہے جہاں چاہے ہوتا ہے یا مجال تھی ہاتھ آپ میں آپ ہوتی ہے ہاں ہوتا ہے آپ میں پیدا ہوتا ہے اگر آپ میں پیدا ہو جاتے ہیں ہے آپ ہوتا ہے آپ ایک ملت ہے آپ ہوتا ہے حل نہ ہوتا ہے آپ ہے ہوتا ہے ہوتا ہے ہوتا

فسادات کا اصل سبب

دیا کہ میں سب سے پہلے کہتا ہوں کہ آپ تبلیغ میں نہ نکلیں اور اگر آپ کا دل نہ مانے تو ہم سے خط و کتابت یا ملت سے سائل ملت کے سفارت کے لئے بھیج دیا تو یاد رکھئے ہی حکومت پہل پہ لے گی اور تمہارے پل منہدم کر دیئے جائیں گے اور تمہارا تھوڑا بہت روپیہ جو باقی رہ گیا ہے گا اگر ان کے ہاتھ سے نہیں گئے تو خاتم پر عذاب مسلط رہے گا آپ جتنی طاقت میں تھا کر بیٹھ جائیں میں بالکل بھی کہا جو تھوڑا بہت آیا تھا اب آپ سب کی قوی خدمت قائم ہوں اور سے خط آتے تھے وہ خط بھی آتے ہوتے ہے ان خطوں میں لکھا ہوا تھا کہ مولانا آپ نے خواتین کو شامل کیا تھیں ان کو ان کے بارے پڑھ کر سنا کے مسلمان ہونے میں جب میں یہ بات خوب عیاں ہوتا کہ مولانا ابوالحسن علی کی تقریر فلاں اسٹیج میں ہوگی تو ہزار ہا جاتا ہے کی تقریر ہے جو اضطراب سے مخل کر کے سنتی ہیں اس کی چند سطریں پڑھ کر مجھے خوشخبری سنا دیتی ہے۔ اس حال شاید یہ باتیں کہہ ڈالیں

میرے دوستو! میں آپ کی بندگوں نہیں کرتا آپ کو اللہ حفاظت میں رکھے آپ نے دل کی حفاظت فرمائے آپ دل میں ہر طرح لیکن یہ طریقہ نہیں ہے یہ طریقہ بڑا خطرناک طریقہ ہے

یا ایھا الذین اٰمنو استجیبو للہ و للرسول اذا دعاکم لما یحییکم و اعلمو ان اللہ یحول بین المرء و قلبہ و انہ الیہ تحشرون O و اتقو فتنۃ لا تصیبن الذین ظلمو منکم خاصۃ و اعلمو ان اللہ شدید العقاب O

اے ایمان لانے والو! قبول کرو اللہ کی دعوت کو اور اس کی پکار کو جب وہ بلائے تم کو اس چیز کے لئے جو تم کو زندگی دے اور سمجھو کہ اللہ تعالیٰ انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہے تم سب اسی کے پاس جمع کئے جاؤ گے

چاہتا ہوں تو اب طاعت و عبادت پر طبیعت اور جی نہیں آتی اور کبھی آتی بھی ہے تو دیر تک نہیں، دیر پا نہیں ہوتا

شان رنگ و بو کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا

میں صاف کہتا ہوں، بھٹکل کے مسلمانوں کو اللہ نے بہت کچھ دیا ہے، وہ ملت کی فکر کریں، ملت کی حفاظت کریں، یہ تمہاری سے لیے یہ فلاح نہیں ہے، ہمارے مسلمان ہندوستان کی فکر کریں اور جو مسلمانوں کے مسائل ہیں ان کو حل کرنے کی کوشش کریں، اس میں حصہ لیں، اس کو مضبوط کریں، اس کو پھیلائیں اور اپنے غیر مسلم رشتوں کو تعارف کرائیں، اسلام کا پیغام پہنچائیں، اپنی زندگی سے ان کے دلوں کو جیتنے کی کوشش کریں اپنے اخلاق سے ان کے دل و دماغ پر اچھا اثر ڈالیں ہم کو اپنے سے ساتھیوں کریں نفرت اور عداوت ان کے دل سے دور کریں اگر سب اب لوگ کریں گے تو تھوڑا دیر لگے گی دیر سویر بھٹکل کے مسلمان کیا ایک بن کے مسلمان کیا ریاست میسور کے مسلمان کیا، سارے ہندوستان کے مسلمانوں کا مسئلہ ہے ایشیا کے مسلمانوں کا مسئلہ ہے، مشرق وسطیٰ میں جو تباہی اور بربادی آئی یہ کس بات کا نتیجہ تھا، سرمایہ دار اور سرمایہ پرست بادشاہ جس کو حدا سے سب کچھ دیا تھا وہ عیش پرست تھے، وہ دنیا نہیں جانتے تھے، خدا کو بھول چکے تھے، سادہ زندگی کے خوب بھی نہیں دیکھ سکتے تھے (AIR CONDITION) ایر کنڈیشن میں رہنا (TELEVISION) ٹیلی ویژن سے بہت زیادہ دلچسپی رکھنا ان کی زندگی کا طور طریق، پچیس لاکھ یہودیوں سے جو تھی بھر تھے ہمارے عربوں کو پوری دنیا کے کروڑوں کو مل کر کے رکھ دیا ہے ساری دنیا کے مسلمانوں کو مل کر یا یہ اسی بات کی حکمت کا نتیجہ ہے حدیث شریف میں آتا ہے کہ آخری زمانے کے قائم پر ویسی مسلط کر دیا جائے گا، کفر دنیا کو مسلط کر دیا جائے گی صحابہ کرام

صدائے نصرت کا تحقق پیدا کریں

[illegible] کی [illegible] کرنے والا آپ کا صدقہ ہے آپ کی حفاظت سے والا آپ کے عمال ہیں آپ کی حفاظت کرنے والا آپ کا خادم ہے اگر آپ کی حفاظت سے [illegible] حرکت سے حرکت کوئی سا خواب پیدا ہو اپنا اندرونی خوف اپنے اندر ہی سرکشی پیدا کریں تو آپ کی حفاظت ہوگی

زخمی دلوں پر مرہم رکھیے!

[illegible] آپ کا مہمان ہوں مجھے تنی تیز تقریر نہیں [illegible] چاہیے تھا میں [illegible] آپ کی بہادری [illegible] یہ نہیں کہہ سکتا ہوں میں بات کروں آپ سے بہادروں کی طرح آپ اپنی حفاظت کا [illegible] آپ نے دیکھا میں [illegible] جنگ سے [illegible] کر [illegible] چیزیں ہیں [illegible] پہلے تو کسی چیز کی پرواہ نہ کرنا چاہئے سب سے پہلے دل کو [illegible] پھر سوچنے چاہئیں مگر [illegible] کے ساتھ ہمدردی رکھنے والے لوگوں کے [illegible] پر ہم [illegible] تاکہ ان کی دعائیں آپ کے شریک حال رہیں [illegible] کے ملک نے الدین زنگی سے کہا "آپ تو اپنی [illegible] کی [illegible] پر [illegible] ہیں جب [illegible] ہوگی تو [illegible] کام [illegible] سلطان نے کہا "بھائی کام [illegible] لوگوں کی دعاؤں سے ہوگا اور مجھے تو کمل کی دعاؤں کا [illegible] ان کی دعاؤں سے [illegible] کلے چھٹی ہو جائیں [illegible] پتہ چلے کہ ہی [illegible] لوگوں کی دعاؤں سے [illegible] فتح [illegible] ہوئی [illegible] سے [illegible] کہ [illegible] میں چلا جاؤں گا میں [illegible] سے [illegible] کے [illegible] سے [illegible] دیئے [illegible] آیا ہوں [illegible] ہوگی [illegible] کے [illegible] کہ [illegible] کے [illegible] سے [illegible] کے [illegible] اور [illegible] سے [illegible] آپ کو [illegible]

[illegible] اپنے [illegible] کہ [illegible] آرہی [illegible] تو [illegible]

۔۔۔

(H S MEJESTY'S SERVICE) (ON H'S MEJESTY'S SERVICE)

جاں دیں کی قربانی سے ملت کی حفاظت

رہا ہے وہ قلعہ آپ سب کی حفاظت کرے گا۔

زمانہ کی نبض کو پہچانیے

میرے دوستو! اور بھائیو! اپنی زندگی میں تبدیلی پیدا کرو۔ ہوا کے رخ کو پہچانو۔ وقت کے تقاضوں کو سمجھو۔ وہ حرام شے جو خواہ مخواہ تمہارے گلے میں پڑ گئی ہے اس کو چھوڑ دو۔ یہ جاہلیت کی زندگی ہے۔ غداری اور فریب دہی کی زندگی شروع کرو۔ خسارہ پسندی پر عمل کرو۔ پرانے اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ یہ تمہاری زندگی چھوڑ دو اور اپنے مسلمان کی زندگی اختیار کرلو۔ یہ سادی سے بہت سی مدتوں سے مسلمانوں کو لگے ہوئے ہیں اس دنیا و آخرت کو برباد کر دیا ہے۔ اس کو ایک حقیقی معنوں میں سمجھو اپنے سفر کی پہلی منزل اور حقیقی معنوں میں سمجھو اس کی تیاری کرو اور روز قیامت کی کثرت کرو یہ جو عذاب آ رہے ہیں جو مصیبتیں مسلمانوں پر نازل ہو رہی ہیں اس کا علاج ہے کہ وہ استغفار کی کثرت کریں اپنے کاموں میں اپنے پیٹ کو اپنی خواہشات کے پیچھے صرف نہ کریں بلکہ خدا اور رسول ﷺ کے حکم کے مطابق مسلمانوں کے اور ملت کے کاموں میں صرف کریں ان سے دعائیں حاصل کریں نمازوں کی پابندی کریں قرآن شریف کو سمجھیں کریں جس کو سمجھتے ہیں اس کو اختیار کریں ہوا کا صحیح رخ حاصل کریں اللہ سے لگائیں اور جہاں تک ہو سکے مادی قوتوں کی بجائے اور خدائی قوتوں کو اختیار کریں مسلمان تقویٰ کو اختیار کریں گے تو آسمان سے اللہ کی رحمتوں کی بارشیں ہوں گی وہ ہوائیں چلیں گی جو آپ کو پرچان کر دیں یہ وقت بے وقت کی بارشیں جو آپ کے اموال کی بربادی میں لگی ہیں ایک قطرہ بھی نہ برسے گا۔ یہ ہوائیں چلیں گی جو آپ کے کھیتوں میں سے آپ کو قطعی نہیں ملنے دیں گے۔ قصہ بہت کچھ سنا سکتا تھا اشعار پڑھ سکتا تھا آپ لوگوں کو سنا سکتا تھا لیکن میں نے قصداً یہ نہیں

عزت کے ساتھ جینے کا راستہ یہ ہے

[illegible]

علم کا بھی ایک قانون ہے

محمد نور مصطفیٰ علی سونہ الکریم مابعد!

صحیح رد کی ضرورت

[illegible]

آپ کی دلت کسی کو نہ کرے کہ کسی کے سامنے کوئی اخبار اٹھا کر پڑھنا شروع
کر دے۔ آپ اس کو ایک کتاب دیجئے اور دل چاہے تو انگریزی کی دیجئے۔ انگریزی کی
اتنی مایوس کن کتابیں لکھی جا چکی ہیں کہ آپ کو ایک مہینہ کی
محنت کی جائے۔ آپ کے پاس کوئی دوسرا کام نہیں رہے گا۔ یہ سب نے اور آپ
نے آپ کو مرعوب کر لیا ہے۔ ہم لوگ ہیں تالیف کے پتے ہیں لکھے ہوئے کاسب سامان
لڑکے سے مرعوب ہو جاتے ہیں اور ہاں پہلے سے موجود زندگی کی سب سرور یات ہیں
جانے کس پہلے آپ اس میں رہنے اور یہ سوچ کر دل بیٹھنے لگتا ہے کہ آپ کو
اداس سے جو نے نہیں پڑھنا۔ اب یقین جانئے کہ جب وہ نکلے کا تو یہ ہی
سکا کہ یہ واقعی ہو تو ہے کہ وا سوالیوب من ہو الھد، اس نے عمل نہیں کیا
وقت نہیں ہے۔ یہ ہیں ہیں ہیں

اور آپ کو ایم اے کرنا ہے یا ایم اے ٹس تو آپ سے پوچھا جائے گا کہ آپ کس استاد کا انتخاب کریں جس آپ کا مشیر کون ہو گا تو بتانا پڑتا ہے کہ فلاں استاد فلاں پروفیسر کی نگرانی میں اور اس کے مشورہ سے علم حاصل کرتا ہے، پھر اس پروفیسر سے بار بار ملاقات ہو جاتا ہے جیسے مریض کا تعلق ہے یعنی طالب علم اس کے مشورے سے کتابیں پڑھتا ہے تاکہ نوٹس (NOTES) اس کو دکھاتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ طالب علم صاحب کی صحیح اہمیت سمجھتا ہے اور جو اصل معروضات ہیں اس کو لے رہا ہے پھر اس کے مضمون کی تیاری کرتا ہے وہ بالکل اس سے ایسا وابستہ ہو جاتا ہے جیسے پہلے مدارس میں تھا کہ استاد کے ساتھ چند طلباء ہوتے تھے کہ وہ بالکل مربوط ہو جاتے تھے استاد سے۔

اور شعور تک کا حال تھا کہ ان کے سامنے یہ ہوتے تھے چنانچہ ان کو اب میں آتا ہے کہ فلاں فلاں ذہنیت تھی اس کا شعور کہ اخذ کرنے والا ذہن لیے ہوئے تھا اس کے ساتھ ساتھ ٹال کر لیتے تھے کہ یہ میرا ذہن ہے، میں نہیں قبول کرتا ہوں اس سے تو وہ ایسے ہی ہمارے رہا تک طالب علم تقسیم ہو جاتے تھے اس میں جو طالب علم ایک استاد کے ساتھ وقف ہو گئے ہیں جامعہ ہی میں وہ اس کی خدمت بھی کر رہے ہیں چائے بنانی، وقت چائے بنانے میں گے ان کے آرام کا خیال کریں گے، راستے سے اس کی چیزیں لائیں گے اور ہمارے یہاں تو یہ بھی تھا کہ اس کا حساب کتاب بھی رکھیں گے، جوان کے بعد جو پڑھنے والے آئیں گے، جو سودا نکلوائے گا راشن کا، ہم سب لوگوں نے ایسا ہی پڑھا تو معلوم ہے کہ یہ سسٹم آج تک وہاں کی اعلیٰ درجہ کی یونیورسٹیوں میں رائج ہے اس کے بغیر وہ طالب علموں کو گویا قبول نہیں کرتے پہلے بتانا پڑتا ہے کہ سپروائزر کون ہے یعنی تمہارا حامی ستارہ کون ہے جس کے ساتھ تم وابستہ ہو گے اور اس کے مشورہ پر چلو گے یہی ہمارے علم کا حال ہے

علم دین کا امتیاز

کچھ چیزیں تو مشترک ہیں لیکن پھر اس کے بعد ایک سرحد فصل آتی ہے ایک ایسی

کلیہ آتی ہے جہاں سے ذہن کی رسد کٹ جاتی ہے دنیا شکایت کی رضا کی طلب ہوا خلاص ہو جاتا ہے خدا کے کرنے سے علم ہم سے آجو حضرت موسیٰ سے ہم نے اصل قصہ ہے اللہ علم کا۔

حضرت امام شافعی کا شعر ہے

شکوت الی وکیع سوء حفظی — فاوصانی الی ترک المعاصی

فان العلم نور من الہی — ونور اللہ لا یعطی لعاصی

میں نے اپنے استاد وکیع سے شکایت کی ہے اپنے حافظہ کمزور ہے میں نے ان سے شکایت کی تو انہوں نے مجھ کو یہ حکم دیا کہ گناہوں سے بچو اس لئے کہ علم جو اللہ کا نور ہے اللہ کا نور گناہگاروں کو نہیں دیا جاتا۔ یہاں سے ذہن کی رسد کٹ جاتی ہے، دنیا میں جاہل اور کم فہم کافی کم دولت یا ان سے زیادہ ہی سے شکار ہوجاتے ہیں تو کچھ فرق نہیں پڑتا بلکہ یہ حال سے کہ فرق ہی نہیں پڑتا ہے ہاں یہ کہیں فرق پڑتا ہے جو فرق سے ہوتا ہے ان سے ہوتا ہے جو ان سے ہوتا ہے وہ فرق کل جاتا ہے کہ فرق ہی نہیں ہوتا اس میں کچھ ہے حسان سے فرق ہوتا ہے تو کہیں ہوتا ہے جہاں تو فرق ہوتا ہے وہ فرق ہے [illegible] ہوتا ہے یہ ہوتا ہے [illegible] ہوتا ہے [illegible] ہوتا ہے [illegible]

کا نکاح کیا گیا مجھے یاد ہے کہ لاہور میں ایک صاحب تھے انہوں نے غلط فائن لائبریری کی تھی اور کالج میں پڑھاتے تھے ان کی دیانت اور معاملات میں ان کی دسترس مسلم تھی یہ سا تک کہ ڈاکٹر اقبال بھی ان سے پوچھتے تھے لیکن یہ فیض ان سے پہنچا تھا جو علم و معرفت کا اجرا ان سے ہونا چاہیے تھا وہ لوگوں میں پیدا نہیں ہوئی کہنے لگے کہ مولوی حسین احمد مدنی تو ہمارے ساتھ تھے ان کا شمار بڑی علماء میں تھا وہ کچھ وہاں نمایاں رہتے ہیں بڑے سیاسی تھے ان سے کیا فیض پہنچ سکتا ہے کے باوجود ایسے ہی ایک صاحب کہنے لگے ارے مولوی الیاس نے جب وہ تفسیریں پڑھتے تھے پڑھنے کے زمانے میں تفسیر پڑھتے تھے مولوی الیاس صاحب نے کیا کر دکھایا دنیا کو ہلا کر رکھ دیا یہاں تک کہ امریکہ یورپ تک میں کسی ان کی دعوت قبول ہوئی تو بھی بڑے تجربے کی بات سناتا ہوں تھوڑی صلاحیت سے وہ طریقہ اختیار کرے "واعظ البیوت ما یعلمها" پر عمل کرے آدمی وہاں پہنچ سکتا ہے جہاں دماغ جس کو اپنی ذات پر ناز ہے اور اپنے خوب مطالعہ پر اور محنت پر وہ نہیں پہنچ سکتے ان کے پڑھنے پڑھانے میں برکت نہیں ہوگی کہ لوگوں کو نفع پہنچے علم کے ساتھ ستوں ZIA اور بدعات کا نکلنا مصلحتوں سے نفرت پیدا ہو مطالعہ میں رغبت پیدا ہو فوراً آپ یہ بات پیدا نہیں ہوتی یہ بات جب پیدا ہوتی کہ وہ اس طریقہ پر عمل کرے رواستاد بتائے ایک صاحب تھے بہت بڑے بڑے نام کے عالم بیمار کہنے لگے کہ ایک سردیوں کا ہم لوگ اپنے استاد کے پاس گئے جاڑے کی سخت سردی تھی سردیوں شام میں ہوتی ہے سرد پڑتی ہے کہنے لگے ہم مجبور ہو گئے دوسرے وقت کہتے تو کہتے کیوں نہیں آئے ہم نے کہا سردی بہت تھی ہم سے ایک گھنٹہ پانی اور ڈال دیا کہنے لگے کہ یہ سزا ہے کہنے لگے کہ ہم لوگوں نے برداشت کیا لوئی شکایت نہیں کی وہ پھر دعا کرتے تھے یہ وہ علماء بیدار ہیں گئے انہوں نے خود سنایا ہے ایک صاحب سے ان کے کم عمر میں سنا یا تو یہ اس زمانہ کا طریقہ تھا کہ سزا سزا بھی لیتے تھے اور پڑھاتے بھی تھے اور پھر اس استاد کی جیسی ہوتی تھا ایک طرح کا پیر ہوتا تھا اس سے پاس رہتے کہ ہمارے پر ہتا ہے کہ خشوع خضوع سے ستوں

۱۰ ملی ۔ ۔ ۔

[illegible]

و خود عوذ ان الحمد سورے علمیں

نعمت اسلام کی قدر اور اس پر شکر

[illegible]

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی
بعد امابعد!
واذ تاذن ربکم لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم
ان عذابی لشدید ○ سورہ ابراہیم ۷

تمام قوموں سے گھٹیا رکھا، انہیں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ ہم ہمیشہ اسلام پر فخر کریں اور اسلام کے سوا کسی چیز کو لالچ اور رشک کی نظر سے نہ دیکھیں کہ کاش ہم کو بھی یہ چیز ملتی۔

یہ بھی خزش کی نقد ہے کہ بعض قوموں کے منہ میں پانی بھر آیا ہے، جیسے کسی کو اچھی مزیدار چیز کھاتے دیکھ کر کسی منہ میں پانی بھر آتا ہے اسی طرح بعض قوموں کی گمراہیوں کو دیکھ کر اچھے، بھلے لوگ قدم اکھڑ گئے ہیں، اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ایک جلیل القدر پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی صحبت و تربیت نصیب فرمائی تھی، ان کے قدم بھی اکھڑ گئے اور بت پرستی کے مطالبہ کیلئے کر دیا تھا جل نہیں سکے اور انہوں نے تمنا کی کہ کسی بھی چیز ملتی، سورۃ اعراف میں بنی اسرائیل کا واقعہ بیان کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وجوزنا ببنی اسرائیل البحر فاتوا علی قوم یعکفون علی اصنام لھم قالوا یموسی اجعل لنا الھا کما لھم الھۃ قال انکم قوم تجھلون O ان ھؤلاء مبر ما ھم فیہ وبطل ما کانوا یعملون O

(سورۃ الاعراف ۱۳۸ تا ۱۳۹)

اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار اتارا تو وہ جا نکلے لوگوں کے پاس جو اپنے بتوں (کی عبادت) کے لئے بیٹھے جمے تھے (بنی اسرائیل) کہنے لگے کہ اے موسیٰ علیہ السلام! جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں ہمارے لئے بھی ایک معبود بنا دو موسیٰ علیہ السلام نے کہا تم بڑے ہی جاہل لوگ ہو یہ لوگ جس (شغل) میں (پھنسے ہوئے) ہیں وہ برباد ہونے والا ہے اور جو کام کر رہے ہیں سب بیہودہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس قوم کی لغزش کا واقعہ بیان کیا ہے، جس کے متعلق خود فرماتا ہے

یبنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمت علیکم وانی فضلتکم علی العلمین O (سورۃ البقرہ ۴۷)

اے یعقوب کی اولاد! میرے وہ احسان یاد کرو جو میں نے تم پر کئے تھے اور یہ کہ میں

فرمائے کہ ہری کو مضبوط پکڑو متفرق نہ ہو جاؤ

تفرق کی بات تو یہ ہے کہ شیطان کسی کے سامنے قومیت، کسی کے سامنے مادیت، کسی کے سامنے دولت کسی کے لئے علم اور مختلف قسم کی چیزیں لا کر کھڑا کر دیتا ہے اور ان میں لڑائی کشمکش پیدا کر دیتا ہے کہ بعض وقت آدمی اس کے لئے دوسروں کی جانیں لیتا ہے، لوگ ایک دوسرے کے سر کاٹنے لگتے ہیں، ایک دوسرے کے گھر اجاڑنے لگتے ہیں کر دار کھڑے پکڑ پر ہاتھ اٹھاتے ہیں شریف بیٹیوں اور بیویوں پر ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ یہ سب شیطان کے چکر ہیں، ہمیں آپ کو اسلام پر فخر کرنا چاہئے اور اسلام کو سب سے بڑی دولت سمجھنا چاہیے، اسلام کی نسبت کو اسلام کی چیزوں کو سب سے بڑا سمجھنا چاہیے، حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ایک سیاہ فام آدمی کی جس میں کوئی خوبیاں نہیں بڑے بڑے خاندان والوں کے مقابلہ میں زیادہ عزت ہوتی ہے "ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم" اللہ تعالیٰ نے فضیلت کی چیز تقویٰ بنایا ہے، فضیلت کی چیز عبادت بنائی ہے، فضیلت کی چیز علم بنایا ہے" لا فضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی الا بالتقوی "عرب کو عجم پر کسی عجمی کو عرب پر، گورے کو کالے پر، کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہیں دی گئی۔ اگر فضیلت دی تو تقویٰ کی بنیاد پر، کون اللہ کا علم زیادہ رکھتا ہے، کون کا علم زیادہ رکھتا ہے، کون زیادہ نماز پڑھتا ہے، کون اسلام پر زیادہ عمل کرتا ہے اور جس کو اللہ و رسول سے زیادہ محبت ہے، اسی کو فضیلت ہے۔ یہاں کی نسبت سب سے بڑی نسبت ہے اس سے فرمایا" ان الشیطان لکم عدو فاتخذوہ عدوا" کہیں آتا ہے" انہ یراکم ھو وقبیلہ من حیث لا ترونھم" شیطان اور اس کا لشکر تم کو دیکھتا ہے اور تم اس کو نہیں دیکھتے

اور شیطان جن کے بھیس میں بھی ہے اور انسان کے بھیس میں بھی آتا ہے، وہ دشمنوں کے بھیس میں بھی آتا ہے اور دوستوں کے بھیس میں بھی آتا ہے، اس کو بہت سی رہائیں آتی ہیں ہم سے آپ سے اچھی زبان بولتا ہے اور ہم سے اور آپ سے زیادہ اچھی زبان میں وہ سمجھاتا ہے، آپ ایسے سب دشمنوں سے ہوشیار رہیے۔ مسلمان کی شان

کا ضبوط تیر ہے اس اس پر فخر کیجئے اس سے زیادہ اور کسی بات میں نہ اسلام پر فخر ہے اسلام پر جائے اسلام جیسے اس کے لئے سرمایہ کسی دولت سے نہیں نہ اسلام سے خون کا ایک قطرہ بہانا کسی کا جائز

عرب میں ۷۷ھ میں ایک بڑا خونخوار بڑی آندھی آئی ایک ایسا آندھی پیدا ہوگیا جس نے لاکھوں مرد گل کر دیا لیکن جو نے کے اندر بالکل اس کا سول رہ گیا قلعہ رہ گیا اور مسجدیں رہ گئیں اور قرآن شریف رہ گیا اور وہ یاد خصت ہو گئی الباطل کان هوقا باطل نے پاؤں نہیں صرف اللہ اور رسول قائم رہیں گے آپ اسلام کے سوا کس چیز پر فخر کریں اسلام کے حوالے کے علاوہ کوئی چیز آپ کو اپنی طرف کھینچنے نہ پائے اسلام سے دل کے سوا کسی کی طرف آپ رخ نہ کریں اس کی اسلام کا شکر ہے کہ اسلام کا فخر ہے میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کے اعمالوں اور باطنی حالت کو درست فرمائیں، ہمارے سارے تمام ساتھیوں کے ایمان اور ہمارے ماں کی بھی اللہ حفاظت فرمائیں وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

محبت اور سچی روحانیت کی فتح

حضرت مولانا الحاج مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں حاضری ہوئی تو حضرت نے فرمایا کہ جب حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب کی برسی آئے تو اس موقع پر جلسہ میں ضرور شامل ہونا چاہئے کیونکہ ان کی زندگی کا آخری سفر ہے اس لئے ہم نے اس جلسہ میں شرکت کی۔

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

وعلی تبعھم باحسان الی یوم الدین اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں اس وقت اکابر اور بزرگوں کے راستے پر چلنے والے بزرگ دوستوں اور

اشاروں سے ایک تکمیل ہوتا ہے جس کے لیے تحریک میں روگھ گھر جاتا اور آپ سے مل
لیکن ایک دن نے لے جس کا یہ تکمہ اور شریعت بڑے بڑے بس بل ہوتا کل جناب
ایڈیٹر محمد یحییٰ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھے یہ موقع عطا کیا۔ میں
ایک دن میں اپنے اس عزیز دوست سے مل سکوں۔

میں ان الفاظ کہتا ہوں کہ اس وقت مجھے بنگلہ زبان کے حسن اور
بہادر ادبیات سے بہت کچھ پیدا کی جائی ہیں اور صاحب اپنا حسن رکھتے ہیں۔ کمزوری (WEAKNESS) کسی عیب سے طور پر نہیں، بلکہ تعریف کے موقعہ پر اپنی
خوبیوں کو بیان کرتے ہوئے ربانوں نے تنوع (VARIETY) کا ذکر کیا ہے۔

ومن اٰیٰته خلق السمٰوٰت والارض واختلاف
السنتکم والوانکم ان فی ذٰلک لاٰیٰت للعٰلمین ○

سورہ روم ع ۲

اور اس کی نشانیوں میں سے آسمان اور زمین کا پیدا کرنا ہے اور تمہاری زبانوں اور
تمہارے رنگوں کا مختلف ہونا ہے اور اس میں جاننے والوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں۔

یہ دین حنیف کی بات نہیں ہے اور کافر ہوں تو مسلمانوں کی زبان ہے اس کی
تائید کا ذکر ہے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے میں اس حقیر کے ایسے شکریہ
کے ساتھ بنگلہ زبان کے متعلق چند باتیں پیش کرنی ضروری ہے کہ میں آپ سے
اپنی حد تک یہاں میں اس وقت بات کہہ رہا ہوں اگر میں کوئی غلط بات
ہو سکتا ہے تو یہ کہ میں غلطی پر ہوں میں بات کرتا اور آپ اس کو سمجھتے ہوں علامہ ابن
زیاد ہے علام علامی سے مجھ اور آپ سے وسیع زبان ہے

حضرات! جب سے میں نے بنگال کی علمی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے اس
سرزمین پر قدم رکھا ہے اس وقت سے میرا دل مسرت سے معمور ہے میں تاریخ کا ایک
طالب علم ہوں میں سمجھتا ہوں کہ اس سرزمین پر مسلمانوں کی اتنی شیرازہ بندی ہوئی جس
منفرد اور جامعیت کی ہے اس کی روحانیت اور سیاسی مناقبات سے بہت کم ملتی ہے

ہوتا، سچی خدا پرستی اور انسانیت دوستی نہ ہوتی (جو ہمارے بزرگوں میں تھی) تو یہ سرزمین اسلام کی تحت سے بالا بال اور سلام سے عشق کرنے والی نہ ہوتی، آج ہمیں کسی ایک شخص کے دل کا جیتنا مشکل معلوم ہو رہا ہے، لیکن ہمارے بزرگوں نے کتنی آسانی کے ساتھ محض اپنے خلوص کی بدولت لاکھوں انسانوں کے دل میں گھر کر لیا اور ان کو اپنا عاشق وشیدائی بنا لیا، یہاں مسلمانوں کی اکثریت کسی فوج کشی کا نتیجہ نہیں ہے، میں پوری ذمہ داری کے ساتھ آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں جہاں اسلامی فوجیں گئیں، وہاں مسلمانوں کی اکثریت سے اور جہاں صدیوں مسلمانوں کی حکومت رہی وہاں مسلمان اقلیت میں ہیں، کشمیر حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی کی محبت کا اسیر و شیفتہ ہے، ہمدان کا ایک بندہ ایران سے آتا ہے اور سارا کشمیر اسلام کا کلمہ پڑھ لیتا ہے، اور اسلام سے اس کو ایسا عشق ہو جاتا ہے کہ وہاں کے بڑے بڑے برہمن خاندانوں کے افراد اسلام کے حلقہ بگوش ہوئے، وہیں کے ایک برہمن زادہ (اقبال) کو ایک سیوزادہ خطاب کرتے ہوئے یہ کہنے کا موقعہ ملا کہ ؎

تو سید ہاشمی کی اولاد	میری کف خاک برہمن زاد
ہے فلسفہ میرے آب و گل میں	پوشیدہ ہے ریشہائے دل میں
اقبال اگرچہ بے ہنر ہے	اس کے رگ رگ سے باخبر ہے
عالم کی حیات ہو جس سے اشراق	مومن کی اذاں فضائے آفاق

اقبال کے دل میں رسول اللہ ﷺ کی یہ محبت کس نے پیدا کی، جس نے ان کی زبان سے کہلوایا ؎

وہ نائے سبل ختم الرسل مولائے کل جس نے	غبار راہ کو بخشا فروغ وادی سینا
محبت عشق دستی میں وہی اول وہی آخر	وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰس وہی طٰہٰ

یہ عشق رسول، روحانیت نے پیدا کیا، خلوص نے پیدا کیا، سچی خدا پرستی اور سچی انسان

وقت سے پہلے یا اسے حدا پہلی اور انسان دونوں کا ختم ہو جاتا ہے جب یہ دونوں یا آپس میں ایک طرف سال خط پر سفر ہوتے ہوئے دوسری طرف انسان دوست ہوتے ہوئے پھر ان کی دوستیاں دونوں کے لیے سکھ اور روشنی کا ایک ایسا تیرتا ہوا پل بن جاتی ہے جس پر حدا پہلی اور انسان دونوں آسانی سے چلتے ہیں۔ ایک نے صدیوں کے قدموں پر چلتے ہیں آج کی دنیا کی سائنس نے مصائب کا علاج یہی سوچا ہے کہ ایٹمی مصائب و مشکلات کو سیاسی اتحاد سے یا آپس کی صلح سے ختم کیا جائے۔

شرق و غرب میں جگہ جگہ آنے والے مقدس پیغمبر آئے، یہاں وہ آئے جو انسان کو خدا سے ملاتے تھے اور انسانوں سے جو صدیوں تک تعلیم کرتی تھی، آخر کی وہ انسانوں سے دوستیوں میں بدل دیتا تھا۔ وہ انسان تھے جو ان سے وہ بدقسمت تھے جن سے انسانوں کے بڑے بڑے سیاستدان ہار جاتا تھا، وہ سلام کا پیغام لے کر آئے، توحید، یقین اور محبت کا پیغام لے کر آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے عربوں کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ وہ سب سے پہلے جہالت پرست اور بیان پرست تھے یعنی کہ وہ ساری دنیا کو بے سائے کا خدا سمجھتے تھے اور اپنی عربی زبان کے سامنے کسی زبان کو بیان نہیں سمجھتے تھے۔ اور ان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا ان ربکم واحد و ان اباکم واحد، کلکم من ادم و ادم من تراب۔ لافضل لعربی علی عجمی، ولا لعجمی علی عربی، ولا لابیض علی اسود، ولا لاسود علی ابیض الا بالتقوی۔"

یا ایہا الناس انا خلقنکم من ذکر و انثی وجعلنکم
شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقکم ○

سورۃ الحجرات پ ۲۶

اے لوگو ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تاکہ ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔

محمد عربی ﷺ نے عربوں کو انسانوں کے لوگوں سے عربوں تم راقد

تمہارا پیدا کرنے والا بھی ایک ہے، تمہارا باپ بھی ایک تھا، دو رشتوں سے تم ایک دوسرے کے بھائی ہو، ایک خدا کے رشتے سے خدا کا بندہ ہونے کی حیثیت سے، دوسرے باپ کے رشتے سے کہ تمہارے والد ایک تھے، توحید پرستی اور محبت انسانی دو ستون ہیں جن پر انسانیت قائم ہے، اگر ان میں سے ایک ستون بھی گرا دیا جائے تو تہذیب و تمدن کا یہ سارا قصر زمین پر آ جائے گا۔

ہمیں صوفیوں اور انہیں درویشوں کے ذریعہ یہاں اسلام آیا، جنہوں نے زبان سے بات کرنے سے پہلے دل سے بات کی، انہوں نے مقامی زبان سے بات نہیں کی دل کی زبان سے کی، مقامی زبانیں پیاسوں ہو سکتی ہیں، لیکن دل کی زبان ایک ہے، روح کی زبان ایک ہے، سچائی کی زبان ایک ہے، محبت کی زبان ایک ہے، محبت کی زبان ہر جگہ سمجھی جاتی ہے اور بعض مرتبہ ترجمان کی ضرورت بھی نہیں ہوتی، آنکھوں کی چمک، لبوں کی مسکراہٹ دل سے ابلتی ہوئی محبت کا فوارہ بڑے سے بڑے دشمنوں کو ابد تک کے لئے شیروں اور چیتوں کو اپنا کلمہ پڑھنے والا بنا لیتا ہے۔

میں بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے عرفہ کے خطبہ میں بنگلہ دیش کے دل و دماغ یہاں پر اٹھا کر دیئے، کہ میرے دل میں یہ بات آئی ہے کہ جس ملک میں اتنے دانشور موجود ہوں، اسلام سے والہانہ محبت کرنے والے موجود ہوں، جو اپنے ایک پڑوسی بھائی کا نام لیں کر اپنے تمام ضروری کام چھوڑ کر یہاں آ جائیں، اس ملک کا مستقبل اسلام سے بھی خالی نہیں ہو سکتا، کمیت (QUANTITY) اور کیفیت (QUALITY) دونوں حیثیتوں سے یہ مجمع بہت حوصلہ افزا ہے، یہ مجھے (خدا کی رحمت پر نظر رکھتے ہوئے) یقین دلاتا ہے کہ جہاں اتنے مسلمان ہوں، جہاں اتنے دانشور (INTELLECTUALS) ہوں، جہاں اتنے پڑھے لکھے اسکالرز (SCHOLARS) ہوں، اس ملک کا مستقبل سے علمی صحیح پر تہذیبی طور پر، کچرل طریقہ پر پریشان نہیں ہو سکتا، آپ نے مجھے یہ موقع دیا ہے کہ ایک جلسہ پر ایک وقت میں اتنے آدمیوں سے دلا دیا۔

حضرات! آپ مجھے معاف کریں اگر میری بات میں بہائے میں [illegible]

دو باتوں" کر رہا ہوں "جعلی دستاویزات" بھی اچھی چیز نہیں ہے لیکن "اصل دو باتوں" اس سے بھی زیادہ سخت چیز ہے کہ یہ کھانے کا وقت تھا، میں آپ سے باتیں کر رہا ہوں، کھانا تو مجھے ہر جگہ مل جائے گا لیکن میں آپ کو کہاں سے ڈھونڈھوں گا۔!

میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں، خوشامد میں نہیں کہتا کہ آپ کو اسلام سے محبت کرنے والی جیسی مخلص اور سرمد ہیں قوم ملی ہے، بہت سے ملکوں کو نصیب نہیں، آپ اس کی قدر کریں، آپ کو بڑے بڑے سیاسی POLITICIANS مل جائیں گے DIPLOMATES مل جائیں گے، بڑے ذہین اور GENIUS لوگ مل جائیں گے، لیکن سچائی اور محبت آپ کو ہر جگہ نہیں ملے گی، آپ کی قوم میں یہ سچائی اور محبت موجود ہے، اب آپ اس سے کام لیں، میں TORONTO گیا، وہاں لوگوں نے مجھے NIAGARA FALL دکھایا، وہ آبشار جو دنیا کے ساری عجائبات میں شمار ہوتی ہے کہ ہزاروں فٹ سے پانی گرتا ہے، دنیا بھر کے سیاح اس کو دیکھنے جاتے ہیں، میں بھی گیا، اس نیاگرہ آبشار سے بجلی نہ پیدا کی جائے، اس سے ELECTRIGITY نہ لی جائے، اس سے وہ انرجی ENERGY نہ لی جائے، اور اس سے کھیتیاں نہ سینچی جائیں تو نیاگرہ فال ضائع ہوا کر کام آیا؟ آپ کو خدا نے ایک آبشار دی ہے، یہ ایمان کی آبشار ہے جو آپ کو اس قوم کی شکل میں حاصل ہے، یہ سچائی کی، خلوص کی آبشار ہے، اس سے بجلی پیدا کریں، آپ جن مسائل کو سمجھ رہے ہیں کہ وہ ناقابل حل ہیں، وہ سب مسئلے چٹکیوں میں حل ہو سکتے ہیں، اگر سچائی اور خلوص ہو، آپ کی قوم میں وہ جوہر موجود ہے، اس سے آپ جو کام لینا چاہیں وہ کام لے سکتے ہیں۔

لیکن یہ سیاں لیڈروں کا کام نہیں ہے، یہ سچے دل والوں کا، خلوص والوں کا کام ہے، جو اپنے دل میں محبت رکھتے ہوں، جو اس قوم کو پانا چاہتے ہوں اور خدا سے اس کا ثواب لینا نہیں چاہتے ہوں، جو اس قوم کی خدمت کرنا چاہتے ہوں اور خدا سے اس کا ثواب چاہتے ہوں، وہ اس قوم سے اکسیر بنا سکتے ہیں، سونا بنا سکتے ہیں، یہ قوم تو سونا ہے، یہ قوم پورے برِ صغیر پاک و ہند ہی میں نہیں پورے عالم اسلام میں ایک نئی طاقت پیدا کر سکتی ہے، لیکن یہ

ہے، ہوگا جب جب اس نعمت کی قدر کریں جو اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس قوم کی شکل میں دی ہے، یہ "نیا گرداں" ہے، آپ اس سے بجلی پیدا کریں، یہ پانی ضائع ہو رہا ہے، کتنے دنوں سے ضائع ہو رہا ہے، اس سے آپ اگر بجلی پیدا کریں تو بجلی سارے برصغیر SUB CONTINENT کو منور روشن کر سکتی ہے، اور عالم عربی تک پہونچ سکتی ہے۔

آپ اپنی قوم کی قدر کریں اور خلیج GULF پرانے طبقہ کے درمیان اور نئی نسل YOUNG GENERATION کے درمیان اور خاص طور پر یونیورسٹیوں کے گریجویٹس کے درمیان پڑتی ہے اور زیادہ سے زیادہ گہری اور وسیع ہوتی جا رہی ہے، آپ اس خلیج کو پر کریں، دونوں طبقے گلے ملیں، قدیم علماء دینی مسائل میں آپ کی مدد کر سکتے ہیں، آپ کی رہنمائی کر سکتے ہیں، آپ کو قرآن کی تعلیمات سے آشنا کر سکتے ہیں اور جدید تعلیم یافتہ اس کو لے کر بچے زبان میں پھیلا سکتے ہیں، دونوں مل کر اس ملک کو طاقتور اور اسلام کا علمبردار بنا سکیں، یہ عالم اسلام کا دوسرے نمبر کا بڑا خطہ ہے، اس کو اپنی ذمہ داری، اپنی طاقت اور اپنی قوت محسوس کرنی چاہئے، اور بڑے بھائی کی طرح چھوٹے بھائیوں جو تعداد میں کم ہیں گلے لگانا چاہئے۔

میں پھر کہتا ہوں کہ میں بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے طاقت کے ایک نئے خزانہ سے واقف کرایا، آپ نے امید کی ایک دنیا آباد کر دی، میرے دل پر جس پر بار بار عالم اسلام کے واقعات کو دیکھ کر مایوسی کا حملہ ہو رہا ہے، لبنان کے واقعات کو دیکھ کر، عراق و ایران کی جنگ کو دیکھ کر اور عرب ملکوں کی دولت کا غلام بن جانے کی حالت کو دیکھ کر جو میرے دل پر چوٹ لگتی رہی ہے، آپ نے اس میں تھوڑی سی کمی پیدا کی، ابھی اسلام کا ستارہ بلند ہے، اور کیا تعجب ہے کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ MODERN RENAISSANCE یہاں سے پیدا ہو، اور میں صاف کہتا ہوں ایک ہندوستانی مسلمان کی حیثیت سے (جیسا کہ میرا تعارف کرایا گیا) کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سب طرح کی صلاحیتیں دی ہیں، الحمد للہ آپ میں کسی بات کی کمی نہیں ہے، صرف اس کی ضرورت ہے کہ اسلام کے رشتہ کو اور نسبت کو آپ ہر چیز پر ترجیح دیں، کوئی چیز اس کے راستہ میں

روایت نہ ہے اصل تعلق خدا کا ہے، جو ہم سے کوئی ہے اور ہم اس کو کوئی چیز کا نہیں آتے ہیں سوائے ایمان اور عقیدہ کے اور نیک عمل کے ہم سب ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں، سب زبانوں کے ساتھ محبت رکھتے ہیں۔ اپنی زبان کو ترقی دیتے ہیں اس سے پیار کرتے ہیں لیکن دوسری زبان سے نفرت نہیں کرتے ہیں۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ آپ اپنے علم دوست ہیں جو ہندوستان میں بھی زبان کی تعصب دیں، زبانوں کے تعصب سے اسلام کی تاریخ بھری نہیں۔ مسلمانوں نے جب زبانوں کو سیکھا اور ان میں کمال پیدا کیا اور ان کو اسلامی لٹریچر سے مالا مال کر دیا۔ فارسی یا تھی، ترکش پرستوں کی زبان تھی۔ اس کی شاعری کی تاریخ پڑھئے۔ اس نے سعدی کو پیدا کیا، حافظ کو پیدا کیا، جلال الدین رومی کو پیدا کیا، عرفی اور نظیری کو پیدا کیا، ابوالفضل اور فیضی کو پیدا کیا اور کیسے کیسے عالم پیدا کئے مجھے یہاں آکر جس سے بات کرنے کا موقع ملا وہ ملائیشیا کا ڈیلیگیشن ہے یہ ایک اچھا اور ہونہار INTELLECTUALS کا گروپ ہے، یونیورسٹیوں سے نکلے ہوئے نوجوان جو ملائی آبادی ان کی زبان میں پیش کرتے ہیں اور اس کی زبان میں وہ اسلامی اصطلاحیں پیدا کرتے ہیں جو ان کی تمنا ہیں IDEAL ہیں۔ یہ امید ایک ستارہ ہے جس سے اس ملک میں روشنی پھیلنے کی امید ہوتی ہے وہاں سے بہت سی توقعات وابستہ ہیں۔

میں ان لوگوں کا اپنی بہت قدر دانوں اور پھر اسلامک فاؤنڈیشن کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھے یہ موقع فراہم کیا۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین